

वीर सेवा मन्दिर
दिल्ली



3241-3245

क्रम संख्या

काव न०

खण्ड

انمول بوٹی

اس کتاب میں ایک ہی عجیب الاز بوٹی سے جو شخص کو ہر مقام پر اور ہر موسم میں باسانی مضبوطی دیتی ہے۔
 یہ کتاب جو کہ تپ لڑنے کے واسطے بہت ہی قیمتی ہے۔ اور جو شخص اس کتاب کو پڑھے اور اس کے مطابق عمل کرے
 گھٹیا کاغذ اور قلم و خوشبو وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور جو شخص اس کتاب کو پڑھے اور اس کے مطابق عمل کرے
 نزول چشم، آشوب چشم، سلاخ چشم، غار چشم، ورم ترکان، وٹھکا، نافتہ، تشک، یہ صفت یار
 کچھ بخوبی و بادی منہ و دماغ و سر و پھر و اوچھانسی، غار چشم، تشک تر و اوچھانسی، تشک، یہ صفت یار
 و دردندان، گچ سر و زہر سانے، جھوڑے، و غیرہ امراض کے طبی علاج، حاکم امر اضری، علامات و رتبتہ، تشک و
 اسباب غیرو کے ایسے آسان و آسان طریقے دیئے گئے ہیں کہ ہر شخص گھر بیٹھے غنیمت کو ٹھکانے لایا۔ ہر شخص کا بچہ
 علاج کر سکتا ہے۔ قیمت بفرض دقاہ عام بائیں با و صاف ۸۳

انمول بوٹی خورد

کتاب مذکورہ کا انتخاب حسین، مرض کا صفت، ایک ایک، مجرب علاج، دج، یہ صفت

فاو زمر حصہ اول

اس میں سانپ کے گلے کے ساتھ علاج، بچھو کے ساتھ، دووانے کے تیس، زنبور، دس، زہر دھڑکے
 میں، بھونڑا و شہد کی کھی کے دس، کڑی کے کٹے اور پھلے کے دس اور چار بار پانی پانی و زہر دھڑکے
 بندہ ہی چھپکلی جو آدھی، میٹھا، غیرت کے گلے کے نباتات آسان، محرب و زہر دھڑکے
 علامات و نشانات کے دج، کئے گئے ہیں، قیمت ۱۰

فاو زمر حصہ دوم

اس میں گھٹیا، کھل، دباہرہ و غیرہ صدمات اور کٹاؤں، بھار و دھکوں و غیرہ نباتات کے زہر دھڑکے
 بھٹہری معین ویراگ تشک
 دنیا کی بے ثباتی کا نکتہ دیکھا، جو اس میں بیان کیا گیا ہے کہ لینے قابل کتاب اور وہ اس کے
 قیمت
 شیخ سال اول امام محمد شہید

اور ہم سرحد دیاس کو ساتھ لئے ہوئے ناشاد و نامراد ہی اس نیک سے نصرت ہو جاتے ہیں کسی خیر
 خیر تکلیف و حکم ایسا حدیث و حکومت کی نیت ثابت تو ان میں کہ بہن اس وقت کمال کے
 کمال سے ایک پل کے بلے پہاڑ کے جلیس حیات بے ثبات کی بد نوبت ہو تو کون مائل ہو کہ دنیا
 کے و حیدل میں پھنس کر اور ان ہی میں کھو ہو کر اپنے اہلی مقصد کو فراموش کر دے اور راہ نکات کی
 تلاش کرے۔ نئی حقیقت یہ دنیا ویشکی کے قابل نہیں۔ جو لوگ اس میں دل بجاتے ہیں اسی میں الجھ جاتے
 ہمیشہ مصیبتوں اور آفتوں کا شکار رہتے اور چاروں گتوں اور پھر اسی لاکھ جوتوں میں جیات و اموات
 پاتے رہتے تماشخ کی بدخیر سودا جگڑتے رہتے ہیں۔ یہ یقین آتا ہے کہ ابھی یہ دنیا کیلایا ہی اس جاتا
 اور اپنے لئے نیک و بد اعمال کی کیلایا ہی سزا یا جزا ہوتا ہے۔ زن و فرزند بادوست و اقارب کوئی شریک
 نہیں ہوتا۔ اس جہان فانی میں فی الاصل اپنا کوئی خویش و اقارب ہو اور آپ کسی اور کا کیونکہ ہم کسی
 کو ساتھ لاتے ہیں اور نہ ساتھ لیجاتے ہیں جب یہاں سے کوچ کرتے ہیں سب کو جہاں کا تہاں چھوڑ جاتے
 اور سے کشتہ آفت توڑ جاتے ہیں۔ یہ جہم ہے ہم اپنا سمجھ کر زندگی بھر بڑے لاڈ پیار سے کھلتے لگتے
 اور اسی مذ شکر داری میں اپنی عمر میں پہا کو گلا دیتے ہیں اسوس آخر اوقت یہ بھی اپنا ساتھ نہیں لے
 ہم محض اپنی نادانی سے اس دنیا میں سب سے زیادہ نالک و احسان فراموش ہسے بنا و سگما میں لگے
 ہے اپنا کام کچھ نہیں بولتے اسکی خاطر اتنے طرح کے پاؤں کی پوت سر پر لاتے چلے جاتے اور اپنے
 کے نیک و بد اعمال کے ثمر میں ہمیشہ شک و شکاک اٹھاتے ہیں۔ جینک آتش ہوا ہوس کی تیر لپٹ کر لگت
 محسوسات کے آب سرد و نہیں بجھاتی جاتیں ہر دم اور ہر خطہ برحق ہی جلی جاتی ہیں۔ ہننے جو صد ہا
 جہاں سے ساتھ کے اعمال کا بار گراں اپنی گردن پر لاد رکھا ہو وہ بلا عبادت و ریاضت ہرگز ہلکا نہیں
 ہو سکتا اور جینک یہ ہلکا نہ ہوگا ہلکا ہوگا شکر و تحفے کے لکھ لاکھ اس عالم سے گناہ میں بھٹکتا اور طرح
 کی تکلیفیں جھیلنا پڑیں گی۔ آج خوش نصیبی ہو بھی وہ موقع حاصل ہو کہ کمال اس دارا سید اکابرین
 بد جہانم مشکل ہو گئے لازم ہو کہ اب اس بہترین موقع کو ہاتھ سے نیکر عاقبت کا سہ خاکرون اور
 منی دھرم اختیار کر کے حصول عالم جاودانی کی طرف متوجہ ہوں۔
 غرض انھیں تصورات میں ہر لمحہ کمال نے تمام شب گذاری۔ جب ان کی شوخی نمودار ہوئی صبح
 کی تمام ضروریات کاغذ ہو کر شری ارہنت دیو کی بتدریگ برتھ کے سامنے پہونچا۔ بڑی عظیم کریم ہو کہ
 تین آوری دیکر اوڑھیں باطلوان کر کے ساشا ناگ ٹکڑا کر کیا اور اپنے خیالات و ملاقات علی کو مدہل
 تہرا کر چون کی ساکھی سے اسوقت و گبر مٹی کا ہمیش ظاہر و باطن میں اختیار کر دیا۔

سانس کی آمد و رفت کا اڑھ ہر وقت عمر کے درخت کو کاٹتا ہے۔ زمانہ کا رہٹ
 جس میں مہر و ماہ بیلون کی طرح چلتے ہیں ہماری عمر کے سبوجون کو لسیل و
 نہار کی مالی پر گردش میں لانا اور عمر کے پانی سے کبھی بھرتا اور کبھی خالی کرتا ہے
 سورج دن میں نکلتا اور شام کو چھپتا ہے۔ تاسے رات کو چمکتے اور صبح کو نڈھم ہوتے
 ہیں مگر انکا دور جاری رہتا ہے۔ موسم اپنے وقت پر آتے جاتے اور درخت
 اپنی بہار میں پھولتے پھلتے رہتے ہیں۔ مگر انسوس پیاری عمر جو غفلت میں گذرتی
 ہے لوٹ کر نہیں آتی اور اپنا نشان حسرت کے سوا چھوڑ کر نہیں جاتی۔ ہم سا لگد
 کے دن جشن کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں موت کے لشکر نے جو منزل
 طے کی اوس پر غور نہیں کرتے در نہنسی کے عوض گوشہ میں بیٹھ کر روتے۔
 دنیا ایک مہمان سدا ہے جس میں بہت سے مسافر شام کو آکر ٹھہرتے اور
 صبح کو جہان ارادہ ہوتا ہے چلے جاتے ہیں یا کشتی ہے جس پر لوگ سوار ہوتے
 اور پار اتر کر اپنی اپنی راہ لیتے ہیں۔ آپس کا میل جول پرندوں کا سیرا
 ہے جو رات کو درختوں پر آرام پاتے اور دن نکلنے ہی اپنی اپنی بولیاں
 بول کر اڑان چھو ہو جاتے ہیں یا ایک میل ہے جس میں دیس دیس کے آدمی کر
 جمع ہو جاتے اور کچھ دیر بعد بچھڑ جاتے ہیں۔ یہ مال اور خزانے جنکو
 مہنے جائز اور ناجائز طور پر جمع کیا ہے زمین میں گرے یا کہیں پڑے رہ جائینگے
 جس طرح کھربا ری چوسہ بچھا کر بازی لگاتا اور پانسون کو
 پھینک کر اپنی جیت کے منصوبے باندھتا ہے ہم بھی طرح طرح
 کی اسیر رکھتے ہیں مگر جب موت آدہاتی ہے تو چوسہ بھی کی کھی رہ جاتی ہے۔

لوگوں کے لئے خصوصاً ایسے بچہ کو جو آج تک ناز و نعمت میں پلا اور گھر سے نکل کر کبھی جنگل کی صورت تک نہیں دیکھی بہت ہی مشکل ہو گیوں کی کر یا بدرجہ اتم سخت اور اون تکلیفات کا برداشت کرنا جسکو منی ہستے میں بڑی ٹیڑھی کھیر ہے اگر مہاراج نے معافی کا حکم دیا تو سمجھا بوجھا کر گھر لے آئیے اگر جرم معاف نہوا اور برہم گلال جنگل میں رہا تو چند روز میں خود ہی بازار آجائیگا اس عرصہ میں سوتہ بیر سوکتی ہیں پھر ہوائی کسی غیر سلطنت میں جا کر آرام سے بود و باش کر سکتے ہیں۔ کچھ سچ نہیں ہے اس وقت اسکو مبارزت دیجئے۔ (ظاہر میں) چونکہ راجا کی عدول حکمی اچھی نہیں ہے اسلئے جو کچھ تمہیں خیال کیا ہے وہ مناسب اور بہتر ہے۔ مئی بھیس بھال کر کے راجا کو ضرور پیش دینا چاہئے پھر صبا موقع ہوگا دیکھ لینا ہائیگا ہم خوشی اجازت دیتے ہیں کہ تم مئی بھیس بھال کر برہم گلال میں آئیگی اس اجازت سے بہت خوش ہوں آپ اطمینان رکھیں کل صبح ہی آپ کے حکم کی تعمیل کی جائیگی۔

دو رات ہو گئی برہم گلال میں مندریں بٹھکر بارہ بھاونا کا تصور کر رہے۔

نوان سین

برہم گلال جن مندریں

برہم گلال (اپنے دل میں) صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے ۲۴ گھنٹوں کا نام ہوتا ہے انوس دنیا کی کوئی چیز یاد نہیں ہے۔ حیات دولت۔ حکومت۔ عمارات۔ زن و فرزند۔ دوست عزیز سب معرض فنا میں ہیں۔ حیات ستغرابانی کی اوس تیز و دھار کی طرح جو بلندی سے پستی میں گرتی یا ندی کی مثال جو پہاڑ سے ٹکڑا سیدان میں بہتی ہے گزندتی چلی جاتی ہے۔ موت کا آفتاب زندگی کے برف پر ہر دم چلتا اور

برمھہ گلال۔ صاحبان! یہ سانگ دسرے سانگ جیسا نہیں ہو دکشا دھارن کر کے
 پھر تبدیل کرنا ایسا گناہ ہے جس کا نتیجہ گودا و زرکین۔ وہی نگود جہاں یہ جیوانا و کال
 (رز رازل) سے جنم کرنا اور دکھ بھرتا ہے ایک سانس میں جس قدر وقت صرف ہوتا
 ہے اس میں اٹھا رہ و فو پیدا ہوتا اور ہوتا ہے ایک اکشہ سے بھی کم وہاں گیان ہو سکا
 تکلیف راحت کا نشان نہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ہم کون اور کہاں ہیں اور انکی
 تکلیف سکتہ والے کی طرح دل میں نہاں ہیں۔ نرک کا باس سراپا یا اس پر نہ کوئی ہدم
 آس باس ہے خود ہی رات دن کئے قمر تے ہیں مگر وقت کے پورا نہ ہونے سے دکھ بھرتے ہیں
 کیا آپ صاحبان پسند کرتے ہیں کہ یہ گنہگار دنیا اور عاقبت میں تیرا ست کا نشان بننا
 جائے دنیا میں اس فعل سے جو بنامی ہوئی ظاہر ہے عاقبت کو بھی کیوں ہاتھ سے دوں
 سانگ تو نہیں البتہ اگر آپ صاحبان دل سے میری اس درخواست کو منظور فرماتے
 ہیں کہ میں اس دازنایا دار سے پرہیز دار اسکے کج دار و مرز سے گریز کر کے ہمیشہ کیلئے آپ سے
 رخصت ہو جائوں تو دکشا دھارن کر لوں۔ اگر جلا وطنی اختیار کی جائے تو آپ کو تکلیف
 ہوگی کیونکہ اگر آپ نے ساتھ دیا تو اس وسیع سلطنت کو یک نخت چھوڑ کر کس طرح
 اور کہاں جاسکتے ہیں اگر آپ یہاں ہے تو راجا آپ کے ساتھ شاید نیکی کے ساتھ پیش
 نہ آئے اور یہیں معلوم کیا سلوک کریں پس مناسب موقع اور حال یہی بات ہے کہ آپ
 رضامندی کے ساتھ اجازت دیں۔

مسب لوگ (مشورہ) جلا وطنی میں سر دست بڑی وقت ہے اور ارجل نے طرف
 سنی جیسے بنانے کا حکم دیا ہے اور چونکہ مہاراج بذات خاص نہایت نیکمرزا اور جمل
 ہیں تعجب نہیں کہ جرم عاقل کو دین۔ تارک الدنیا ہو ناہنسی حاصل نہیں ہو عواما سب

کو ان سے بالکل بے تعلق خیال کرتا ہے وہ کبھی انکے دوہونکی کو شش نہیں کرتا اور ہمیشہ سنارین بھرن کرتا ہے پس اس گناہ کا نتیجہ جو بالارادہ یا نادانستہ سرزد ہوا نرگت ہو اور اس حالت میں بھی بہتر ہے کہ میں تارک الدنیا ہو کر کوش کا سا دھن کروں - چونکہ منی ساگنہ ہارن کر کے تبدیل کرنا یا دکش کا لینا ایک ہی نتیجہ رکھتے ہیں کہ میں یہاں سے خارج الوطن ہو کر چلا جاؤں اب بقول شخصہ دریا میں رہنا اگر مجھ سے سیر یہاں کا قیام بالکل نامناسب ہے - مہاراج کا منشا یہ حال یہی ہے کہ برمجہ گلال کی منحوس صورت نظر نہ آوے (ظاہرین) مہاراج حضور نے جو حکم دیا اسکا بحال انامین سعادت ہو ایسا موقع نصیب کی بایوری سے کتاب سیر اخود ہی ارادہ تھا کہ جو گناہ سندرہوا ہے اسکا کفارہ کرے جب حضور کے حکم کا بھی یہی منشا ہے تو ایک نتیجہ دو کالج میں تعمیل کے لئے سپریم حاضر ہوں - مگر چونکہ ان باب کی اجازت دے کا ہے اسلئے اید واد ہوں کہ اجازت فرمائی جاوے -

مہاراج - برمجہ گلال جاؤ اب دیر کر نیکی ضرورت نہیں ہو آپدیش سننے کے لئے ہم بہت مشتاق ہیں کل ہی تعمیل کرنی چاہئے -
 ”برمجہ گلال گھر جاتا ہو زبان تھرا مل اور ان باپ کو بیٹھے پاتا ہے نئی دہن (برمجہ گلال کی عروس) بھی ایک گوشہ میں بیٹھی ہوئی ہے - برمجہ گلال سب کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ ”برمجہ گلال - مہاراج نے حکم دیا ہے کہ اس جرم کی دوسراہین نیون کا بھیس دھارن کر کے آپدیش دینا یا عدل حکمی کر کے خارج الوطن ہونا -

ستی - بھیس بنانے سے یہی مراد ہے ناکہ سانگ بنا کر راجہ کو آپدیش دو اور پھر گھر واپس چلے آد امین ہرج کیا ہے یوں بھی تو ہمیشہ تم سانگ بھرتے ہو -

جوئی کی آڑ میں نکلا رکھتے اور دھرم کے نام سے لذات نفسانی کو پورا کرتے ہیں۔ اگر مہاراج کی
یہ فرمائش اس بات کا نتیجہ ہو کہ میں رام لیلیٰ وغیرہ میں ہمیشہ روپ بھرتا ہوں اور ان کا خیال
ہو کہ جسطرح رام کرشن کاروپ تبدیل کر کے لڑکے اپنے گھر چلے جاتے ہیں مٹی روپ دھارن
کر کے بھی یہی آزادی ہوگی تو میں مت میں جو شخص درکش (ترک دنیا) لیتا ہے پھر اس کو
چھوڑ دینے سے ترک میں جاتا ہے۔ دیکھو جب رکھب دیو پہلے تیر تھنکر دشا لیکے اود کے
ساتھ چا نہر اراجے جتی ہو گئے تھے گو وہ محض خیال ادب پر مبنی ہے۔ دشت تھے تھی
مگر جب اول سے جتی دھرم کی کر یا کاناہ نہوا اور وہ ایسے کام کرتے تھے جو جتی دھرم سے
خلافت میں تو دیوتاؤں نے اود کو یہ کہہ دیا کہ اس میں اس کا کام آئے گا۔ نوڈ (نر) دشا
دیا جائیگا۔ پس یہ بات تو بالکل اختیار کر کے قابل ہی نہیں ہو سکتا۔ سوانگ کے طور پر مٹی
بھیس دھارن کر کے پھر دنیا داری میں شامل ہوں چونکہ یہ عمل قابل نرا بھی ہے نہیں معلوم
پھر کیا نرا ہو۔ اگر عدل حکمی کیجئے تو جلا وطنی اختیار کرنی پڑے گی کیونکہ ریاست میں
یہی عمل ہو جو مہاراج کی عدل حکمی کرے وہ جلا وطن کیجئے۔ یہ جسم جسکی خواہش دیتا
بڑی آرزو سے کرتے ہیں کہ جب انسان کا جسم ٹھیک تو موکش سادھن کر لینگے اور یہ وقت
جسکی تنہا۔ اگر کیوں کے میں میں ہمیشہ رہتی ہے کہ کٹ کٹ لینگے خود ہی آن پہونچا علاوہ
ازین جو گناہ مجھ سے سرزد ہوا اگر جینیت میں نہیں تھی کہ اکھارا مارا جاوے مگر تقدیر سخت
کے اولٹ جانے سے یہ وقوع ہو گیا تو بہر حال میں ہی اس گناہ کا انویلا ہون موکش
مارگ پر کاش میں سے سار کا۔ کی سند سے ایسے جین میں کو جو کرم کا کرنا کسی غیر ہی کو مان کر
خود پاک رہنا چاہتے ہیں ساکھ متی کہا ہے اور لکھا ہے کہ اگر کج بھاؤ آتا ہے اہلی
جھاؤ تو جین میں مگر کسی نسبت (سبب) سے عارضی طور پر آتا ہے کہ ہوتے ہیں جو آتا

بتر ہے۔

برمچہ کلال۔ مہاراج کیا عرض کروں جنہے اور عیش کی حالت میں میرا پنجہ سنگھاسن پر لگا میں نہیں جانتا تھا کہ سنگھاسن اولٹ جائیگا اور یہ قہر ہر پاؤں کا ہاے سنگھاسن کیا اولٹا ہمارا نصیب اولٹ گیا۔ ہاے راجکمار یکا یک کیوں ٹھہر گیا۔

مہاراج۔ بیٹا برمچہ کلال بس کرو جب ہنسی چھاتی پر پتھر رکھ لیا تو بھی صبر کا ثقیل سے چارہ نہیں جو دانشمندوں کا قول ہے ۵

عرفی اگر گریہ میسر شد سے صال ۶ صد سال میتوان تبا کر لین
چو کہ ہماے دلون میں غم کی آگ بھڑک رہی ہو اگر تجھے منظور ہو تو ایک بات کہیں۔

برمچہ کلال۔ (ہاتھ جوڑ کر) جواشا دعا علی ہوا اسکے بجالائے کو اپنا فخر سمجھتا ہوں۔

مہاراج۔ زانیہ کی تاثیر سے اس پنجہ کال میں ارہت دیو یا اچارج او مینوں کا وجود کہیں پایا نہیں جانا لکھا ہے کہ جب وہ آپدیش دیتے تھے انسان کیا حیوان تک بھی تاثیر ہو جاتے اور صواب حاصل کرتے تھے روپ بھرنے میں نہ کو وہ کمال حاصل ہے جسکا بیان ثبوت کا محتاج نہیں پس مابدولت کی یہ رائے کیا حکم ہے کہ تم جتنی دھرم کے دھارک سادھو کا روپ دھارن کر کے ہمو آپدیش کرو جس سے یہ غم غلط ہو۔

برمچہ کلال۔ (دلیں) جن شاستر میں کسی شخص کو ارہت یا مینوں کا سوا نام بھرنے کی اجازت نہیں ہے۔ دلشنوت میں البتہ رام لیلہ اور کرشن لیلہ ہوتی ہیں اگرچہ یہ لوگ اوکو برہم کا اوتار مانتے ہیں جو نامکن ہو مگر انہوں نے کہ جن لکھوں کو یہ لوگ رام اور کرشن بنا تے ہیں پھر انکو اپنے روبرو پوجتے ہیں یہ بیشیوہ اون لوگوں کا ہے

”یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ کسی نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا جو کھول دیا گیا۔
برمھ گلال کی مان۔ اسے ہے سکرادی چوہدار دروازہ پر کیوں کھڑا ہے میرا تو لہو خشک
ہوا جاتا ہے۔

برمھ گلال کا باپ۔ کہتا ہے کہ برمھ گلال کو مہاراج نے یاد فرمایا ہے۔
برمھ گلال۔ لوصا جان کہنا سننا معاف کرنا اگر جیتے ہے تو آئینے کے درخت پر
ہرچہ باد اباد کشتی درآب انداختیم۔
”یہ سنتے ہی برمھ گلال کی مان بیہوش ہو گئی ہل رہا ہے کو فوطا ہست سے ضعف آگیا
اگے آگے چوہدار پیچھے برمھ گلال اور تماشائیوں کا ہجوم“

آٹھواں سین

برمھ گلال دربار میں

چوہدار۔ سی مہاراج برمھ گلال نگاہ رو بہ سلامت۔
مہاراج۔ اہا۔ بیٹا برمھ گلال تو کہاں تھا۔ راجا تھم دھکیا روں کو منجھتا میں چھوٹا
چل بے اب تو تیرے ہی پر نظر پڑتی ہی کھوڑا ہارس بندھانوالا تیری سوا کون ہو گا
چونکہ کل رفت و گشتان شہنشاہ بہ بوسے گل ہا از کہ جویم جز گلاب
برمھ گلال۔ مہاراج آپ کا گنگا پریشان روزگار سراپا تقصیرِ مذمت کی تصویر عین ہے
نیرار دینہ مذمکار حاضر ہے اس سانچہ ہوش رب کے وقوع سے چاہت ہے کہ اگر زمین پھٹ جائے
تو او میں سما جائے۔

مہاراج۔ بیٹا برمھ گلال دو ہی روز کے اندر تو آدھا نہیں رہا روتے روتے تیرے
رضائوں پر ملتے پڑ گئے۔ رنگ نہ ہو گیا۔ ہم تو اپنی ہی حالت کو کہتے تھے تیرا حال تو ہرے بھی

متھرا مل - کچھ موائے اقدین تو تم محض بیگناہ ہو راجکار نے جو سخت باتیں کہی تھیں انکو سنکر کون غیرت مند چپ رہ سکتا تھا۔

برمچہ گلال - راجکار نے جو کچھ کہا تھا وہ ضرور کسی کا سکھایا ہوا تھا کیونکہ جیسی محبت راجکار کو میرے ساتھ تھی شاید دوسرے سے ہو۔ مہاراج نے جو احسان ہمارے باب پر کیا وہ اس قابل تھا کہ اسی بات کے سننے سے مجھ جیسے خانہ زاد اور تک پروردہ کو رزق کر لینا کچھ مشکل ہو دھندلا دے اور ان منشیروں کو جو ہر قسم کی تکلیفات کو سہتے اور راجو قدرت کسکو کچھ سہرا نہیں دیتے۔ لوگ انکو گالیوں دیتے اور مارے ہیں مگر وہ دھرم کے پابند ہیں۔

متھرا مل - غصہ اسی بلا ہے کہ ٹی بھی اوس سے بمثل بچ سکتے ہیں دیکھو دیبا بنی کو جب جادوؤں میں کے راجکاروں نے تنگ کیا تو انکو غصہ آگیا اور دوا کا شہر کو بھونک دیا۔

برمچہ گلال - سچے غصہ سا ہی ہے جب یہ آگ بھڑکتی ہے آدمی بالکل اندھا ہو جاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ دیبا بنی بھی ساتویں ترکین گئے کہ انکو عبرت کرنی چاہئے جو کام ہم نے کیا ہے وہ بہت خطرناک ہے۔

متھرا مل - میری رائے میں تو کچھ اندیشہ نہیں ہے ظاہر وہ کوئی الزام نہیں لگا سکتے خون کی معافی دے چکے ہیں۔

برمچہ گلال - پیادے دوست یہ معافی کی سند عاقبت میں کام نہیں آئیگی اور راجکار کی موت کا نتیجہ اس تحریر سے ٹل نہیں جائیگا مجھے اوس گناہ کا خون ہے جو میرے فعل سے ہوا۔

تو چند روز بہت عاقبت کا عذاب کس طرح برداشت کرو گا۔

”برمچہ گل لال اپنے خیالات میں غرق ہے اسکا دوست متھرا ل و مان آگیا اور تنہائی میں دونوں بار بیٹھے ہوئے باتیں کرتے ہیں۔

متھرا ل۔ برمچہ گل لال کیا سوچ ہے ہو یہ ایک شہنی امر تھا جو دیوتاؤں سے بھی نہیں ملا جس طرح کسی لکھی ہوئی ہے وہ ٹل نہیں سکتی جو پیدا ہوا وہ کیلکوت کا لقمہ ہونیوالہ ہے۔

برمچہ گل لال۔ یہ تو میں جانتا ہوں کہ جو ہونا ہے وہ کسی طرح نہیں ٹل سکتی اور موت سے بھی کوئی نہیں بچ سکتا افسوس اس بات کا ہے کہ یہ موت میرے ہاتھ سے واقع ہوئی اور میں ایسا کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ دیکھو دنیا میں ہزاروں آدمی اپنی موت سے مرتے ہیں اور کالگناہ کیسے نہیں ہوتا مگر جو کسی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے قاتل کو بھانسنی یا قاتی ہے راجہ لال کی عمر اس قدر بھی گریہ ضرور نہیں تھا کہ میرے ہاتھ سے ہوتی۔

متھرا ل۔ گیتا میں لکھا ہے کہ جن موقع جنگ میں اپنے خاندان کو لڑائی پر آمادہ کھلکھل کریراک کی وجہ سے دست بردار ہوا مگر کرشن جو جنگو بشیتر لوگ پریشیر کا اوتار مانتے ہیں اپنی قدرت کا دے دکھا دیا کہ جنگ کے مارنے کا خوف وہ دل میں کر رہا ہے وہ سب مے پڑے ہیں یہ بات دیکھ کر جن جنگ پر آمادہ ہوا۔ اس وجہ سے تم بھی بے تصور ہو۔

برمچہ گل لال۔ یہ باتیں خود غرض لوگوں کی لکھی ہوئی ہیں جو بات ارجن کے دل میں پیدا ہوئی وہ بیراگ نہیں تھا بلکہ خوف تھا اور کرشن جو کا آپیش دھرم مارگ سے کچھ نہایت نہیں رکھتا تھا دیکھو ہا بھات کا واقعہ جس میں اس قدر خونریز ہیں ہوں یا نڈوں کو انجام کا رکٹ الینی پڑی اور ہنسار کی حالت سے اذ کو خوف ہوا پیشیا کر کے کرم کا ناش کیا اور مکوش گئے۔

اسکا فعل تمام ہو جلتے ہیں راز سر سبست ہے۔

”مہاراج اور ستری خلوت میں جلتے ہیں ستری کی تجویز سے مہاراج نے اتفاق فرمایا نہ مہاراج کا خاتمہ ہوتا ہے“

ساتواں سین

جس پر راج و باین بر مہ گلال کے غلام سازش کے منصوبے باندھے جا رہے تھے بر مہ گلال اپنے مکان میں اوس گناہ عظیم سے جو براگنختہ ہوئی حالت میں اوس سے سرزد ہوا تھا تنہا بیٹھا ہوا ہے اور دل میں سوچتا ہے۔

بر مہ گلال - افسوس دنیا کے کام عجیب ہیں کہ میں ہر چند ہلکے سا فعل ایسے ہیں جن کا وقوع اس وقت تک ناممکن ہے جب تک ہم خود اونکے کرنے پر آمادہ نہ ہوں مگر بعض موقع اس قسم کے پیش آ جاتے ہیں جنہیں دنیا داری کی عقل نیکاموں کے کرنے میں کچی اور بدی کے لئے بہانہ ڈھونڈھتی رہتی ہے تو فایم نہیں رہتا اور اپنے افعال کے نتائج پر غور نہیں کرتا۔

ہاں! راجا جو مہاراج کی شکمیں کا نورا اور ہم سب کے لئے مایہ سرور تھا اوسکی زندگی کا خاتمہ یہی طرح ہو گیا جو اسید کے بالکل خلاف تھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ مہاراج کے دل سے یہ بات نکل جائے میری اخوس صورت جب اونکو نظر آیا کریگی یہ داغ تازہ ہوتا رہیگا۔ ہاں! راجا کی جان ہی بددی سے لیکر اپنا منہ لوگوں کو کیونکر دکھلاوگا یہ بے غیرت آنکھ مہاراج کے سامنے کھلے ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ مہاراج اپنی عالی ہستی سے اودن و معدون کا خیال کر کے جوا دھون نے اس واقعہ سے پہلے کر لئے تھے درگزر

فرامین مگر یہ خونریزی کا فعل جسکو میں ہونہار سے متعلق کر رہا ہوں کیا نتیجہ نہیں دیکھا اور یہ سچ جسکو میں نے اپنے ہاتھوں بویا ہے کیا پھل نہیں لایا۔ دنیا کی بھلائی اور

ہاے بھولوں کے بستر کی جگہ آج اوس گلبدن کو آگ کے بچھونے پر لٹایا گیا۔ ہاے
 بوڑھا باپ جسکو یہ امید تھی کہ ایک دن اپنے پیسے بٹنے کے ہاتھوں جلا یا جائیگا اس
 دن کے دیکھنے کو زندہ ہے ۵

حیف در چشم زدن محبت بد آفرشد

مے گل سیر ندیم و بہار آفرشد

اب جب تک پر جھگال زندہ ہے ہر دم راجکھا کا غم و الم تازہ رہیگا مگر افسوس معافی
 کی سند پر مہنے خود دستخط کئے دو ہرہ

ہر ان تے مست ادھک ہے مست ادھک پان

سود سرتھ دونوں تھے ایک بچن پران

منتر می - دارنا پادیا میں اگر خا ذنابت ایسے واقع ہوتے ہستے ہیں جن میں انسان
 مجبور ہے جو کچھ چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا اور مصائب ناگہانی بلاے بیدیان کی طرح
 آگھیرتے ہیں موت ایک لازمی نتیجہ ہے جو پیش آنا ہوتا ہے اور ایک روز یہ کڑوا گھوٹ
 سبکو پینا پڑتا ہے کوئی خاندان ایسا نہیں ہے جس میں موت کا گد نہ ہو اور راجکھا
 کی موت سے جو صدمہ پہنچتا ہے اسکی تلانی اگر ہے تو یہی ہے کہ سنگدل قاتل اپنی
 سزا پائے اگرچہ حضور نے اسکو ایک خون کی معافی عطا فرمائی تھی مگر سب خون کیسا
 نہیں ہیں راجکھا کا خون اوپر ہی اوپر نہیں جاسکتا۔ تدبیر سے سب مشکلات حل
 ہو جاتی ہیں دانشمندوں نے وہ وہ کام ایجاد کئے ہیں جنکو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے
 اس فعل کا خیا ز قاتل کو ضرور اٹھانا پڑے گا جسکے اثر سے ہم سب زندہ درگور ہو گئے
 اسکی تدبیر بھی اس خادم دیرینہ کی سمجھ میں آگئی ہے اگر حضور پسند فرمائیں مگر جب تک

”راجہ کی آنکھیں بند ہوتے ہی گہرا مچ گیا۔ ماں باپ کی جو حالت ہوئی اوسکو کون بیان کر سکتا ہے مصاحبین تک غم کیا ہے بیہوش ہو گئے۔ جنازہ تیار ہوتا ہے رسم معمولی کے ساتھ واہ کر عمل میں آتا ہے۔

تھسا سین

آہ کل جہاں راج دربار لگا ہوا تھا آج وہاں چاروں طرف سناٹا ہے غنچوں کے خواشیم کے آنسوؤں سے تر ہیں گل گریبان چاک لے سر رہنہ نظر آتے ہیں۔ بلبل کے نالہ افغان سے جگر پھٹتا ہے۔ سرو سکت کی حالت میں کھڑا ہے۔ قمری باواز بلند کو کو کھارتی ہے۔ فواروں کا دم بند ہے۔ تالابوں کے لب نشک ہیں۔ باغ کا مالی بو ہمیشہ بھولوں کی ڈالی سجا کر لایا کرتا تھا البصد حسرت و یاس یہ قطع پڑھ رہا ہے۔

چمن کے تخت پر جسدِ شہر گل کا گل تھا + ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اوشو تنہا غل تھا
خسراں کے وقت جب کیا تھا بزمِ گلشن + بتانا باغان و روہیاں غنچہ یہاں گل تھا
کوس و نثار کی جگہ سر پٹنے اور رونے کی آواز آرہی ہے یا منی اور فرش کی جگہ ایک
کہنہ دربی بھی ہوئی ہے۔ منتری مصاحب سب لوگ جیب مایہ سرنگوں بیٹھے من مہراج
کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں۔

مہاراجنی۔ مہاراج دنیا کی نیرنگی اور زمانہ کی نا اہتانی نے جو سہرہ دکھلایا کچھ کہا نہیں
جاتا ہاے کسی طرح چین نہیں آتا۔ وہ پیاری صورت وہ سلطنت کی مہاراجا ہونہر نگین
کہاں چلا گیا وہ پھول جیسے دیکھنے سے جی باغ باغ ہوتا تھا کیوں مڑ رہا گیا۔ ہاے
ہماری آنکھیں کس کو دیکھ کر ٹکفتہ ہو گئی۔ ہاے دل شکستہ کو کسا سہارا ہو گا۔

مہاراج۔ آہ جو پھول مابکار کے سہرے میں جاے جلتے وہ اس کے جنازے پڑائے گئے

نہیں دیکھا کہ آپ کے روبرو ان لایلی کو پیش کرنا آفتاب کو چرخ دکھانا ہے اور وقت بھی کم ہے اگر یادگاری کا خیال ہو تب بھی بے عمل ہے۔

گئے تم تو زندہ رہا نام یہ

بناؤ تو آئینا کس کام یہ

نہ ہستی ہی جب یہ تمھاری ہے؟ تمھیں کیا اگر یادگاری ہے

نہ محفل سے جب کوئی بات ہے؟ تو پھر کس طرح یاد ساقی ہے

علاوہ ازیں محفل پر مجبوری ہو اس کی طمانی کیا ہو سکتی ہے بڑے بڑے راجے شہنشاہ بڑے بڑے حکیم و لغت نویس لوگ اس وقت کے پنجے نہ چھوٹ سکے بسطیج بکس رہن کے بچے کو ویران گل میں شیر کو گلیت ہے اسطیج ہم سب پتیا جل میں گرفتار ہیں۔ کبت کہان میں ہے بتیراگ جیتے جن راگ دو کہان ہیں وہ چکرت چوں کھنڈ کے دھنی کہان ہیں وہ بچھڑاؤں سے جیتے جن کہان ہیں وہ سال بچھڑاؤں کے تھے گھنی کہان میں وہ گل کر بنس کے کرن ہائے کہان ہیں وہ کام دیو کام کیسی بھی رنی ایسے تو کئی اک بار ہو گئے اننتی بیر ڈیڑھ دنا تیری باری کا ہے کو کرے منی ہزاروں نظایر موجود ہیں جن سے ثابت ہو رہے کہ تقدیر کے آگے تدبیر بیکار ہے۔ چونکہ طاقت کم ہوتی جاتی ہے اسلئے میں اپنی محرومان کے سلسلہ کو مختصر کرتا ہوں پیاری ما اور ہر بان باپ انشورہ تمکو صبر عطا کرے۔ تمکو اسی محبت کی قسم ہے جو میرے ساتھ رکھتے ہو کہ اس ساف کو برس سے یاد فرماتا۔ رفت و گذشت کا معاملہ کام میں لانا بخش و خاشاک را از دریا گذارد گل را از خار گذار عار نے بہشت کا خیال فرما کر اس جہان بے بنیان کی باتوں پر نجانا جھکا آغا حسرت اور اناخلم بھیتا ہے۔ فاقبر و یا اولی اللعبار۔

روگ کارم بشد سنا دانی
من نکر دم شما حذر بکنید

سر میراج اور ہمدانی صاحبہ ! سید فاضل ہونیوالا ہم جسکو آپ پیار کرتے اور جسکو اپنی
آنکھوں کا نور اور جسم کا سر و خیال فرماتے ہیں غانی تھا۔ بزرگوں کا قول ہے ہر چہ نیا بد
را شاید۔ مان بآپ کا اولاد کے ساتھ محبت کا ہونا مصنوعی بات نہیں ہوا لہذا جانتے
کہ انسان اولاد کی محبت اس غرض سے کرتا ہے کہ جو ان ہو کر اولاد کو کچھ آرام پہنچا سکے اور
جانو جسکو اس نتیجے سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے کیونکہ بچوں کی محبت کرتے ہیں ہر نی اولاد کے
کو اس جذبہ کا اس قدر جوش ہے کہ اگر ان کے بچوں کو شیر اور ٹھالی جائے تو وہ اپنی قوت
کا خیال نہ کر کے مقابلہ کرتے ہیں پس یہ محبت ایک طبعی امر ہے اور اس کرم پر نینچہ چڑھتا ہے
تمام دنیا کو غفلت کے نشہ میں چور کر رکھتا ہے بعد جس سے تعلق زیادہ ہوتا ہے اسوقت
اوسکے جدا جانے سے بچ ہوتا ہے پس ایسے تعلقات جنکا خاتمہ ہونیوالا ہے اور جو برا
ایک دن جاتے ہیں گئے پہلے ہی سے اولاد کو کیوں نہ چھوڑ دیا جائے آپ کے دلوں کو میرے
اس بے وقت کھرنے سے جو صد یہ چھوٹنے والا ہے میں اس سے ناواقف نہیں ہوں
کیونکہ میرے سو اکوئی دوسرا بیٹا آپ کے نہیں ہوا اول تو امید ہے کہ میرے بعد آپ کا چھوٹا
دل کسی نسیم امید سے کھل جائے اگر ایسا نہ ہو تب بھی خیال کرنا چاہیے کہ تمام رشتے اور
خیالات بقا اسل ایک موصوم بنیاد پر مبنی ہے جو ان ہو کر کام میں آتا تو خیال ہی خیال
ہے کیونکہ کسی کو معلوم نہیں کہ اولاد کے جو ان ہونے تک خود بھی زندہ رہیں یا نہ رہیں پھر
میں کام آنا وہ لوگ بتلاتے ہیں جو اصول و حریم سے ناواقف ہیں یا جو ایسے مذاہب سے
تعلق رکھتے ہیں جنکا موجد کوئی غرض انسانی رکھتا تھا میں اس بحث کو اس لئے طول

تھے نہ شمن نہ ہم تم کیسی پروا رکھتے تھے نہ کچھ کاروبار جو کچھ بنے دیکھا خواب تھا یا فسانہ
ہمارا تمہارا مانا ایک حیلہ تھا یا بھاز۔ باز گر حیطہ چٹلیوں کو تار پر پچا لہت ہمارے کرم سے کھو
رلاتے ہستے اور دوست و شمن نہ تھے ہیں۔ یہ جسم جو نظر آتے ہیں ایک دن خاک ہو جائیگی
اور انکے فذ سے زمین و آسمان میں اڑتے پھر نیچے یہ صورتیں صرف خیال کی تصویریں اور خواب
کی کہانی ہو جائیں گی۔ جب تک ہمارا تمہارا ساتھ رہتے الا اسکان میں نے اپنے جذبات دلی
اور خیالات کو تمہارے حقوق کے بجالانے پر مصروف رکھا۔ تم جانتے ہو کہ تھوڑی دیر کے
لئے جب چار آدمی ملکر شہیتے ہیں اور آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو گو اوں میں کیسا ہی طبعا
ہو ابیا کیون نہ ہو مگر ذات انسانی کا خاصہ ہے کہ شکر رنجی ہو جاتی ہے ہمارا تعلق ایک
عامۃ کسبہ۔ ناممکن ہو کہ ایسی فروگزاشت دونوں فریق کرتے ہوں چونکہ یہ موقع اس
قسم کا آیا ہے کہ ہم ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے سے جدا ہوں اسلئے میں آپ صاحبان
سے معافی مانگتا ہوں اور اپنے تعلقات اور انکے تعلق خیالات کو اس جسم کے ساتھ
چھوڑتا ہوں۔ پیادے صاحبین جس فعل کا خیارہ اس ناشاد کو اٹھانا پڑا وہ سب
صحت بہ کا نتیجہ ہے بن حقد سوچتا ہوں اور میرا خیال پرواز کرتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے
کہ میں بد تھا آپ نیک تھے مگر انجام کے نہ سوچنے میں سب ایک تھے۔ سینے عمر گرا نہایہ کو
ضائع کیا نہ دنیا کا کوئی کام سنوارا نہ یہ لوگ کیلئے کچھ سہارا پیدا کیا را بکلا روں کے لئے
ہن باتوں کی ضرورت ہوتی ہے نہ او کو سیکھانے کوئی ایسا کام کیا جس سے اخلاقی سچ
کو کچھ فائدہ پہونچتا اگر میں چاہتا تو آپ صاحبان بجائے اسکے کہ میرا دل سیر و تماشے
سے بہلا لیں اور سانگ اور ناگ دکھلائیں مفید کاموں کی طرف راغب ہوتے افسوس
تمہارا ایسا ہونا بھی میری ہی نا سمجھی کا نتیجہ تھا۔

تیرے بچے جو اہل کا نمونہ بن گیا اور ان میں شمع آگیا۔ تیرا جوش اور جذبہ جو خود بخود ہونا چاہئے کیا ٹھنڈا ہو گیا تو کیوں کا نپٹا ہے معلوم ہوتا ہے کہ توشہ نہیں ہی بلکہ تیری ماں گیدڑ کی مادہ ہے جس سے تو پیدا ہوا

دوسرہ

سنگہ نہیں تو سیال ہوا رت نہا نہیں نکار
بر تھا جنم مٹی دیا جیون کو رہنکار
”شیر یہ سنکر غصہ میں بھر جانا اور ارجکمار کے سنگھاسن پر دوسے طمانچہ لگانا
ہے سنگھاسن طمانچہ کے صدمہ سے اولٹ جانا اور ارجکمار نیچے دیکر پرانوں کو چھوڑنا
اور شیر راج دربار سے دھاڑنا اور گر جتا ہوا غایب ہو جانا ہے۔“

پانچواں سین

جوان موت

راجکمار کے گرتے ہی دربار نرم ماتم بندیا مہاراج اور صاحبین نے دوڑ کر سنگھاسن کو اوٹھا یا لگو ارجکمار کے جگر میں سخت کی میچ اسی بیڈی ب لگی تھی کہ جس سے جان ہی دشوار معلوم ہوتی تھی ہر چند علاج اور کوشش لگائی مگر کچھ کارگر نہ ہوئی۔ راجکمار کا سر مہاراج کے زانو پر ہے ان بھی پاپس ہے مصاحبین عبرت اور حسرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

راجکمار۔ پیار و دنیا کے تعلقات جس طرح پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اُن کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ہمارا تمھارا ملاپ کرم کے سبب نہ ہوا تھا جو برقی کے سایہ کی طرح ناپائدار اور ایک اتفاقی بات تھی۔ چلے ہم تم اکیلے دوسرے کو نہ جانتے تھے نہ پہچانتے نہ ہم تم دوست

مصاحبین۔ نہیں شبہ کچھ نہیں۔ شیر کی آنکھ راجکھ کے قدموں پر لگی ہوئی
ہیں اوسنے اب تک بکری کے بچہ کو دیکھا نہیں ہے۔

”شیر کی نگاہ بکری کے بچہ پر پڑتی ہے اور غصے آنکھوں میں سُرخمی آ جاتی ہے“

شیر (دلین) افسوس اس تکوین نے نہ سمجھا این لوگوں نے مجھ کو شہ زندہ کرنا چاہا
اور اوند کا دوا پہل گیا۔ دیا ہی دھرم کا مول ہے دیا ہی دھرم کا لکشن ہو خوریزی کا نتیجہ
جہنم ہے آہ! وہ جہنم جسکی ہر ایک چیز دکھ سے لدی ہوئی ہے خیالات میں سختی اور سنگدلی
ہے۔ بیرحمی اور ظلم ہر کام سے ٹپکتا ہے۔ اجسام ڈراوٹے اور ناموزون ہیں۔ خواہشیں بھد
مگر میر کچھ نہیں آتا۔ اسرگمار درک میں سیر کر نوالے دیتا، ناکریوں کو آپسین لڑاتے ہیں
دفرخ کی زمینیں اقسام انواع کی کردہات سے پھر میں جہان استعد گرمی اور سردی
ہے کہ ایک لاکھ من کا لوہے کا گولاد ان تک پہنچتے ہوئے گرم ہو کر گل جاتا یا سرد ہو کر
ٹوٹ جاتا ہے۔ دھڑوں کے پتے تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہیں اگر اوند کے نیچے مار کی
آرام لینا چاہتا ہے تو بدن پر گرتے اور زخمی کر دیتے ہیں۔ پیاس اور بھوکہ استعدہ کی کہ
تمام دنیا میں جستہ پانی اور کھلنے کی چیزیں ہیں اگر لی جائیں تو اوند سے سیری
حاصل نہ ہو گریانی کا ایک قطرہ اور اناج کا ایک دانہ نہیں مل سکتا جو لوگ مانس کھاتے
ہیں انہو کا مانس نوٹیکر اڈکو کھلایا جاتا ہے۔ خون اور دھیم کھ ندیان جاری ہیں۔ زرا نیوں
کے بدن سے لوہے کی گرم پتلیاں لگائی جاتی ہیں۔ مار کی ایک دوسرے کو مارنے
مگر بلا موت نہیں مر سکتے ہیں۔

”اس خیال کے آتے ہی شیر کا بچتا ہے اور اود دھرم سے آنکھ پھیر کر نیچے کر لیتا ہے“
راجکمار۔ اے شیر کیا تو نام ہی کا شیر ہے کیا تو آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھتا

اسی موقع پر ہمارا جگمار سبھا میں بیٹھا ہے منقری مصاحب سب دربار میں حاضر ہیں۔

راجگمار۔ برہم گلال نے وعدہ تو پکا کیا ہے دیکھیں کیسا شیر بنتا ہے۔
مصاحب۔ حضور جانتے ہیں برہم گلال نے اس فن کو کمال پر پہنچا دیا نہ ممکن ہے کہ برہم گلال کو کسی طرح جھینپ حاصل ہو جیسا اس کو کمال ہو اس کے ساتھ ہی غرور بھی ہے اور وہ ہر شخص کو شرمندہ کر دیتا اور ہنسی اڑاتا ہے۔

حاسد۔ تدبیر تو میں بتلا دیتا ہوں اور دیکھ لینا شرمندہ بھی کیسا کچھ ہوتا ہے۔
راجگمار۔ ان مان بتلاؤ تو وہی ایسی کیا تدبیر ہے۔

”حاسد کچھ کان میں کہتا ہے اور سب مسکراتے ہیں۔ ایک بکری کا بچہ دربار میں لا کر باندھتے ہیں“

”چاند نکل آیا ہے تیری کم سوتی جاتی ہے یکا یک گوشہ جنگل سے ایک شور اٹھا خیر سوا جانور بھگتے آدمی دھڑتے ناواقف لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے جاتے ہیں شیر کی گرج کان میں آتی ہے قدیوں کی چاپ شنائی دیتی ہے تماشا یون کا ہجوم ہے شیر راج دربار میں آکر کھڑا ہو گیا۔

راجگمار۔ واہ کیا کہنے ایسا رویہ کس طرح بنایا ذرا بھی تو فرق نہیں مجسم کو کیا قابو لین کیا ہے دہی چال دہی نگ دہی گرج دہی زور۔ بھئی دہل کمال ہے!

مصاحب میں۔ اس میں کیا خشک ہو حضور علم سیما جو مرفشتے آئے ہیں آج اکھنوں سے دیکھ لیا اگر یہ کیا پلٹ کا فن نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

حاسد۔ صورت تو بالکل شیر کی ہو کر سیرت نہیں ہے۔

حضور فرمائیں گے اسکا سراخام بخوبی ہو سکیگا۔

برمچھ گلال۔ کیون نہیں مکن تو سب سے پرندوں کی بولی تو کچھ شکل نہیں ہے البتہ درندوں کی وضع ایک خوفناک حالت ہے جسکا نتیجہ بھی غالباً اندیشہ سے خالی نہیں ہے۔ راجکمار۔ اندیشہ سے کیا خالی نہیں البتہ شکل ہے۔

برمچھ گلال۔ شکل بھی ہے گردندوں کی نقل کو جب اہل کر کے دکھلایا جاوے تو ظاہر ہے کہ اس کے نتائج جس قسم کے ہونے مکن ہیں کس قدر ہولناک ہیں۔

حاضرین۔ ہولناک ہوں مگر ہم بھی نہیں ہیں جنکو بھڑیا اوٹھالیا جائے۔ جانور نہیں ہیں کہ شیر کی گرج سے سہم کر بھاگ جائیں۔

راجکمار۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اندیشہ کس بات کا ہے اگر یہی خوف ہے تو لو ایکٹن کی صفائی اس سندیں ہے۔

برمچھ گلال۔ اگر حضور کو استقدر اصرار ہے تو میں مجبور ہوں مگر سند پر مہاراج کے دستخط ہونے ضروری ہیں۔

راجکمار جاتا ہے اور مہاراج کے دستخط کر کے سند برمچھ گلال کو دیتا ہے اور پردہ کرتا اور سب لوگ چلے جاتے ہیں۔

چوتھا سین

دنیا میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے اندھیرا مست ہاتھی کی طرح جھوم کر دنیا کی چیزوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ بشرق کی گھٹا سے چند ران شیرکار و پبلے ہوتے آکاش کے میدان میں نمودار ہوا اور تاریکی کا ہاتھی مقابلہ کیا ہو گیا۔ شب نے اسکو دیا بھلاؤ اک تاروں کے گچ مونی اسکی پیشانی نے ٹھکر کھڑے عروس شب نے ان موتیوں سے اپنی مانگ کو سجایا

مہاراج - دنیا کے تعلقات ایک دن ختم ہونے والے ہیں عیش و آرام خیالی تصویریں
کا نام ہے جو اس طاس میں دکھلائی گئے ہیں جو صدہا تمہارے دل پر گزر رہے ہیں
اوس سے واقف نہیں ہم پر تمہارے خاندان کا حال سب روکش ہے تمہارا بھائی دیر گھ
ہماری سوسائٹی کا ایک ممبر تھا اب تمہارے تعلق سے اپنا جی ہٹاؤ کچھ دن بعد تمہاری
اور شادی ہو جائیگی اور شاید پہلی حالت پر تم آ جاؤ۔ ریخ و راحت گیتی منجانی ل شویم
کہ این دور جہان کا ہے چنین کا ہے چنان باشد۔

تیسرا سین

مصاحبت کا رنگ خوب جما مہاراج کی مہربانی سے ایک عالی خاندان اور خوبصورت عورت
شادی ہو گئی اور نہایت حسین لڑکا پیدا ہوا جس کا نام برہم گلال رکھا گیا جس نے تلیل
عزمین سنکرت زبان اور بین شاسترین استعداد کافی حاصل کر لی مگر صحبت بک
خرابی سے سانگ اور ناگمین وہ کمال پہونچا یا کہ راجکاراوسکی صحبت سے غلط
ہوتا اور خود مہاراج بھی خوش ہوتے اندر سجا - بکاوی - رام لیل - کرشن لیل کے
تلمشے ہوتے اور اون میں برہم گلال کا روپ اول نمبر رہتا۔

راجکار - حاضرین جلسہ آپ صاحبان دیکھتے ہو کہ ہمارے دوست برہم گلال کے
تماشوں اور پروپ نے جہان میں ایک دھوم مچا دی کیا عورت کیا مرد گھبریں ہوں یا
باہر حب دیکھو ہی ذکر کرتے ہیں کل مہاراج فرماتے تھے کہ انسان کا روپ بنا نا کچھ مشکل
نہیں ہے مگر درندوں پرندوں کا روپ سوائے علم سیمیا کے ناممکن ہے۔

مصاحبین - حضور نے یہ کیا فرمایا برہم گلال کو وہ کمال حاصل ہے کہ پرندوں
اور درندوں کی بولی اور وضع کی نقل کو اصل کر دکھلاوے ہم امید کرتے ہیں کہ جو ایشاد

۸
 پہلی باتھون کو سپر پر مار کر فوطا غم سے بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا ہے اور دونوں شخص جو
 راجہ ل اور قیق القلیب معلوم ہو گئے ہیں ہمارے بیہوش دین دنیا فراموش دوست کے
 پاس بیٹھے ہوئے ہیں لوگوں کا ہجوم ہو گیا والی شہر کی سواری آگئی رستہ ترک گیا۔

دوسرا سین

صبح کا وقت ہے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے تاروں کی جوت مدھم مدھم گئی چاند تمام رات کا
 گشت کر کے اپنے قیام گاہ کی طرف چل رہا ہے پھولوں کے ننھ پر شبنم نے پانی چھڑکا
 غنچوں کی زبان کھل گئی ایک کمرے میں پنگ پر بیہوش آدمی لیٹا ہوا ہے بیمار وارڈ
 نے غلطی سے سو گھمایا صندل وغیرہ کا لپ پشانی پر رکھا ہے ایک طرف مہاراج کر سی
 پر دونوں افراد زمین بیکر کو ہوش آتا ہے چاروں طرف اجنبی لوگوں کو دیکھتا ہے
 اور حیران ہو کر چوکتا ہے۔

ہل۔ آگ۔ آگ۔ آگ۔ زمین آگ آسمان آگ پٹنگ آگ یہ وہ ہم تم سب گ۔
 منتہری۔ بجائی ہوش میں آؤ دیکھو مہاراج براجمان میں ایسا راجہ دل رئیس
 خدا سلامت رکھے کہاں ہے جیسے اپنے مہاراج میں۔ تمہارے ہی لئے یہ سب
 سامان ہے جسے تم دیکھتے ہو۔

ہل۔ میں میں کہاں ہوں کیا میں اوس آگ سے نکل آیا جس نے میرے پیادے
 بچوں کو بھجوت ہندو بجائی کو اپنا تھمہ بنالیا۔ ہمارے میں جی کر کیا کر دگا۔ بھائی
 مجھے مت بھائی ایسے کج بخت کو بچانے سے کیا لیکاسہ درمغل خدراہ مدہ بچنے را
 آزد وہ دل آزدہ کند انجئے را +

کیسی بتیابی سے سیار کر رہا ہے اور ایک دوسرے کو ایسی محبت بھری نگاہ سے دیکھتا ہے۔
جس میں حسرت جھلک ہی ہو گرات کی آہٹ نے اونکاحیہ حال کر دیا جدائی کی گھڑیاں شام
کر رہی ہیں۔

کوئی اور شخص (اپنے ساتھی سے) ہلے آفت سی آفت بیان کرتے ہوئے رو گئے
کھڑے ہوتے ہیں۔ کل دوپہر کا وقت تھا جب وہ زور کی آندھی علی یکایک ید باقی پروان
کے محل میں آگ لگ گئی چونکہ چھپر زیادہ تھے ہوا کے زور نے تھوڑی ہی دیر میں سارے
محل کو گھیر لیا ریس کی طرف سے بہت کچھ مدد ہوئی یا پنی انجن کے ذریعہ سے پہونچا گیا
بہت سے لوگ شک اور گھڑے لے لیکر دوڑے مگر آگ نے سب کا منہ پھیر دیا کچھ
تدبیر کار گر نہ ہوئی۔ کچی دیواریں انگریزی تھنوں کی طرح از غور لال ہو ہو کر گر رہی تھیں
مکانات کی کھڑکیاں اور بڑے بڑے شہتیر کنون کی طرح جل گئے۔ مولشی جو گھروں
میں بندھے ہوئے تھے اون میں سے کوئی نہ نکل سکا۔ بعض آدمی بھی جان بڑبڑاتے ہوئے
افسوس اور ہلے افسوس ایک گھر کا تو یہیہ حال ہوا کہ کوئی آدمی زندہ رہا نہ کوئی
جانور بچا وہ حال ہو گیا۔

برقرار باغریبان نے چراغے نے گلے

نے پر پروانہ یابی نے صدائے بلبلے

ہل (چونک کر) بھائیو وہ کس کا گھر تھا کچھ معلوم ہے۔

وہی شخص۔ سنا ہے کہ اوس گھر کا ایک آدمی جو تین دن ہوئے کسی کام کو
کسی گانوں میں گیا ہوا تھا ایک وہ نوشتہ یاد چکلیا گردیگہ جوا دسکا بڑا بھائی تھا
سوائے تمام خاندان کے جل گیا۔



دوسرے ڈھل گیا ہے آفتاب کا جوش کمی پر ہے مسافروں نے دختون کے نیچے آرام پایا
اب گھڑی بغل میں داب کر قدم اٹھائے جا رہے ہیں۔ کام کر نوائے کاریگر جو ستانی
کے لئے ذرا ایٹ گئے تھے پھر تیار ہو گئے۔ دختون کا سایہ لبھا ہو چلا ہے۔ تازا بون کے
گرد پرندوں کا چوم ہے۔ چوپائے جنگل سے چڑچک کر بستی کی طرف جارہے ہیں۔ ہمارا
دوست مسافر جو کسی کام کے لئے گانون کو گیا تھا اون ضروریات کو لئے ہوئے گھر
کو واپس آ رہا ہے جبکہ لئے دو تین روزہ ہوئے گھر سے روانہ ہوا تھا۔

ہل (اپنے دلین، اچھی ساعت گھر سے چلے تھے کام تو سب ٹھیک ہو گیا اب
تھوڑی ہی دیر میں اپنے کنبہ سے ملو گنا تھے بچے جو وہی کا انتظار کر رہے ہو گئے اونکو
یہ کھلنے دو گنا۔ پیاری عورت جو میری بدائی سے بٹیاب ہو گی میرے پہونچنے پر
پھول کی طرح کھل جائیگی دونوں بھائی باہم پیٹھ کسکھ دیکھ کی باتیں کریں گے۔ اہا
دیکھو پرندے کیسی آنگ میں بھرے ہوئے اپنے آشیانوں کو آ رہے ہیں۔ نرو
مادہ تو ساتھ میں گردن کے پھڑپھڑے ہوئے پیارے بچوں کے دیکھنے کا شوق لگا ہوا ہے
چونچ میں کچھ دل نے بھی اٹھا رکھے ہیں اونکو جا کر کھلائیں گے۔ دیکھو چکواچکوی کا جڑا

اما طکی لین مین بڑا دروازہ ہے۔ طرم کے بجے کا آوازہ ہے۔ اوپر نگاہ اٹھائی
تو بڑے بڑے حرفون مین یہ عبارت لکھی ہوئی نظر آئی۔

”जगतकायस्वभावौवासंवेगबैराक्षार्थ“

ترجمہ ”جہان نانی اور دروازہ زندگانی پر غور کرنا عبرت اور ترس کا سبب ہے۔“
سیک گیان کا گاس لپ روٹھن ہے۔ پران کا خیرہ دلال کی قنات سے فرین ہے۔
استقلال کی منیر بچائے ہمت کی کرسی پر اوپر شک ٹکٹ بابو بیٹھا سیک گیان
کے ٹکٹ تقسیم کرتا ہے۔ ہمارا سفر بھی پہونچ گیا اور ٹکٹ لیتے ہی دروازہ کے اندر
داخل ہوا۔ اب جو تماشا اوسنے دیکھا اور جو حظ اوسنے اٹھایا اوسکو تو وہی جانتا
ہوگا۔ مگر سفر نے اپنے وطن پہونچ کر اوسکی کیفیت جو بارون کو سنائی۔ وہ ہنسنے
بھی سن پائی۔ لہذا اندر شاہین کرتے ہیں۔ ناول کے پیرا مین رطب و یابس آگے
دھرتے ہیں۔

راستہ
منگت راجہ جینی زایب شہزادہ دارمحلہ عالیہ وزارت
ریاست پٹیالہ

عیش کی بات فائدہ پہنچائیگی۔ عذاب عاقبت کے لئے بہانہ بن جائیگی۔ آپ نے جہتہ تھا
 ملاحظہ کئے ہونگے۔ عذاب خرید کر دام مفت میں دیے ہونگے۔ عشق کے مضامین سے ناپک
 بدنام ہے خراب اثر ڈالنے میں مشہور نام ہے۔ فرضی شہزادہ آتا ہے کسی سے عشق لگاتا
 ہے۔ پریان اور الیجاتی میں عیش اور آتی یا کنوسے میں بند کرتی یا خود عشق میں مرتی ہیں۔
 کہیں جادو گرنی کا طلسم بنتا ہے۔ شہزادہ ہرن یا بند بکر سر دھتا ہے۔ گر میں جس
 کمپنی کا ایجنٹ ہوں وہ پر تھمان جوگ نگر کی رہنے والی ہے۔ اس کے متوجہ عزت اگر تھان
 نے جہان میں شہرت ڈالی ہے روز افزون بول بالا ہے سب سے اس کا ڈھنگ نرالا ہے بانو
 میں آدمی بناتی ہے ہنسی میں آدمیت رکھلاتی ہے۔ اخلاق کی ایک بات ہے نہر سہی تعلیم
 گو یا کرامات ہے۔ طرز تمدن کو رہبر کامل ہے۔ علم آخرت کی عالم اور عامل ہے جن دھرم لوہ
 کے نام سے کمپنی موسوم ہے جسکی اشاعت سے دنیا میں دھوم ہے۔ آج کا تماشا
 قابل دید ہے۔ واللہ دید ہے نہ شنید ہے۔ رات کے نو بجے شروع ہو کر چار بجے
 تماشا اٹھ جائیگا۔ جو شخص دیکھنے نہ جائیگا تمام عمر پچھتائیگا۔ سو طویں صدی مسوی
 کے انجام کی سچی داستان ہے جسکی مفصل کیفیت اس وقت نا قابل بیان ہے۔ عزت
 اور حیرت کی کہانی ہے۔ اصول میں دھرم کی کیفیت بتانی ہے ہنسی میں دنیا کا ترک
 دکھائیگی۔ محبت بدکنے تیاج اچھی طرح بتائیگی۔ سچی دوستی کا اظہار ہے۔ کشتی کے
 ساتھ لوہے کا بٹیر بھی پار ہے۔ لو صاحب و داعی سلام ہے۔ خاتمہ کلام ہے یا سوار
 نے اڑ لگائی۔ ساتھی نے شہنائی بجائی۔ تماشا یوں لے قدم اٹھایا۔ مسافر کا دل
 بھی بھر بھر آیا۔ بازار میں با ضروریات سے فراغت پا آٹھ بجے سے کمپنی کا پتہ لگایا اور
 تماشا گاہ کو ڈھونڈ پایا۔ کیا دیکھتا ہے عجب عالم ہے۔ ایک عالم ڈٹا کھڑا ہے۔

پانی کی لہروں نے عجب سہانہ بانہ چاہے گویا آب روان کے اوڑھنے پر نقش کی جھال
 لگائی ہے چہرہ چمک کر تالابوں پر پانی پی ہے ہیں۔ پرندہ دختوں پر جھوم جھوم کر نریر لگا
 کر رہے ہیں۔ امیر لوگ بگھیوں پر ہوا خوری کرتے پھرتے ہیں کام کاج کر نیوالے شہر
 کی طرف شادان و فرمان جاب رہے ہیں شہر کا پھاٹک سر فلک کشیدہ ہے جس پر
 کے کیوڑا لگے ہیں کانٹیل ادھر او دھر ٹپتے ہیں۔ آبادی اس قدر ہو کر شائقین کی
 سیر و گشت سوزین پر پانوں دھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ شرک دور وہ نہایت خوش
 قطع مکان دونوں طرف مصفا۔ نالیان پٹری پر نہایت خوبصورت پھولوں کے
 گلے دھرے سجے ہیں۔ سقے پانی پھرتے ہیں۔ گزار کی کیفیت نظر آرہی ہے۔ پر یوں کا
 خرام ناز عاشقان جاننا زکاسور و گداز۔ شعر خوانی جادو بانی دل کو تراتی ہے۔ بدل سخی
 اور لطیف گوئی زندہ دلون کو بھڑکاتی ہے۔ اتنے میں بہت سا جھوم نظر آیا۔ چاروں
 طرف سے لوگ گھمراٹے ہیں۔ بچہ میں ایک شخص گھوڑے پر بیٹھ کر کوٹ پتلون دا
 چمکا سر پر سجائے آہستہ آہستہ کچھ کہتا ہوا چلا آتا ہے۔ شہر کا چاندنی چوک چوڑا
 بازار تماشاؤں کا جھوم اس قدر ہوا کہ سوار ٹھیر گیا۔ لوگ گھیر کر کھڑے ہو گئے۔ سوار
 کے ہاتھ میں اشتہاروں کا طبق ہے اور بلند آواز سے کہتا ہے۔ ”سامعین سراپا اظہار“
 اس شہر پر پہاڑ میں ایک دو کلمے گوش گزار کر نکویہ مسافر دوازدیاں بکار کر کہتا ہے اگر
 آپ کی طبع عالی وقار پر گرانہ گدڑے تو گوش دل سے سماعت فرمائیے ہکو منون بنائیے
 دنیا تماشا گاہ ہے۔ انسان مسافر سواہ ہے۔ دانشمند دن کا تول ہے جو خوب کچے
 تو انمول ہے۔ حیات مستعار ہے۔ گرم موت کا بازار ہے۔ اگرچہ دنیا جو نمو بہت ہے اوکا
 ہر کام پُر نڈلت ہے۔ گر جو لوگ غفلت میں گزارتے ہیں۔ انجام کار حیرت میں سرسار تے ہیں۔

نوجوان آدمیوں کے اخلاق پر ناقص نظر پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ مہذب لوگ عموماً انکو مطالعہ کے قابل خیال نہیں کرتے۔ مگر اس میں کسی کو کلام نہیں ہے کہ یہ طرز اثر ڈالنے کے لئے اعلیٰ درجہ پر ہے۔ راقم کو خود اور راقم کے نور العین مہابیر پرشاد کو خصوصاً اس فن کی کتابیں مطالعہ کر سیکر بہت شوق ہے اسنے میرے دیکھ کر کوئی ناول اس قسم کا دیکھنے میں نہیں آیا کہ جس سے دنیا کی ناپایداری اور اخلاق کی کورستی۔ دھرم کی ترقی کے خیالات ظاہر ہوں میں دھرم جو ہمارا خاندانی مذہب ہے۔ روز بروز ایسا کمی رہے کہ عام طور پر اسکا چرچا کم پایا جاتا ہے۔ غیر مذہبیانے اسکو ناستک کی ایک شاخ سمجھتے ہیں جسکی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ میں دھرم کا بیان میں شائستوں میں ہے جو جینیوں کے سوا غیروں سے چھپے جلتے ہیں۔ جینی لوگ بھی اکثر جو فارسی انگریزی جانتے والے ہیں۔ میں مندروں میں جا کر سننے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے اور انکو خیالات مذہبی مذاق سے بالکل عاری ہیں پس اگر کوئی مضمون جس میں دھرم کے خیالات ناول کے پیرایہ میں ظاہر ہو سکیں مرتب کیا جاوے تو فائدہ دے فانی نہ ہو پھر کو راقم کی لیاقت اس درجہ کی نہیں ہے کہ فوراً اس منصوبہ پر مستعد ہو کر لکھنا شروع کر دیتا اسلئے کچھ دنوں تک خواب حیرت میں رہا تا مائید غیبی سے اس عالم جواب میں جو نظر آیا اسکی کیفیت ذیل میں درج ہے۔

خواب حیرت

مسا فریب الوطن سفر کی مصوبت سے پر محن تمام دل کا تھکا ہوا اوتارے کا مقام تلاش کر رہا ہے۔ دوسے ایک بڑا مالیشان شہر نظر آیا۔ آفتاب کی شعاعوں سے سواد شہر کے تالاب سنہرے پانی سے لبریز معلوم ہوتے ہیں ہو کے بھوکوں سے

ویراگ کو توہل

تمہید

ناول یا ناول کا رواج اور چرچا عموماً آجکل اس قدر ہو کر اس کی بابت یہ لکھنا کر دہ
کیا چیز ہیں ایک ایسی بات ہے کہ سورج کو چراغ سے دکھلایا جاوے۔ اگرچہ انگریزی
تعلیم اور نئی روشنی کے مذاق کو بادی النظر میں ان چیزوں کا مخزن خیال کیا جاتا ہے
مگر غور کرنے اور علم تاریخ کے مطالعہ سے ثابت اور واضح ہوتا ہے کہ اس فن کی صرف
تجدید ہوئی ہے ایجاد نہیں ہوا زبان سنسکرت میں جس کے قدیم ہونے میں کسکو
شک نہیں ہو سکتا ان دور ہائے مکنون اور جو اہرات بوقلمون کا ذخیرہ بہت کچھ جوڑ
ہے۔ پندت کا لیداس کے ناول جو راجہ بھوج کے زمانہ میں تصنیف ہوئے اس نعل
بے بہا کے لئے ایک ایسے جوہری کی دکان ہو جس پر عوام کے لئے زبان کے مشکل
ہونیکا پردہ لٹکا ہوا ہے۔ شکستہ ناول غیر اور زبانوں میں بھی ترجمہ ہوئے
جس سے اس مذاق کی کیفیت چھپی نہیں رہی اس میں شک نہیں کہ یہ طرز طبیعتوں
پر اثر ڈالنے کیلئے اکثر سیسٹی رجلی اکا کام دیتا ہے زمانہ حال میں جو ناول یا ناول
تصنیف ہو رہے ہیں ان سوس ہے کہ مضامین عشقہ کا رنگ اون پر دیا جاتا ہے جس سے

ہنومان چتر ناول

اس نکتہ جین رامین مصنفہ مشہری روی شین آجاریہ
 نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب ناول - شجاعت و بہادری کے دیوتا ہنومان کی بیلری مان انجانی کی
 حسرت بھری داستان اور اس پر اس کے شوہر یون مانجی کی قوت میں پورے بائیس سال تک سخت بھاری
 یہ جتنی سہ گز تھوڑی راتوں کا نوٹو - اس نغمی بہادر کی اصل ہیڈ ایش اور اس کا رایت کسی کرٹہ کی
 دیگر سے مقابلہ - وقت تو لید کا زیاچہ مداحکات دوازدہ غائبے زیاچہ بقا مدہ علم نجوم نیز چند
 جنم کے ساتھ کی مختصر سرگزشت - اس نیک فاش بہادر کی سچی شجاعت کے نمونے و جو کارہائے
 نمایاں کے حلقے - حصہ اول صفحہ ۱۰۶ قیمت ۱۲ - حصہ دوم زیر طبع -
 قیمت ۱۲ - حصہ دوم صفحہ ۱۰۶ قیمت ۱۲ - حصہ سوم زیر طبع -

ہفت جواہر

صد اکتب مضامین مختلفہ و علوم نادرہ و تجربات ذاتی کا مختصر - نہارا کارآمد و مفید عام معلومات کا ذخیرہ
 و جواہرات پیش ہیا کا گنبد - علوم طب دیوگ و فلسفہ و دیانات اور دھرم شاستر و فرائض دینی و
 دنیوی کا لب لباب - ہر شخص کو ہر دم اپنی کھنے قابل نادر سرمایہ - حصہ اول قیمت ۵ - حصہ دوم
 حصہ سوم ۵ - حصہ چہارم زیر طبع -

متھیانونا شک نامک

مختصر مداحی کے پیرایہ جین - آریہ - بودھ - ساکھ - و شیدک - نیاک - اسلام و مسیحائی وغیرہ
 مذاہب کے اصول و عقائد پر بطور نامک ایک نہایت دلچسپ و نادرانہ بحث - عجیب و غریب کا قابل دید نامک
 قیمت حصہ اول ۱۲ - حصہ دوم ۱۲ - حصہ سوم ۱۲ -

المشتہر
 منیجر دل آرام پبلیشر

برمھ گلال چتر

وسراگ کوتول نامک

سویں صدی عیسوی کا ایک بالکل سچا واقعہ دنیا کی بے پناہی کا ہر پہلو نقش اور عورت و
حیرت کا ایک پرتاثر مرع

حصہ اول

مصنف لاکنگٹ اسے صاحب مینی نایب مرشد داغ دیو ولایت ریاست ٹیلور مرحوم
جس کو حسب فریش جناب لالہ سہیل پر شاہ صاحب خلعت اصدق جناب مصنف
ممدوح و جناب لالہ احمد واس صاحب مینی لکڑی محافظہ قندھار پاشی ریاست ٹیلور
خادم الملک بہار لال وی لے جے بند شہری مصنف ہنومان چتر نامول
ہفت جواہر نامول یعنی مخاندہر وغیرہ و تہرہ چتر ہری ویراگ شکک میں پر شاہ
و تہرہ ہری پتی شکک چانگلی پتی پرتی وغیرہ
بعد نظر ثانی

مطبع برکاش بنڈہ ہری پتی ہاشمی ہاشمی چتر

۱۲۷۲

۱۹۰۱

والا دن کا پیارا دوست جسکی تعریف نامی گرامی انگریزی اخبار پائرے ماہ گنت
۱۹۰۷ء میں بہت کچھ کی ہے۔ قیمت صرف ۲۰

جس میں معجزہ تری ویرا گنت کا اردو

اس میں دنیا کی بے ثباتی کو عجیبے ترا الفاظ میں دکھائی گئی ہے یہ کتاب ہر ماہ پسند
سنسکرت کتاب کا فیض دیا جاوے اور ترجمہ جو ہے ہندوستانی عقیدہ سیکل سوانشی ہے
جس میں مذکورہ انگریزی میں ترجمہ کے چھوڑ کر خرد پارا جیدین مفت تقسیم کی میں قیمت
ہمارا انی ستیا جی کا بارہ ماہ

ساری چین راہیں کا ایک عمدہ انتخاب مع اردو ترجمہ تر قیمت ۱۰
درشن جو پسی ناگری

اس میں ۳۴ چین تر فنکار کی درشن بہان پر وین ہے قیمت ۱۰
رتن پسی ناگری

اس کے ۲۵ پر وین میں ہر ایک تر فنکار کی سوانح عمری درج ہے قیمت ۱۰
سوانح عمری حکم اسطو

اس خاص نامی حکم (شاگرد افلاطون) کی اگر یہ نامی سوانح عمری ان انگریزی و اردو
میں طبع ہو چکی ہوں مگر سوانح عمریوں میں جو جو مکتبہ کو جانا ضروری ہے میں وہ کتب

کسی ایک میں لیا نہیں ہے اس لئے یہ سوانح عمری مستند انگریزی وارہ و سوانح
عمریوں کا یہ باب لیکر پڑی غنت و جانقتانی سے جلد ہو ضروری ہو نہیں سکتی

سوانح عمری حکم افلاطون کی مستند سوانح عمریوں کا قابل یہ تھا قسمت سار

میں کتابت۔ بی۔ ایل۔ جی۔ میں مندرجہ کتب با نامہ مراد میں مندرجہ مراد آباد

پیشتر تری (سوال جواب) تعداد سی ۱۰۰ مصنفہ شوالیہ مشککہ آچار بہ کار ترجمہ سو اسو
سے زیادہ پندرہ نفاہ و حل اقدیم کے قیمتی اقبال سو کے قریب مفید و کارآمد ترکیب
متعلقہ صنعت و حرفت و دپچسٹ تعبیرات و غیرہ الفانی حل طلب سوالات و معانی
معہ جوابات یوگ سار و علم تصوف کا قابل دیدر سالہ زبان سنسکرت متعلق معین حرم
کے اہم اشکو کون کا ترجمہ اور معین دھرم کے متعلق ہوا شیلے جاننے قابل دیگر صد باب
معلومات کا ذخیرہ وغیرہ مضامین ناؤریندج میں سایہ ۹ x ۵ cm کے پورے ۲۴۴ صفحات
کی کتاب قیمت جلد اول ۵ جلد دوم ۵ جلد سوم ۵

تمہیات ناشک ناٹک نمشہ

اس میں ایک مقدمہ عدالتی کے پیرایہ میں ہر نہر کے اصول عقاید پر نظر نہاٹک ایک
آزادانہ بحث ہے جو پچیس برس تک ایک بے شریع کر کے کیا مکہ کے ختم کو بغیر حیوٹیکہ طبیعت
چاہے جن اصحاب کو میں بدودہ - آریہ - ساکھ - اسلام عیسائی وغیرہ شون اور ان
کی فروعات کے ایجاد پر ہمارے عقاید اصول و سوافیت حاصل کر کے عین مت کی
صدائق و تفصیلات دیکھنا ہو وہ ضرور اس کتاب کو لاخط ضرورین یہ کتاب بھی چوکیت
بڑی ضخامت کی ہو اس کے نوی حصوں میں تقسیم کی گئی ہے جو اصل میں حصہ نمبر ۶ حصہ نمبر ۱۰

ہونج پرندہ ناٹک

ترقیے میں زمین کو مشہور معروف ترجمہ ہونج کی سچی داستان مشہور زمین کے
ہولی ایک حیرت انگیز کہانی طریقہ حسن و تہذیب کا مطلق و انکے اصول و فروع کا معلم
خصوصاً نو عمر بچوں کو برسی دلچسپی کے ساتھ تواریکی و اخلاقی تعلیم کا رفہ افزون شوق دلا

نویژن میں بطور ماشیہ ان کی سب ضرورت تو فیج بھی کر دی گئی ہو اس ناول
کے پڑھنے سے عوام پر ایمین بالیسی کی قلمی کرت و پورا نون کے شاعر زبان انون
اور انہیں مستعد الکادون کی اصلیت بخوبی کھلی تھی جو چو نکہ یہ کتاب بہت بڑی
ہے اس لیے بغرض آسانی کی مصون میں تقسیم کر دی گئی ہے قیمت حصہ اول ۱۰

حصہ دوم ۱۲ حصہ سوم ۱۰

دیباچہ منومان جزیر ناول ناگری

ناول مذکورہ کالب بدیع حسین دلاور منومان کی بہت سی پشت ہائے قبل و بعد
کے مختصر تواریخی حالات اور اس کے خاندان بھر کو بینوں کے نام سے مشہور
ہونیکے وجہ سمیہ غیرہ مع ایک شجرہ خاندان میسونی (بازینس) کے دی گئے
میں ناگری ٹائپ قیمت ۲

ہفت جواہر جلد اول دوم و سوم

اس کتاب کی ۲ جلد میں سو کے قریب جی پی ٹی کے ایک سو سے زیادہ بہت
سے ہندک امراض علم کے ہندیت ضروری و عجرب علاج مرحوم شخص کی اہم
سے بات چیت کرنے کے لئی آسان طریقہ و ضروری ہدایات و بعض تواریخی مباحثات متعلقہ
و غیرہ مع مفصل کیفیت و خواص افعال اس علاج از رو جی جی شاستر سائنس فلسفہ کی
سوتون کا عام فہم یا محاورہ اور دیگر قابل ہند کے مستند علم شاستر سوتون
مذکور قی کالب ہندی یعنی مسکی کل باہون اور جیون کے دو سو کے قریب تینہ خطوں
کا عام فہم ترجمہ عام کیے قابل عمل فرایض خانہ باری اندوہ جی شاستر تصنیف کیا

نایاب کتابیں اردو

غیر معمولی رعایت

برائے یقین ۱۵ ازیں کم سنی شلہ نکلیت ۱۳ جولائی ۱۹۰۷ء
کم از کم تین نو تیر قیمت کی کتب خریدنے پر عوام کو فی روپیہ صرف ۱۰ روپے
جس برائے ان کو صرف ۱۰ روپے ملے گی شایعین کتب کو یہ عذرہ موقوفہ شدہ ہو گیا
برمچہ گل لال جیتر تر اول

کتاب ہذا کا حصہ اول قیمت ۲۰
رام جیتر

جس میں رامین موسوم بہ پدم سران معنفہ سوامی رومی شین آچار بطرنا اول
استقد روچک کیکیا اثر دیکر کے ختم کے بغیر اٹھنا آپ ہرگز پسند نہ کرے قیمت

منو مان جیتر تر اول

یہ ناول سری سوامی رومی شین آچار یہ کرت مشہور و معروف سکوت جید ان
موسوم بہ پدم پوران سے جس کے نام سے جینیون کا کچھ بچہ واقف ہے تو ان کی دانت
کو لیکر جیسے ہے اردو خوان بھائیوں کی پیسی اور عوام کو جس شام سون کی صدا
و قدامت اور عظمت و فصیلت دکھانے کے لئے بڑی محنت و عرق ریزی سے نہایت
قصیح اردو زبان میں بطرنا اول طبع کر لیا ہے اس میں موقوفہ ہو قعد و حرم پادشہ
دنیا علم طبعی علم نجوم و قیافہ علم طب و غیرہ پر بھی مضامین ہیں اور عجایب غلط

والطفال گنگے کی پچانسی ہوا اور وہ کو قید کر کے لئے سعادت کے وجود سے زیادہ
کوئی گڑھی نچھڑ نہیں اور یہ جسم ایسا پاک اور طرح طرح کی بیماریوں و تکلیفوں سے
بھرا ہوا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے یہ صرف زیور و لباس سے امان آدمیوں کو پوشنا
معلوم ہوتا ہے اگر اس کی پیدائش پر غور فرمایا جائے گا تو معلوم ہو جائیگا کہ مبالغہ و پیر سے
تو اسکی بنیاد ہی اور پوست و استخوان و عروق وغیرہ سے بھرا ہوا ہے اس میں تو بالبال
جول و برار و غیرہ کی ہر قسم ہر چیز جاری و رکیجن کے نام لینے سے طبیعت کو کراہیت پیدا ہوتی
ہے اگر کیا حیات سمندر کے چشمہ سے بھی شست و شوی کریں تب بھی برگریز پاک و صاف نہیں
ہو سکتا تو اسی جسم میں چھانچنے کی مثال ہو کہ جس کے اندر جسم کی مکروہ و ناخوشگوار
شے بھری ہوئی ہو اور اسکو ایک خلاف عود کا شافی نخل کا پھندا یا جاوڑی تو وہ ہمارا
لگنے لگتا ہے اگر ہم اس کے سر یا پاکی تعریف کریں تو آدمی کا خون پر ہاتھ دھر بیوے تپنے
عوب ہی کیا کہ سب دنیاوی کچھڑے چھوڑے اور عاقبت کے کام میں مشغول ہو گئے
انکو صرف عقل سے متحرک نہ ہونے پر حیرت اور بے گلاں نے سنی برکت ہی ہر باطن میں
اختیار کر لیا اور وہ وطن و بان سے دوسری طرف کو روانہ ہو گئے کہ فقط

امروز بروز یکشنبہ بیادون پری جنم سٹی سبٹ ۱۹۲۳ بکری مطابق ۱۲ اگست
۱۹۰۶ء ختم شد

میں مشغول رہتا۔ اپنی طاقت بھر چپ چاپ کرتے ہوئے تمام آپٹنے والے
 مصائب کو بخوشدلی جھیلنا یہ موکش حاصل کر کے وسائل میں جب ہما
 برت اختیار کرے اور جسم خاکی کو چھوڑ کر دیکھ جیتیر میں ختم ہوئے تو ضرور
 کت (نجات ابدی) نصیب ہو سکتی ہے۔

چھٹا سین

جب تمہارا دل سمجھا کہ ہماری تقریر کی روشنی پر مدھکلا کی طبیعت پر کچھ
 نہیں پڑتی ہو اور جو سوال کیا جاتا ہو اس کا جواب ایسا معقول دیتا ہو کہ جو کہ
 رہونا غیر ممکن ہو تب دل میں سوچنے لگا اور کہنے لگا کہ اب نوٹ جانا محبت سے
 کس واسطے کہ ہم جب گھر سے روانہ ہو کر یہاں آئے تھے تو اس وقت یہ کہا تھا کیا ایسا
 مدھکلا کو بھی گھر پر لائیں گے یا ہم بھی واپس نہ آئیں گے چونکہ قبل مردان جان
 اس وجہ سے اب گھر پر جانا تو ٹھیک نہیں ہو جس طرح ہو سکے مدھکلا کی محبت
 میں بننا اور جب چنانچہ مدھکلا سے محبت کے ساتھ دین گویا رہا۔

تمہارا دل اس وقت گھر تم اپنے گھر میں چلے تو ہم بھی تھا اس ساتھ وہیں پہنچے
 تمہاری طرف یہ سی برت مجھ سے نہیں ہو سکتا لیکن مدھکلا ہی سراو کے
 برتا اختیار کرتا ہوں اور اس کے قلم تو اس کی جگہ الامکان پر ہی پوری تعمیل تو ہو
 مدھکلا ختم نہایت اچھا کیا کہ سب گھر بار چھوڑ دیا کیونکہ یہ نہاد دولت عیا

نہایت ہی اچھا تھا کہ اس کے ساتھ ساتھ وہیں پہنچے اور اس کے قلم تو اس کی جگہ الامکان پر ہی پوری تعمیل تو ہو

اس لیے اس سے پرہیز ہی واجب ہے :

مستحرام۔ تمہارا اب عنفوان عالم شباب ہے۔ اور تمہاری ابھی شادی ہوئی ہے۔ پھر ایسے وقت پر تنے کیوں دلوں کی محبت چھوڑ کر کنارہ کشی اختیار کی ہے۔

برمچہ گلال۔ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں جدائی ایک روز ضرور اپنا رنگ دکھلاتی ہے یہ سب عیش و نشاط کا ہنگامہ میلہ کی طرح چند روزہ ہوتا ہے آخر شمسِ سلسلہ موانست ٹوٹ جاتا ہے ایسا گھڑی کو ہے یہ صحت و اختلاط : گھڑی کی ہر خاطر یہ عیش و نشاط گھڑی کے لیے ہر یہ سارا سنگار : گھڑی کر لیے ہر یہ باغ و بہار غرض ہر جدائی یہاں ایک دن : کیدن جوانی نہ پیری نہ رسن تو پھر کیوں پہلے ہی ایسا کام نہ کریں کہ جس سے آئندہ تکلیف اٹھانا نہ پڑے :

مستحرام۔ اگر انسان اول بخوبی دنیا داری کے لطف سے حظ اٹھائے اور پھر درویشی اختیار کرے۔ تو اس وقت البتہ طبیعت مستقل رہ سکتی ہے۔ مگر بخلاف اس کے ادھر خواہشات نفسانی نے مجبور کیا اور ادھر پرہیز گاری (جتنی دھرم کا لباس

سے دل کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ دنیاوی جھگڑوں کو دیرپا
ناپیدا کنارے سے نجات دلانے کے لیے یہ ایک کشتی ہے جو منزل
مقصود (موکش) پر پہنچا دیتی ہے :

متھرا مل۔ تم جو موکش کے خیال میں فی الحال تمام عیش و آرام
ترک کر لے ہو اور ہر قسم کی تکالیف اٹھانے کے لیے کمر بستہ ہو
یہ سب باتیں تو عاقبت کی ہیں اسوقت دیدہ و دانستہ تکلیف اٹھانا
برمجہ گلال۔ عاقبت اندیشی کے خیال سے تو شہنشاہ بھی اپنی تمام
ملکت و سامان عیش و عشرت کو چھوڑ دیتے ہیں اور عبادت و
ریاضت میں مشغول ہو جاتے ہیں تو پھر ہم کیوں دنیاوی
عیش و نشاط کی طرف رغبت کریں۔ گو اسطرح کہ تمام جہان کی
نعمتیں بلا شک و شبہ لیکر و لائیکوں کو غائب ہو نیوالی ہیں۔

متھرا مل۔ آپ نے جو طفلی کے ایام میں کسب و ہنر حاصل کیا ہے
اُس سے خود قانڈہ اٹھاؤ اور دوسروں کو پہنچاؤ۔

برمجہ گلال جس قدر دنیاوی کاروبار اور کسب و ہنر میں طبیعت لگا
او سی قدر ہوا و ہوس ترقی کرتی ہے۔ اور کسی وقت تفکرات سے
خالی نہیں رہتے دیتی۔ عمر ختم ہو جاتی ہے لیکن یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا

لیکن کسی حالت میں اس امید سے غلطی نہیں رہ سکتا۔ الغرض ہم
سے لمحہ تک یہ ساتھ لگی ہوئی ہو۔

چنانچہ اسی امید پر متھرا ل نے دل میں خیال کیا کہ شاید میرے
دوست بر محمد گلال پر میری تقریر کا کچھ اثر پڑے۔ اور وہ اپنے
ارادہ سے باز آجائے۔ اور ہماری تمناؤں کی کشتی جو گرداب
ملیو سی میں پڑی ہوئی ہے ساحل مراد پر پہنچ جائے کیونکہ زندگی
کی ہمارا کار و مدار دوست و احباب کی ملاقات پر منحصر ہو فرم
بہار ملاقات دوستدارانِ ست و چھتہ بر و خضر از عمر جاوداں تنہا
اس سبب سے بر محمد گلال کے پاس جا کر یوں گویا ہوئے۔

سوال جواب متھرا ل و بر محمد گلال

متھرا ل۔ اے باغ دوستی کے نو نہال و امیرے عنایت فرما
بر محمد گلال۔ آپ نے جو مثنیٰ برت (درویشی مذہب) اختیار کیا
ہے اس سے کیا صورت بہبودی نظر آتی ہے۔
بر محمد گلال۔ مثنیٰ برت ایک ایسا گوہر ہے بہا ہے کہ جس کی روشنی

یہ کہہ کر متحیرال برمجہ گلّال کے سمجھانے کو اپنے گھر سے روانہ ہوئے۔

پانچواں سین

امید بھی دنیا میں ایک عجیب چیز ہے جسکے مہارے تمام زندگی خوشی کے ساتھ گزر جاتی ہے اور رنج و مصیبت کی شام کو تسلی کی صبح سے بدل دیتی ہے۔ اسکے کرشمے کے تمام دامایان و نگاہ قائل ہیں۔ اور اسکے اعجاز سے سب مقبل۔ امیروں کے دل میں اسی نے اپنا گھر کیا ہے کہ جو شب و روز ترقی کے میدان میں قدم رکھ رہے ہیں۔ زاہدوں کے دلوں میں ایسی روشنی ہے کہ جو بہشت کے لیے عبادت میں ہر دم مستغرق رہتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو ایک لمحہ بسر کرنا سخت نظر آئے۔ چنانچہ مریض مرضِ ملک میں صحت کی توقع یہ زندگی کے دن پورے کر دیتا ہے۔ قیدی زندان خانہ میں چھوٹنے کی امید پر مدت گزار دیتا ہے۔ اس سب سے ہر کس و ناکس کو اسکی بدولت اپنی کامیابی کا خیال بندھا ہوا ہے۔ خواہ نتیجہ اُس سے برعکس رہے۔

اُن کو اس طرف متوجہ کیا جائیگا اور صحرا سے آبادی کی طرف لانے کی رغبت دلائی جائیگی۔ اگر برقتدیر ہماری تقریر کا کچھ اثر نہ ہو تو ہم بھی اُن کے ساتھ صحرائنشین ہو کر عاقبت کی فکر کر سینگے اور محبت کا اثر سب کو دکھلا سینگے تاکہ ہر ایک کے دل پر نقش ہو جائے کہ دنیا میں دوست ایسے ہوتے ہیں کہ دوستی کے مقابلہ میں گھر بار اور عیال و اطفال کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

متھرا ل نے فوراً اپنے گھر جا کر یہ سب ماجرا کہہ سُنایا۔

عورت متھرا ل متعلقین برمجہ گلال نے جو کچھ کہا ہے وہ سب درست ہے لیکن وہ (برمجہ گلال) کبھی اپنے ارادہ سے باز نہیں آئیگا حتیٰ الوسع کوشش شرط ہے۔ کیونکہ خواص دریا میں غوطہ زنی کرتے ہیں کبھی اُن کا دامن موتیوں سے پڑ ہو جاتا ہے اور کبھی خالی بھی رہتا ہے اگر ناسید ہو کر خاموش ہی بیٹھ رہا جائے تو دنیا بامید قائم کا مسئلہ جہاں سے نیست و نابود ہو جائے۔

متھرا ل اوّل تو ہم اُن کو (برمجہ گلال) ضرور بالضرور حسب طرح پر مکتوب سمجھا کر یہاں لائینگے اگر بالاتفاق وہ آئے تو ہم بھی اُن کے ساتھ اپنی عمر بسر کریں گے مگر کچھ فکر نہ کرنا چاہیو۔ اور متعلقین برمجہ گلال کی دلداری و غمخواری لازمی ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ بڑا وقت نہ دکھائے خدا۔ دست پھر جاتے ہیں شمن کی حقیقت کیا
ابھی ہمارے ایام گردش کا ستارہ طلوع ہوا ہے دیکھئے کس درجہ
ترقی کرے۔ بقول شخصہ شعریہ

ابتداء عشق ہے روتا ہوا کیا آگے آگے دیکھو ہوتا ہوا کیا
مستقر ال اگرچہ زمانہ کی رفتار اسی طرح پر ہے جس طرح کہ اپنے
زبان شریف سے فرمائی۔ لیکن میں وہ نہیں ہوں۔ اور نہ ان میں سے
میرے میں عشر شیر بھی حصہ ہے آپ محکم امتحان پر جب چاہیں انہیں
محبت کے زود گر استخوانم تو تیا کر دو

کہ از سائیدن صندل کجا نقصان شود بؤرا
بخت بر محمد گلال (کچھ تسکین کی حالت میں) ہم تو آپ کو جب جانیں
اور آپ کی تقریر پر تاثیر تب تصور کریں جب آپ جا کر اون کو
دیکھ گلال (بھائی) درمیاں لائیں درہاری بیعت خوش کریں۔
مستقر ال مجھ کو جانے میں کچھ عذر نہیں ہے لیکن وہ ایک ہندی
شخص ہیں اور ان کی طبیعت ہند کے خمیر سے پرورش یافتہ ہو وہ
ہرگز کچھ نہ سنیں گے۔ اور گفت و شنود پر عمل نہ کر سگے۔ جس قدر ان
کو اسنے کوشش کی جائیگی بالکل بے سود رہیگی۔ خیر حتی الامکان

از حد موافقت بہ جب طرح ممکن ہو ان کو (برمہ گلال) سمجھاؤ اور
یہاں لاؤ۔ ورنہ یہ بات طریقہ راہ و رسم سمجھتی و یگانگت کے خلاف ہے۔
کہ وہ جنگلی میں رہیں اور تم اپنے گھر میں مسرت کے ساتھ زندگی بسر
کرو اسی منصوبہ میں جب صبح ہوئی اور آفتاب برآمد ہوا استھرا مل
کو بلایا گیا اور یہ کہا۔

متعلقین برمہ گلال۔ دنیا کا عجیب کا خانہ ہے کوئی کیسا
دوست نہیں جس شخص کو چاہا ہو آواز ماوسب ایک گھاٹ پانی پیستے
نظر آتے ہیں جب تک کسی کو کبھی سے کچھ کام نہیں پڑتا دوستی کا
دم بھرتے ہیں اور جب موقع آپڑتا ہے تو کنارہ کشی اختیار کر لیتے
ہیں سچ ہے۔

خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا۔ کوئی کیسا نہیں دوست کہانی ہے
دیکھو جب برمہ گلال یہاں موجود تھے تو تم بھی یگانگت کا دم بھرتے
تھے۔ اب کیسوت ایک لمحہ کے لیے بھی مفارقت پسند نہ کرتے +
اب جب سے وہ یہاں سے گئے ہیں تو تم کو بھی انکا کچھ خیال نہیں آتا
حقیقت آپ کی کیا شکایت ہے جب ایام گردش آتے ہیں تو غم
کنارہ کش ہو جاتے ہیں **فرو**

چوہتا سین

اندھیری رات ہے ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ظلمت پر تاروں کا
قدتی لیمپ روشن ہو۔ مکانوں میں شمع جل رہی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوا چل رہی ہے۔ شبنم پڑتی ہے۔ ہر شخص بستر استراحت پر باعیش و
سرور رہا ہے۔ وحوش و طیور اپنے اپنے آشیانوں گھونسلوں میں سرت
کے ساتھ بیدار رہے ہیں۔ ایسا کوئی نہیں کہ جو بیگری کے ساتھ آرام
نہ کرتا ہو۔ کیونکہ دن کا مہ کے لیے ہے اور رات عیش و آرام کے لیے لیکن
متعلقین پر مجھ گلال حسرت و حیران نصیبوں کی طرح بے چینی سے گزار رہے
ہیں۔ ایک لمحہ بھی ہلک جھپکے نہیں پاتی کبھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر
آسمان کی طرف دیکھتے ہیں کہ شاید تارہ صبح نمودار ہو گیا ہو اور کبھی
گوش بر آواز ہیں کہ مرغِ سحر کی بانگ سنائی دیجائے۔ اس کشمکش
میں جب پہرہ دار کی بخت آواز کانوں میں پڑ جاتی ہے تو خیال
ہوتا ہے کہ اُف وہ رات بہت ہے یہ کیسے کٹیگی؟

لاچار ہو کر دل میں ارادہ کیا کہ جس طرح ہو سکے یہ بسر کی جائے
صبح ہوتے ہی ہتھ اٹھ کر بولا کہ یہ کہا جائے کہ تمہاری برمجہ گلال سے

دیکھو پہاڑوں و جنگلوں میں صد اقسام کے درخت و کرکٹ وغیرہ موجود ہیں ان کا کون معاون ہے۔

جو شخص یہ جانتے ہیں کہ ہماری عزت و توقیر دوسرے شخص سے ہوتی ہے یہ ان کی خام خیالی ہے ہمیشہ قدر و منزلت اپنے اپنے کمال سے ہر ایک کو حاصل ہوتی ہے غیروں سے ہرگز نہیں۔ بیمار اپنی ہی صحت و تندرستی سے خوش ہو سکتا ہے دوسروں کی سے نہیں۔ اس لیے تم کو مناسب ہے کہ تباہ زندگی اپنی عمر عزیز کو مذہبی کاموں میں صرف کرو۔ اور کسی سے کسی قسم کی تناسل رکھو۔ اور اپنے دل کے جسم کو عصمت کے لباس اور عفت کے زیور سے آہستہ رکھو۔ اور اپنی طبیعت کو خیالات فاسدہ و توہمات باطلہ سے پاک کرو۔ کس واسطہ کہ جہان میں پاکدامنی کی برابر کوئی شے نہیں ہے۔ یہی ایک ایسا گوہر ہے کہ جسکی بدولت بہشت نصیب ہوتی ہے۔ انجسٹم کے جواب ملنے پر جب انھوں نے خیال کیا کہ اب برمجہ گلال کے دلیر ہمارا کتنا کچھ اثر نہیں کرتا اور وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا تب مایوس ہو کر با چشم گریاں اپنے گھر واپس چل آئے۔

ہونے والی ہے تو پھر کیوں پہلے ہے اسکا انتظام نہ کریں کہ آئندہ
کو ایسے تعلقات ہی نہ پیدا ہوں اور دنیا میں کوئی گھرا یا نہیں ہو
کہ جس میں ہمیشہ چراغ روشن رہا ہو۔

ابیات

چکر یوہ کہاں جو راجتے تھے	چھ کھنڈ میں کل براجتے تھے
کایا ان سب کی جبل گئی ہے	مٹی بھی ہوا میں مل گئی ہے

سحوریت بر محمد گلال۔ صاحب سرتاج من۔ محکو معلوم نہ تھا کہ عین
عالم شباب میں محکو چھوڑ کر بن باسی ہو جاؤ گے۔ تمہارے سوائے
محکو کسی کا ذریعہ نہیں کہ جو ایام مصیبت میں کام آئے، وراثت و
دقت کے وقت دیکھوئی و عنسوارسی کرے افسوس کہ مینے تم سے کچھ آدم
نہ پایا اور جو امتیاز تھیں وہ سب خاک میں مل گئیں۔ تمہارے بدول
ہم بیوہ عورات کی برابر ہیں جسکی کچھ قدر نہیں نہ ہم کو زیور عمدہ معلوم
ہوتا ہے اور نہ بدن پر کثیر اپنہ اچھا دکھلائی دیتا ہے۔ کاش میں
اپنی زندگی میں تم کو آزاد ہوتا نہ دیکھتی۔ اب اسوقت آپ کی جوانی
کا آغاز ہے اور آرام و ہمیش کے دن ہیں۔ یہ ہرگز مناسب نہیں

بھل کر ناسو آج کر اور آج کرے سو اب
 او سر بتیا جات ہے پھیر کر گچا کب

والدہ برمجہ گلال۔ اسے میرے تحت جگر دے میرے رشک شمس
 میں تم کو کس طرح آغوش محبت میں پالا ہے اور کس شفقت بھری نظروں
 سے دیکھا بھالا۔ اب مجھ کو عالم ضعیفی میں چھوڑ کر صحرا نشینی اختیار
 کی یہ یہ ہرگز مناسب نہیں۔ مجھ کو تم سے یہ توقع نہ تھی کہ پری کے زمانہ میں
 مجھ بدبخت کو ایسے ایسے مصائب کے تیروں کا نشانہ بناؤ گے اور اس طرح
 اس گھر کو بے چراغ کر جاؤ گے۔

برمجہ گلال۔ دنیا میں کوئی کیسا نہیں ہے نہ کوئی کیسا کا بیٹا ہو اور
 نہ کوئی کیسا کی اما۔ صرف دنیاوی طریق اسی ڈھنگ پر ہے۔ اگر کوئی
 کسی کا ہے تو ہم جانیں کہ رنج و غم میں اُس کے شریک ہو جائیں۔
 اور بیماری کی تکالیف اور موت کے پتھوں سے بچالیں۔ ہزاروں مرتبہ
 ایک دوسرے سے مل گئے اور صد ہا دفعہ بچھڑ گئے لیکن یہ آمد و رفت
 کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اور تب تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ نجات
 الہی (مکوش) نصیب نہ ہو۔ اور جو تعلقات کی زنجیروں کی کڑی
 ایک دوسرے سے وابستہ ہو وہ ضرور ایک روز آپس میں شکست

میں کچھ دیکھا بھالائیں۔ یہ بے وقت کی راگنی ہم کو پسند نہیں۔ درویشانہ
 زندگی بسر کرنے کے لیے بہت حصہ عمر کلبلی ہو جب چاہے کیجئے فساد
 بے وقت یہ۔ آگ خوش نہ آئے۔ بے وقت یہ پھاگ خوش نہ آئے
 گھر کا چراغ ذات خاص تمہاری سے روشن ہو اور تمہارے وجود سے
 سب کا حسانہ گلشن۔

یہ رحمہ گلال۔ ہمارا جو انی ایک دریا کیسی موج ہو کہ جو چشمِ زدن میں
 یاری و پیری کے بھونکوں سے جاتی رہتی ہے ویا قوسِ تسنح ہے
 نہ ایک سنندھ میں نظروں سے غائب ہو جاتی ہو۔ نیک کاموں کو کرنے
 کے لیے کوئی وقت۔ قرعہ نہیں ہو جب کیا جے بہتر ہے۔ کارخانوں کا
 انتظام نہ کسی سے ہو سکا اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ ہزاروں شہنشاہ
 اسی۔ اوہوس میں مر گئے۔ اخیر وہ بھی کچھ نہ کر سکے۔ اب آپ ہم کو
 برسرِ اپنے کام کرنے سے نہ منع کریں۔ کس واسطے کہ عبادت ایک ایسی
 چیز ہے کہ جس سے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ میں اب کبھی گھر کے
 جھگڑوں و دنیاوی دھندوں میں مبتلا نہ ہوں گا۔ اور مناسب تو یہ
 ہو کہ آپ بھی دیا دھرم میں مصروف ہوں اور کامیاب سے ثواب و
 صفائی باطن میں مشغوف کیونکہ اس زندگی کا کچھ بھر دس انہیں سے دوسرے

یہ خود تکلیف اٹھانی مگر تم کو کسی قسم کی تہ ہونے دی۔ تم نے اپنے جسم پر
 کسی کا عطر بھی نہیں لگایا اور غفلت میں رہنا پسند کیا۔ آج کیوں اپنا
 مکان چھوڑ کر صحرا میں خاک پر بیٹھے ہو۔ اپنے گھر چلو اور اس حشر و درویشی
 کو تبدیل کر ڈالو۔ مٹی کا سوانگ بھرنامولی کا سا تماشہ تھا ہو چکا۔ کیا
 جو لوگ تھیں شرف و غیرہ میں طرح طرح کے سرو تماشے دکھلا کر لوگوں کو غفلت
 کو تم میں وہ پھر اپنی پہلی حالت پر نہیں آتے۔ اگر ایسا کیا کریں تو تمام
 دنیا ہی کھیل تماشے دنیا سے رخصت ہو جائیں۔

یہ کھلائی ایک مرتبہ میں مٹی کا لباس پہنا اور پھر اتار کر دوسرا اختیار
 کرنا میں مت کے خلاف ہے۔ یہ کوئی تقلید پیشہ والوں کا سانگ نہیں ہے
 کہ تماشوں کے خوش کرنے کے لیے جیسا چاہا روپ بدل لیا۔
 جو لوگ ایسا کیا کرتے ہیں وہ اپنے دھرم کو بدنام کرنے والے ہیں
 دنیا میں صد ہا مذہب جاری ہو چکا یہی سبب ہوا کہ انہوں نے اپنے
 اغراض و مقاصد کے لیے جیسا چاہا اور جس موقع پر مناسب سمجھا وہی
 طریقہ اختیار کر لیا۔ آپ اپنے گھر جائیں اور ہماری محبت چھوڑیں کیونکہ
 یہ محبت بری بلکہ ہے کہ جس سے بجز رنج و تکلیف کو اور کچھ حاصل نہیں۔
 والد رحمہ کمال۔ اب تمہارا عین عالم شباب ہے۔ اب تک تم نے دنیا

تیسرا سیر

دو پہر کا وقت ہے آفتاب سمت الراس پر پہنچا۔ دھوپ میں وہ حدت کہ انکی طرف نگاہ بھر کے دیکھا نہیں جاتا۔ بادِ سموم کی وہ کثرت کہ ہر ذی روح کو الامان کہنا پڑا۔ تمام باغات کے پھول کھل گئے۔ فوہا لان چمن مریجا گئے۔ انسان آرام و آسائش کے لیے تہ خانوں میں مسکن گریں ہوئے۔ وحش و طیور درختوں کی ٹہنیوں و پتوں میں جا گئے۔ زمین پیش سے ایسی گومکہ جو اندازہ نہیں کر جاتا ہے فوراً بھجن جاتا ہے۔ اور صحرا کی تو عجیب کیفیت کہ اس مقام پر نہ درختوں کا سایہ اور نہ آس پاس پانی کا چشمہ۔ رنگ کے تودے کے تودے نظر آتے ہیں۔ ایسے بیابان لقی فوق میں اور ایسے وقت میں مٹی بر محلال زمین کا بستر لگے آسمان کو شامل کرنے تلے آرام سے بیٹھے ہیں۔ نہ کچھ ترش آفتاب کا خیال ہو اور نہ کچھ خورو نوش کی طرف سے دلپر لال۔ نہ پوشش کی خواہش۔ اور نہ تمنا ہے آرام و آسائش۔ اُترت والد بر محلال اُسے یوں مخاطب ہے۔

والد بر محلال۔ اے میرے خیم و خیراغ میں نے تم کو یہ صد ناز و غم کس محبت سے پالا ہے اور آنکھوں نے زیادہ عزیز رکھا ہے

کاش برمجہ گلال کو اس فن میں کمال حاصل نہوتا تو ہرگز شیر کا سوا ننگ نہ
 بھرتا اور نہ وہ شہزادہ اُن کے ہاتھ سے مارا جاتا۔ ہمارا لاج نے عاقبت
 اندیشی کا کچھ خیال نہ کیا۔ جین مٹی کا لباس بدل کر اوپدیش دینے کا حکم دیدیا
 اگرچہ ظاہر عہد نامہ معافی تقصیر نہ توڑا۔ لیکن باطن میں دوسرے طریقہ پر سزا
 دینے کا عمل کیا کہ جو سر قافلون انصاف سے بعید ہو۔ اب کیا ہو سکتا ہی
 وقت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ باز مٹی آید۔

اب بچپائے ہوئے کیا چڑیاں چُپک گئیں کھیت و والدین برمجہ گلال اور
 اُس کی عورت بھی ہمراہ ہیں آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری ہیں دامن
 صبر و استقلال پارہ پارہ ہے ہر چہ خلقت سمجھاتی ہی۔ لیکن دل پر کچھ
 اثر نہیں ہوتا۔ الغرض بہت سے آدمی بہ خیال رفاقت قدیمی و رسومات
 ظاہری آبادی کے کنارہ تک ساتھ گئے اور افسردگی طبیعت ظاہر کرتے
 رہے جب شہر سے آگے بڑھے سب واپس چلے آئے صرف اُن کے
 والدین اور عورت ہمراہ تھے۔

جب مٹی برمجہ گلال جنگل میں زمین کے فرش پر استراحت فرما ہوے
 تو یہ بھی وہیں بیٹھ گئے۔

جون جوش پر ہے۔ آنکھوں کے چشمے اُبل رہے ہیں۔ حسرت ویاس
 کی گھن گور گھٹائیں پر مردہ دلوں کو بیتاب کیے دیتی ہیں۔
 ٹھنڈی ٹھنڈی افسردہ دلوں کے لیے زمہریر کی کیفیت دکھلا رہی
 ہیں۔ ہر در و دیوار سے حسرت پرستی ہے ہر کہ و مہ کے چہروں پر
 اوداسی چھائی ہے۔ مرغانِ چین کے لب پر نالہ شور و شیون ہے۔ بچ
 و الم کا عالم ہر گلی و برزن ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ آج برہم گلال
 دوست و احباب سے منہ موڑا اور رشتہ الفت توڑ دیا رہی کر منڈل
 و پیچی اٹھا صحرا کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ تمام مردمان
 شہر کے دلوں میں تاریکی کا سماں چھا گیا ہے۔ سامعینِ ناظرین
 کفِ افسوس مل کر یہ کہتے ہیں کہ حیف برہم گلال جیسا آدمی دنیا
 سے آزاد ہو جائے اور ہماری زندگی کا مزہ کڑا کر اکر جائے۔
 حیف در چشمِ زدن صحبت یار آئندہ روی گل سیر ندیدیم بہار آئندہ
 آگے آگے شری برہم گلال تھے اور پیچھے پیچھے حسرت ویاس یہ
 کہہ رہی تھی۔ افسوس برہم گلال کو روپ بدلنے میں کمال حاصل
 ہوا کہ جبکے باعث مٹی کے بھیس بدلنے میں خود بخود نکل جانا پڑا۔
 یہاں ہی شل ہوئی کہ رع اسے روشنی ملے تو برسن بلا مشدی

شغل رہتی ہے کبھی آرام نہیں ملتا۔

مہاراج۔ جو آپ نے اس کے نقصانات بیان کیے ہیں وہ واقعی درست ہیں لیکن اسی کی بدولت دنیا میں ہر قسم کا آرام نظر آتا ہے اور ضروریات دنیاوی کی دردسری سے بچ جاتا ہے۔

جہاں یہ نہیں ہے وہاں ہر دم تکلیف میں مبتلا رہنا پڑتا ہے۔ دیکھو جس شخص کے پاس دنیاوی نعمتیں موجود نہیں ہیں وہ کیسی مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔

برمھ گلال۔ مہاراج خواہشات میں طبیعت منتشر رہتی ہے بیکراری میں چین کہاں ملتا ہے۔ دوہڑا

دُولت میں دُولتِ بسیں سُنورای پر بین

آوت تو مذکو دھرے جات کرے ست ہیں

مہاراج یہ بات سُکراو لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے :

دو شرا سیمین

دسباز تار کی چھائی ہوئی ہے غمی کا بادل اُند اُند کر آ رہا ہے
ہر چار سو آہ و بکا کی بجلی چمک رہی ہے اشکوں کی بارش کا

تمہاری طرف سے ہمارے دل پر نقش ہو رہے تھے وہ سب حرف غلط کی طرح یکتلم صاف ہو گئے۔ اب تم اپنی بقیہ عمر کو آرام و بے فکری کے ساتھ گھر پر رہ کر بسر کرو۔ اور کسی قسم کا اندیشہ ہماری طرف سے دل میں مت رکھو اور یہ بھی ہماری خواہش ہے کہ جس قدر دولت و زریا جس شے دیگر کی تم کو ملتا ہو وہ بے وسوسہ ظاہر کرو۔ اُس کو ہم بنظر التفات بسر و چشم منظور و قبول فرمائیں گے۔

برمچھ کلال۔ ہم کو کسی طرح کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ اسکی بدولت تکلیفات اندازہ حساب سے زیادہ اٹھانی پڑتی ہیں۔ اور چشم ظاہر میں بھی دکھلائی دیتی ہیں۔

اسی کے سبب انسان ہر دم چاہ نفس میں ستفرق رہتا ہے ایمان و دھرم کو بیچ بھتا ہے۔ کوئی کمرو فریب سے کام لیتا ہے۔ کوئی دروغ گوئی و دزدی وغیرہ کا عادی بن جاتا ہے شکری معرکہ جنگ میں جان دیدیتا ہے۔ کوئی دیس بدیس مارا مارا پھرتا ہے بعض کی چپا دیرت پر ایسا دھبہ لگتا ہے کہ پشتوں صاف نہیں ہوتا۔ الغرض جب تک اس کی آتش سینہ و دل میں

عمل میں لاؤ ایک ذرہ بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ لیکن زندگی کا پیمانہ پُر ہو جانے کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے باعث اس جسم خالی کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اگر سبب پیدا نہ ہو تو کوئی بھی کبھی موت کا نشانہ نہ بنتے۔

چنانچہ ہمارا راج آپ کے کنور کی موت کا وقت آگیا تھا کہ جو بظاہر ہمارے ہاتھ سے ہار گیا۔ اور ہم اس کے مارنے کے سبب پیدا ہوئے مگر یہ سب وقت ٹل ہرگز ہرگز نہیں سکتے تھے۔ افسوس ہزار افسوس کہ ہم سے ناواقفیت کے عالم میں گناہ عظیم سرزد ہوا اور خطائے سخت عمل میں آئی کہ جس کا کفارہ بجز عبادت اور کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

بس اب ہم پر چھپا کیجئے اور جو پسند خاطر ہو وہ عمل میں لائے۔ یہ اوپیش مہنی برآمد گلال لئے دیکر راگ دوئیش کو چھوڑ دیا اور دل میں کشتا بھاؤ لا کر خون دھار نہ کر لیا۔

ہمارا راج۔ آپ کی تقریر پر تاثیر شکر ہماری طبیعت بہت سرور ہوئی اور جو غم و غصہ کی آتش ہمارے سینہ مضطربیں بھڑک رہی تھی اُس پر وہ ابر باران کا کام کر گئی اور جو خیالات فاسد

اس لیے انسان کبھی استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ دیوے اور کوہ مثال
ثابت قدمی سے نہ ہٹے۔ ایسا نہ ہو کہ ذرا صبر و استقامت چلے اور خوش و خاشاک
کی طرح پریشان ہوتا پھرے ۛ

کوئی شخص دنیا میں ہمیشہ خوش نہیں رہ سکتا اور نہ کوئی ایسا اس
کائنات میں دیکھنے میں آیا۔ اور نہ مٹا۔ امیر سے فقیر تک جس شخص
کو دیکھا تفکرات دنیا سے خالی نہ پایا۔ دھرم

درب بنا زد حق و شر شاہیں دھن و ان کہیں شک سنہا میں سب جگہ دیکھا چھا
بس آرام باقیام انسان کو صرف محو کش (نجات ابدی) میں مل سکتا ہے
دوسری جگہ میسر نہیں آتا۔ اسوجہ سے دل کے دوسرے کو دور
کرنا عین مشرف ہے ۛ

دنیا میں ہمیشہ حیات و موات کا سلسلہ لگاتار قائم ہے۔ جبکہ جس شخص
کی زندگی ہوتی ہے اُس حد تک زندہ رہ سکتا ہے۔ ہزار جہد و جہد

لے گیا مادی وغیرہ اٹھ سول کرم پر کرتوں کے بند بن سے جوٹنے کا نام موش ہے۔

آتشوں کی کرم پر کرتوں اور ان کی ۱۴۸ اکر کرم پر کرتوں ان کو ۵ اسباب دوان سے بچنے کے
۵۵ ضائع و مائل کی تفصیل و توضیح بالشرح اگر جاننا ہو تو مفت جواب ملے گا اول صفحہ ۲۸ و ۳۲ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸
دوسرے صفحہ ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰

کریں۔ کیونکہ یہ درخت ہم نے خود اپنے ہاتھوں لگائے تھے۔
 اور بصد شوق پرورش کیے تھے۔ ان کی رنگینی بہار ہمارے
 دیکھنے کے لائق ہے اور ان کے لذیذ ثمر میں ہمارا حق ہے۔
 سادہ لوح اپنی تمام عمر کا حصہ سرگردانی و پریشانی میں تلف
 کر دیتے ہیں۔ اخیراً ان کی عمر کی کتاب کا شیرازہ اسی تشویش میں
 منتشر ہو جاتا ہے اور یہ خیال نہیں ہوتا کہ ”کردنی خوش آمدنی پیش“
 کا مسئلہ ہے۔

کیوں گمراہیں؟ یہ تکلیف کچھ ایسی نہیں ہے جو خاص ہمسکوی
 مضیّب ہوئی ہو۔ بلکہ عالم مخلوقات میں ہم سے زیادہ مصائب
 بردار بہت موجود ہیں۔ ہمیں اور ان میں کیا فرق ہے۔
 دانشمند آدمی کبھی مصائب دنیا سے دل متفکر نہیں کرتے۔ اور جو
 فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے خوش نہیں ہوتے وہ جانتے ہیں
 کہ ہم روز ازل سے اسی طرح آرام و تکلیف اٹھاتے چلے آئے
 ہیں۔ ہماری روح کو کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگی۔ کبھی
 کوئی قصہ نہ نہیں پہنچا سکتا اور نہ آرام دے سکتا ہے۔ شعرا
 رنگ زمانہ گاہ چنیں ست و گہ چنیں در باغ عمر گاہ بہار ست و گہ غزاں

صرف اپنے اپنے عیش و آرام کے باعث ہر کوئی ایک دوسرے سے تعلق رکھتا تو پھر کس کے رنج و آلام میں آٹھ آٹھ آنسو روئے اور کس کی کاغذ کیجئے۔

روحِ حمیم سے غلغلہ ہے اور بچشمِ ظاہر میں بھی یہی دکھلائی دیتا ہے۔ ایسے اس تن پروری میں ہر دم مشغول رہنا اور اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا انسان کی سخت غفلت نہیں تو اور کیا ہے ؟

دنیا میں فی الحال کوئی کسی کو آرام و تکلیف دینے والا نہیں ہے۔ نہ کوئی اس کو مسندِ آرام پر بٹھلا سکتا ہے اور نہ کوئی فرشِ خار و خس پر ٹٹا سکتا ہے۔ جبکہ دماغِ دانشمندی کی خوشبو سے معطر ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ سب ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور جو سرمایہٴ خود سے بے بہرہ ہیں وہ اپنے برعکس خیال کرتے اور محبت و نفرت کے جال میں پھنس کر ناسحق بچے اب کھلتے ہیں ؟ **فرد**

گرچہ تیرا زکماں بھی گزر دے از کماں از بسیند اہل حسد
اگر اہل ہمت کو مصائبِ روزگار کے شیرے مقابلہ ہو جائے تو وہ ہرگز بزدل نہیں ہوتے۔ بلکہ بہادری سے لڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اب ہمارے گناہوں کے درخت پھل پھول لائے ہیں۔ آج جاری خوش قسمتی ہے کہ اُن کے سیر و تماشہ سے دل خوش

اگر آج ہم اُن چکر رتی ماحاؤں کو کہ جگے پاس بیرون از قیاس ہر قسم
کا سرمایہ ہو جو و تھا آفتاب و مانتاب کی شعلیں لیکر تمام زمانہ میں تلاش
کریں تو اُن کا کہیں پتہ و نشان بھر نہ ہو تواریج کے نظریہ آئینہ کا
پھر اس اُردا ناپاؤں میں دل کا لنگا ماعث ہے۔ اور جو سرمایہ حسد دے
بے بہرہ ہیں وہ اپنی حیات کو کسی شے کے گم ہو جانے پر ناحق تلخ کر لیتے
ہیں۔ یہ نہیں خیال کرتے کہ دُنیا میں بجز حسرت و افسوس اور کیا ہے
اگر اس میں آرام و آسائش ہوتا تو تیر تھنکر جیسے مہمان پُرش کیوں اس
سے کنارہ کش ہوتے ؟

یہ محفل جو خویش و اقارب اور زن و فرزند وغیرہ سے پُر رونق دکھلا
دیتی ہے ایک بھان متی کی سی جادوگری ہے کہ جو چند منٹ اپنی چمک
دک دکھلا کر درہم پرہم ہو جائیگی۔

اس سرائے دنیا میں واقعی نہ کوئی کیسا کارشتہ دار ہے اور نہ دوستدار

سے بہتر ہے نہ ارمٹ بندہ راہباؤں کا راجہ چکر رتی۔ (کٹ بندہ۔ ادھاج۔ مہاراجہ)

رہاؤں کے اختیار و اقتدار کی غرض

جاسوسانِ تیر تر نال حقتہ سوم صفحہ ۵۳ و ۵۴ کے فٹ نوٹ

(لاحظہ کیے جادویں۔)

بیان کرنا کار زبان نہیں +

جو لوگ دنیا میں اس جسم خاکی کو اپنا جانتے اور آرام و آسائش میں رات دن مشغول رہتے ہیں وہ کبھی تناسخ کی زنجیر کے سلسلے کو نہیں ٹوٹنے دیتے بلکہ وہ ہمیشہ تیلی کے بل کی طرح گھومتے ہی رہتے ہیں اور کچھ بھی منزل ملے نہیں کہتے یہ اس دارمکافات میں روز ازل سے ایک کا دوسرے سے اس قدر تعلق ہے کہ جس کا اندازہ کرنا علم حساب سے یا ہر ہے۔

روز ازل سے اس روح نے اس قدر جسم تبدیل کیے ہیں کہ اگر ہر ایک زمانہ پیدائش کی ہر ایک دایہ سے کہ جس نے اس کو پرورش کیا ایک قطرہ شیر لیکر جمع کیا جاوے تو سمندر کے پانی سے بھی بہت زیادہ ہو جاوے لیکن تیسری یہ خیال دل میں کبھی پیدا نہیں ہوتا کہ جو چیزیں کا یا ملٹ ہونے والی ہیں ہم کیوں ان سے دل لگائیں اور کیوں نفرت کریں شہر جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں، یہ عبرت کی جا ہے تا شانیں دنیا میں کسی شے کو قیام نہیں۔ ایک روز ضرور بالضرور سب چیزیں اور تمام دنیاوی عیش و نشاط بجلی کی طرح ۱۰۰ فی صد طور سے مٹ جائیں گے۔ تو پھر بس یہ انہاں سے تباہ کریں۔ اور اس کا بیج و شمع مٹائیں۔

برمھ گلال دربار میں آ حاضر ہوئے۔ اقامت میں چچی اور کرندل ہوا
 تمام مہم جامہ عریانی سے مزین تھے۔ سب دیکھ کر متعجب ہوئے۔
 حصاراج۔ آئے آئے ہم کو کچھ اوپیش دیکھے جس سے ہمارا غم غلط
 ہوا اور بیت ہمتی حاصل کرے۔

اوپیش منی

برمھ گلال۔ ہمارا جگر آئینہ دل کو رنگ کہ درت سے صاف
 کر کے ملاحظہ کیجئے گا تو تمام نیرنگی روزگار کا فوٹو آنکھوں کے
 سامنے کھج جائیگا کہ سب کا رخاؤ دنیا نقش بر آب ہے اور جو کچھ
 نظر آتا ہے وہ سب قوس قزح کے رنگوں کی طسرح جلد نیست اور
 نابود ہونے والا ہے۔ ابیات

ایں عالم اسباب بہ بینی آزا نقشے ست کہ برآب بہ بینی آزا
 و نیا خوابے ست زنگانی در غالبے ست کہ خواب بہ بینی آزا
 دیکھو اس دارنا پائدار میں روح نتیج اعمال (کروں) کے باعث بھرم
 کے پھندے میں پھنسی ہوئی ہے اور ہمیشہ غلطی غلطی جموں میں
 ہم کہ گردانی و پریشانی نفس و حرکت کرتی رہتی ہے کہ کسی تکلیف سے کہ

ملک و ریاست کے جسم کا سرور دیدہ و دانستہ اپنے پنجے سے ہلاک
کر دے بازی بازی باریش بابا ہم بازی بیجوقت سے راج کنور
نے اس دنیا سے فانی سے موٹہ موڑا کھانا پینا رخصت ہوا تمام جہان
آنکھوں میں تنگ و تاریک ہو گیا۔

محبوبین حضور والا کیوں نہ ہو دنیا میں فرزند کو تخت جگر و چشم
قرۃ العین راحت جاں کہتے ہیں۔ انسان سے لیکر حیوان تک اپنے
اپنے بچوں کی محبت کرتے ہیں۔ او جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں کسی

نے سچ کہا ہے اور واقعی داد سخن دیا ہے۔ بند

دولت کوئی دنیا میں پسے نہیں بہتر راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر
لذت کوئی پاکیزہ شر سے نہیں بہتر ننگت کوئی بوی گل تر سے نہیں بہتر

صدموں میں علاج دل بھروح ہی ہے

ریجاں ہر ہی رُوح ہی رُوح ہی ہے

یہ باتیں بوجہی رہی تھیں کہ اتنے میں کچھ باہر سے مردمان کی آہستہ معلوم
ہونی سب شکر خاموش ہو گئے خیال کیا کہ شاید ہر مجھ گلال حب حکم
سُنی کا بھیس بدلے ہوئے آتے ہوں اور اُن کے ساتھ تاشائی ہوں۔
تمام ہنرین جلسہ ہوشیار ہو گئے اور سرگوشی کو موقوف کر دیا۔ اتنے میں

مُصْحٰیٰن۔ مہاراج ہم نے برآمدہ کلال کو کس طرح جال بن بچھنا یا
اور سزا دینے کا کیسا انداز بتایا حضور نے تو پروا نہ معافی تھے وہ عطا فرمادیا
ہی تھا اور سزا دینے سے مجبور ہو گئے تھے لیکن ہم نے شہر بدر کرنے کی کیسی تدبیر
کی کہ نہ سرکار پر وعدہ خلافی کا الزام عاید ہو سکتا ہو اور نہ وہ سزا پانے سے
بچ سکتا ہے۔ سچ ہے۔ شہر

بتدبیر رستم دراید بہ بند کہ اسفند یارش بہ جست از گند
کیونکہ چین مت میں سوانگ نہیں کا بجز ناہرگز نہیں لکھا ہے پس یا تو
وہ مٹنی کا بھیس بدکر اور یہاں اپدیش دیکر جنگ میں چلے جائینگے یا خود ہی
عدول علی میں شہر بدر ہو کر مودت نہیں دکھلائینگے۔

مہاراج۔ واقعی جو کام مشکل سے مشکل نظر آتا ہے وہ تدبیر سے حل
ہو جاتا ہے۔ ہم تو پروا نہ معافی تھے دیکر مجبور ہو گئے تھے۔ اور
اُس کے لیے تدارک عمل میں نہیں لاسکتے تھے۔ خیر آپ صاحبان کی
کوشش سے وہ اپنے کیے کی سزا پائیگا۔ ذرا جاے غور ہے کہ ہم نے
پروا نہ معافی جسے ائم اس غرض سے تو اسکو نہیں دیا تھا کہ وہ ہم ہی کا
اُسکا عمل کرے اور ہمارے راج کنور کو کہ جو آنکھوں کا نور تھا اور اس

ویراگ کو توہل

حصہ دوم

چہلا سین

جب آفتاب عالمکب تخت زرین فلک پر جلوس فرما ہوا۔ بزم قدرت نیا پنا
نیا رنگ جمایا نسیم مشکبار نے ہوا خواہاں جن کا دماغ مسطر کیا۔ ہر روش پر
گلشن عالم میں سرسبز نظر آنے لگی۔ پھولوں کی رنگینی و شگفتگی عجیب کیفیت
دکھلائے تھی۔ کوئی مرغاب جن کی خوش گمانیوں پر شہد ہے کوئی دنیا کی نیکی و شریفی
کوئی بازار میں مٹی ہوا سیر و تماشہ میں صرف یہ کوئی ادھر ادھر کے قصے کہانیوں
میں مشغوف کسی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آج بر محلہ گلال جن منی کا
بھیس بدل کر دربار میں آئینگے اور کچھ دھرم و پدیش مہاراج کو سنائینگے۔ یہ
نظارہ قابل دید ہے۔ الفرض تمام مخلوقات اپنے کاروبار میں مصروف ہوئی
ادھر مہاراج نے بھی اپنا دربار لگایا۔ صحابہ میں حاضر ہوئے۔

بیس قصبہ سلطان پور صلیح سہارنپور نے حصہ اول برمجہ گلال چتر تر
 مہسوم بہ ویراگ کو تول نالک بزبان اردو زیب تحریر نہ مایا تھا۔
 اتفاق وقت سے ان کی عمر کا پیمانہ موت کے پانی سے بے نیر ہو گیا۔ وہ ہکا
 حصہ دوم تحریر نہ کر سکے۔ اس سبب ایک روز میں نے چاہا کہ اگر اس
 ناول کا حصہ دوم کہ جو تمام مضمون بے ثباتی دنیا سے محلو ہو اور سولہویں
 صدی عیسوی کا سچا واقعہ ہو مرتب کیا جائے تو مناسب ہو۔ اگرچہ
 طبیعت میں رکاوٹ پیدا ہوئی کہ مجھ جیسے پیچان میں کیا لیاقت ہے کہ
 جو تحریر کر سکے کہ واسطے کہ ”نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد“ و نہ
 ہر مشکلی فصیح است و نہ ہر کیمی سچ۔ قطعہ

نہ ہر بکر مر جاں نہ ہر نے شکر
 نہ ہر سعد نے آور دسیم و زر

نہ ہر گا و گو ہر دہ تب چراغ
 نہ ہر آہو و را بود شک مشک

لیکن دل کے شوق نے مجبور کیا کہ جیسا لکھا جاوے اس میں بیخ نکرو
 بنا عیسیٰ فہم ناقص میں آیا حوالہ قلم کیا گیا اب و شن ضمیر ان صبح نفس و
 سخن سخن قیقدس ہو سیکھ جاتی ہو کہ وہ ہمیں جہاں غلط پائیے اصلاح کی ہر ت فرائیے
 گر بگذرم بخاطر پاک تو باک نیست : خاشاک نیز بر دل دریا گذر کند
 راقم رای چند خلف چو دھری ہوشاکی لال مہا بن جینی توطن و زمینہ قصبہ سلطان پور

نہ ہر آہو و را بود شک مشک

اوم

برمھ کلال چتر

ویراگ کو تو بل نامک

حصہ د ق م

تمہ مید

ہر خاص و عام کو واضح ہو کہ پیشتر ازین جناب فشی منگہ راجہ صاحب جینی نائب سررشتہ دار محکمہ غامیہ وزارت ریاست پٹیالہ

انچہ برنہو نہ سندی بر دیگول ہند

برمہ گلال پستر

ویراگ کو تول ناک

سولہ مہینہ میوی کا بالکل سپا واقعہ۔ دنیا کی بے ثباتی کا ہو بہو نقشہ اور عبرت عبرت کا
ایک پڑتا تیر مرقع

حصہ دوم

مصنف جناب لالہ رائی چند صاحب زمیندار قصبہ سلطان پور ضلع بہار پور
جسکو

حسبے امین لالہ صاحب صوفیہ دارالملک بہاری لالہ۔ وی۔ آکھے۔ اسی۔
جے۔ سی۔ بلند شری مصنف ہونا چہرہ تر ناول۔ بیوی پر بندہ ناک سوانح عمری حکیم افلاطون
دارسطو وخت جواہر و اتول جوتی غلطہ ہر وغیرہ مترجم جی۔ رگ ناک و بحر قری ویراگ
وینتی شک جاکہ نکتہ در پیم وغیرہ بعد نظر ثانی پستی الکی شادی پی تری ہما تو پریم

زوان سمس۔ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

تاریخ ۲۰۔ نومبر ۱۹۰۶ء

مطبع ریاضی احمد و مہیں چھاپو ایما

مجلد حقوق بذریعہ ریسٹری محفوظ

پہلی بار ۵۰۰

سولہویں صدی عیسوی کا ایک بالکل سچا واقعہ
 دنیائی بے شبہاتی کا سچا نقشہ اور حیرت و حیرت
 کی پرتا شیر کمانی - حصہ اول قیمت ۲۰ روپے نوٹ چھپ
 (۸) ہنوناں چتر ناول - یہ ایک نہایت
 دلچسپ تاریخی و اخلاقی ناول جو مین شہادت ایک
 وفد پر مشتمل رمان میں مصنف سری روی کشین
 آجاریہ کے ہندوستان کے نامی و نامور اور شجاعت
 و بہادری کے دیوتا ہنوناں کی پہاڑی ان پرکھا
 حیرت بھری داستان اور کی حد انگیز مصیبتوں کی جسم
 صورتیں پورے بائیس سال تک غم جوین تڑپ و تڑپ کر
 گزرنے والی باتوں کا نثری اسٹے شکر مین لکھی ہے
 اشتیاق کی جو جو تصویروں اس بہادری کے دیوتا
 کی اصل میدان میں صحنہ پھر (جنم کشنی) اور حکایت
 دو ازادہ خانہ کے نایاب واقعہ عالم غم اور اسکی سچی
 شجاعت و جوا کا سارے گایان کے قلم کے کچھ عجیب
 موثر الفاظ میں کھینچ کر دکھائے گئے ہیں اس ناول
 کے پڑھنے والوں پر مایہ نسی کرت و دہائیکے
 شاعرانہ باتوں و قلموں کی کیفیت جنسے انکو
 مصنفوں نے زیادہ کام لیا ہے بخوبی ظاہر ہوئی
 ہے اس ناول میں موقدہ موقدہ علم طبعی و طبعی قیادہ
 و نجوم وغیرہ سے بھی کام لیا گیا ہے اور جابجا ہے
 فٹ نوٹ دکر انکی حسب ضرورت توضیح بھی کر دی
 گئی ہے قیمت حصہ اول ۵۰ روپے دوم ۱۲

(۹) دیباچہ ہنوناں چتر ناول - ناول نمبر
 کا یہ باب مین ملاوڑ ہنوناں کی بہت سی چتر
 قبل مصنف کے مختلف تاریخی حالات اور اسکی خاندان
 بھر کو زندگی کے نام سے مشہور ہوئی وہ نہایت
 مسکینہ و خاندان مین (بازر) کے دیے گئے

میں قیمت اردو انگریزی ٹایپ ۲
 (۱۰) جہاں رانی مسیحی کا بارہا سدا مین
 کا ایک عمدہ انتخاب معلق و ترجمہ نثر - قیمت ۱۲
 (۱۱) بھتر سری مین ویرا ل شتک
 دنیائی بے شبہاتی کا نعت و کچھتا ہو تو اس میں بہادری
 و فداانہ لکھ کر دھ لینے قابل کتاب کو ضرور پاس
 رکھئے - قیمت ۱۲
 (۱۲) بھتر سری مین شتک اردو - اخلاق
 میں بے نظیر کتاب قابل تعلیم لفظ قیمت ۱۲
 (۱۳) جاتا تک مین درین حصہ اول ۲۰ روپے
 یہ کتاب بھی اخلاق میں قابل تعلیم لفظ قیمت ۱۲
 (۱۴) مینو آف روین اردو - اس کتاب
 بلا امداد استا و اردو مین اصحاب پنی موزون
 کو انگریزی حروف میں لکھا ہے جتنا آسانی دینے پر
 روز میں سیکھ سکتے ہیں - قیمت ۱۲
 (۱۵) لطف زندگانی - حصہ اول ۲۰ روپے
 (۱۶) سدا مان چتر منظوم - قیمت ۲۰
 (۱۷) جتر سری دوا مین - اس نادر جتر سے
 سینکڑوں ہزاروں برس گذشتہ دیکھ سدا مان
 کے چار مین جس مین انگریزی کی تاریخ مین معلوم
 کر لیجئے - قیمت ۱۲
 (۱۸) انمول قاعدہ - چار مین جس گذشتہ
 باروان خواہ آئندہ سہ صدیوں کے کسی کو
 تاریخ مین جاننا ہون تو انکو کسی جتر سے
 پاس رکھنے کی تعلیم اور اٹھانے اور ہر سال اسکی
 نئے مین غور کر کے ضرورت مین صرف انکی
 و طریق قاعدہ کو ہر زبان یاد کر لیجئے اور پھر
 پھر نئے تاریخ مین مطلوبہ بلا وقت زبان پر ہی

کہ کسی جتن کر کے خود بخود ہی کوئی آب ہوا کی صلاح وغیرہ واقعہ ہو جائے ہیں۔
میں بابو صاحب کے عقیدے موافق آئے ہوا کی صلاح وغیرہ نہ لکھ کر نے سے ہو سکتی ہے اور خود
فرد بشر ان کی صلاح کو کچھ نفع پاسکتا ہے البتہ اگر وہ شخص ہو کہ اس موجودات کا کسی کو صانع یا
خالق نہیں مانتے ایسا کہ نہیں کہ تو کسی طرح ٹھیک بھی ہو سکتا ہے۔ مگر عموماً پھر بھی ہی کہا جاتا ہے
کہ اگر صوف بدلو وغیرہ سے ہی مرض ہوا کرتے تو شہر کے خاکروب ہمیشہ مریض رہا کرتے اور اگر خوشبو
ہی صحت رہتی تو باغیان یا عطر فروش وغیرہ بھی بیمار ہوتے وغیرہ۔

میں ثابت ہوا کہ لکھ کر ایسے کسی بشر کو کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا اور انسان کی کی ہوئی آج
کی صلاح ہو سکتی ہے اور نہ صحت عالیان پر پائے ہوا کا بابو صاحب کے عقیدے کے موافق کچھ اثر
ہو سکتا ہے بلکہ حسب ضرورت خود پر پیش آنکو جیسا چاہے رکھتا ہے اور جوئے دیتا ہے جو لوگ اس
عمل میں ہوتا ہے کچھ بھی بھلا خیال کرتے ہیں کمال غلطی پر ہیں۔ اور اچھا اگر لکھ کر خلقت کے فوائد
لے لیا جاتی ہے تو اس میں ضرورت کی کیا ضرورت ہے اور زمین و عورت و بیدی وغیرہ کا مان اور
لے لے کیوں مخصوص اور لاری کے لئے مین کہ جس سے وہ دشوار اور حال ہو گئی بلکہ اسکو تو ایسا آسان
اور سہل کرنا تھا کہ زمین اور تصانی و جنگلی و چار وغیرہ سب مہار خود سوت اور جس جگہ جان کرین
پس صاف ظاہر ہے کہ لکھ کر نے سے کسی بھی قسم کا فائدہ تصور نہیں بلکہ زمینوں اور تھنوں نے
صرف اپنے نفس کی غرض سے اسکو چلایا ہے۔ اور ایسا ہی جو کہتے ہیں کہ لکھ کر نے سے دولت اور اولاد وغیرہ
ملتی ہے وہ بھی غلط ہے۔ اس میں بھی جلد سوالات اور اعتراضات متذکرہ صدر عرض ہیں اور یہ سب
تعلق بہ تقدیر ہے۔ مثلاً دیکھئے کہ نہت یا لکھ چند و پریت چند کے ہزاروں شاگرد جو
روزمرہ لکھ کر نیکے لا دلدار نظام میں۔

اگر کہا جاوے کہ لکھ کر کی ترکیب میں غدا بی رہتی ہے اسوجہ بعض مقام میں اسکا پھل نہیں ملتا
تو یہ شبہ ہے یعنی لکھ کر اور اسے پھل دولت اور اولاد وغیرہ کا تریا لازمی کسی دلیل و قانون سے معلوم
نہیں ہو سکتا اور جب تک تریا لازمی تحقیق ہو یہ کس اعتبار پر کہا جائے کہ یہ لکھ کر کا پھل ہے۔
قطع نظر ان سب کے جبکہ عمل گناہ عظیم ثابت ہو گیا تو کسی بھی فائدہ کے احتمال یا غرض سے
ایکودو آجھنا محض حق ہی جیسا کہ گوشت شراب وغیرہ سے اگر مینفع اشتہا و تفرات پاتن پھی پڑے
فوائد تصور بھی ہوں تاہم انکا استعمال شرعیوں اور دھرماءوں کے نزدیک تہرک مذکورہ ہے۔
لہذا ایسے ظالمین آخر چاروں قدر فائدہ زیادہ دلایا جائے صبح اور میں صواب ہے کہ جس سے
آئندہ انسان آخر نہ ہو کہ مریض ہو کہ اپنے معاہدہ مقررہ سے زیادہ دنیا منظور نہیں لہذا چوب
دعوے کے ڈگری دینا چاہئے۔

افسوس ہے ابو صاحب کی اس عادت پر کہ وہ جھٹ ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر بدل جاتا
 میں شرم نہیں کرتے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بات پر خود اوجھل یا متقل اعقاد نہیں
 بلکہ ڈھلے یقین ہیں۔ اس کا جواب اگرچہ ہدایت رکافی ہے کہ یہ طریقہ ایک سادہ مشق ہے
 ہے مگر جو کہ میں کہہ چکا ہوں کہ میں ہر طرح کے شکوک و شبہات کو آوارہ ہوں لہذا اب اسے بھی جھٹ
 اور کھارہ ہوں۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسا کیسے بھی جملہ عیب مذکورہ کی پاک نہیں اگرچہ بڑی
 بڑے حیوانات نہیں جلاتے بلکہ گریٹا جانور میں طرح طرح کے غیر تیز جوار اور دیگر
 راکھ ہو جاتے ہیں اور لکھ کھا پر دانہ وغیرہ کی قسم کے میوے رنگ کی روشنی کی وجہ سے دور دورے
 خود جمع ہو کر جل جاتے ہیں اور بے تعداد زبان آدھے ڈھونڈ وغیرہ سے تخلیف اور ٹھٹھٹ
 گھٹ کر مر جاتے ہیں غرضیکہ اس کے انتظام اور انصرام میں جلتے پھرتے جھٹے اور جھٹے ہر طرح سے
 ہنسا ہی ہنسا ہے۔ میں ظاہر ہو کہ بحسب تذکرہ مسداوس دیا ہو وہ دہان ایش سے بھی ہا
 حکم صادر نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ دیکھنا چاہی کہ ایسے عمل کی کیا فائدہ تصور ہے جس سے اس کو
 پر کم کر دیا اور بیکار بتلایا جاتا ہے۔

ابو صاحب کہتے ہیں کہ اس سے آپ ہوا وغیرہ کی اصلاح جاتی ہے مگر افسوس ایسے متعصبوں
 کی عقل پر کہ جب خود قادر مطلق اور متعصب اور متعصب بتلایا جاتا ہے کہ اس کا کوئی نقص
 کی مزاحمت ہی وہ امراض مناسب لاحق کر لے تو اس میں کمی لگتی ہے ہوائی کیا ضرورت اور
 ہے کیونکہ وہ عادل آپ ہو اکی اصلاح ہونے سے گنہگار بن کر امراض میں محفوظ نہیں ہو سکتا
 اور اگر مجبور رکھتا ہے تو قادر مطلق ہونے سے وہ خدا ہی نہیں۔

اور علیٰ ہذا انقیاس ہوا میں بدبو ہونے سے بیگنا ہوں کو وہ مریض بھی نہیں کریگا بلکہ قرار دے
 ہو یا یہی سے انکی حفاظت کریگا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر بالفرض گئیے کرنے سے
 ہو اور ست بھی جاتی ہوتا ہم اس پر پیش کی سخت مخالفت اور جکھ عدلی لگا اس کے انتظام میں نہ
 جو یہ مخالفت بجا کہ ہے اور دخل مذمومات کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کو گنہگار بن کر اس کے
 پھر تمام ہوا تبدیل کر فی ٹرگی یا وہ اول ہی حرم ہوا خود شہوار اور غمہ ہونے دیکھا اور بیگنا ہوں
 کا وہ خود مانتا ہی ہے۔

چنانچہ سوال ہے کہ کیسے جواب ہوائی اصلاح جاتی ہے یہ شہور کی مرضی کے خلاف جاتی ہے یا موافق
 اگر خلاف جاتی ہے تو بقا اور بقا دل ہی ہوا و فضل کیونکہ وہ ہمہ توانا اور ہمہ توان ہے مگر جو کسی مرضی
 کے موافق جاتی ہے تو کیسے بدن بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتی ہے تو کیا کرنا افضل اور
 و اہیات ہے اور اگر نہیں تو پھر بعض ناتوان اور مارا کا کا جتن قرار پایا۔ اور یہ بات بھی ثابت ہو گئی

اور یہ بات تو نہایت ہی عجیب ہے کہ ایک ایسا جو جنہیں نہ پڑھنے سے حیوانات کو جاننے اور فہم کرنے میں کمی ہے
میں پوچھتا ہوں کہ کیا نہ پڑھنے سے انکی روح پرور نہیں کرتی یا انکو دنیا اور غفلت نہیں
ہوتا۔ واقعی اگر نہ پڑھنے سے حیوانات خود بخود باہر اور چھلکے آگ میں گر پڑا کرتے اور بالکل غور
کسی طرح کی ایذا پہنچا کرتی تو غیر ممکن لیتے کہ تجلیہ کرنا گناہ نہیں اور اس حالت میں تو کوئی بھی
عقل مند اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔

اگر یہ کیا بات کہ اپنی تائید و تائید کے نہ پڑھنے سے ہمیشہ گمراہی سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ کو معاف
کر دیتا ہے یہ بھی کوتاہ اندیشی کی بات ہے کیونکہ کوئی انسان تو ایسا کسی خطا کا سامن کرنے والا یا اسکا غلبہ
دینے والا ہی ثابت نہیں ہوا۔ دوم اگر فرض مان بھی لیوں کہ ایسا ہوتا ہے تو اگر بلا ایسی غلطی
حرکت اور خطا کے لیے ہی ایسا ہوگی تو تعریف کے نہ پڑھے جائیں تو کیا اچھا ہو کہ اس میں گناہ اور
صواب کا حساب برابر ہو جاتا ہے اور اس میں غائب صواب کا ذخیرہ جمع ہوگا۔

علاوہ اسکے حضور نور کریم کہ خدا اور کوئی شخص کسی عادل عالم کے اجلاس میں اور اگر کو
کریم نے جرم تو کیا لیکن اسوقت آپکا نام لے لیا تھا یا کوئی آپکی تعریف کا فقرہ پڑھا تھا
تو بھلا عالم موصوف مجرم کو سزا سے بری کرے گا۔

یا اگر کوئی بادشاہ کی خدمت گزار ہے اور نہ پڑھنے کوئی جرم اور ظلم کرے تو کیا وہ سزا پائے گا
یا کسی کوئی انصاف دوست بادشاہ اپنی نفس پروری یا لذت بھینٹ کے لیے کبھی ظلم کرے
اور سزا دے گی کہ اس کا قانون جاری کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مثلاً پیشواں فاضلہ عورتیں جو شرم
ازنا یعنی باکرہ کی شب زفاف میں اور پھر دیگرہ جوری کو جانے وقت جو گونا گون پرستش اور
عبادت اور قبولیت وغیرہ رسوم تدبیر کرتے ہیں تو کیا وہ گنہگار نہ ہوں گے اور پھر پیشواں کو بلا جہنم
سے محفوظ رکھ کر شل ذراہوں اور عابدوں کے بہشت عطا کرے گا ہرگز نہیں۔

اور اگر ایسا ہی ہو تو گناہوں سے محفوظ رہنے کیلئے یہ نہایت اچھی و ذہیل ترکیب ہے
بس کیوں انواع لذات دنیاوی سے محروم ہو کر نفس سرکش پر جبر کیا جاوے اور جان پر کھینچا
جاوے صرف شرم و گناہ میں ہمیشہ کے نام اور تعریف کے چند فقرے (غیر) پڑھنے اور
چین اور اٹھائے۔

اب سمجھئے جس کتاب سے ایسے گناہوں کی ہدایت ہوتی ہو تو وہ کلام الہی ہو سکتی ہے۔
ہرگز نہیں۔ پس بعض نا فہم ہیں وہ جو اس ذات مقدس پر ایسے دھجے اور داغ لگاتے ہیں۔

باقی یہ بات کہ بچے حیوانات کے صرف علو و سواد و جات اور خوشبودار و شیا سے ہی
یکجہ کرنا نہایت بحث رکھا جاوے۔

دینا اور انکی جانیں تلف کرنا وغیرہ گناہ عظیم اور ناقص سبھاہی وہ بالکل غلط اور سزاوارتہ ہے
اور انکے غلط ہوتے ہی قتل کرنا جھوٹ بولنا چوری زنا گوشت خوری وغیرہ غرض کوئی بھی
عیب گناہ و قلمیہ یا دیگر اور رحم و مہربانی دینا نہ داری نہ مہربانی نہ نیست وغیرہ بھی کچھ
چیز نہ ٹھہریں گے اور دوزخ بہشت وغیرہ بھی صرف غالی باتیں ہونگی کیونکہ گناہ اور صواب
کی بناء ہی اسیکے اوپر رکھی گئی ہے کہ دوسرے کو آزار دینا گناہ اور دوسرے کا سبھا کرنا
صواب ہے۔ پس جب یہ تمام امر وہی کوئی چیز ہے تو آپکا تحریری ثبوت وید وغیرہ
بھی خود جھوٹا ہو گیا اور فضول کیونکہ وہ اسی گناہ ہے بچانے اور راہ صواب کھلانے کے لئے
بنایا گیا ہے اور جگہ جگہ اوس میں ہی ذکر ہے پس خواب میں بھی یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ
جانداروں کی جانیں ظالمانہ تلف کرنا گناہ نہیں۔ پھر ابو صاحب نے جو ایسے فعل ناکردنی کو
ایشور کی طرف جائز و مباح ہونا قرار دیا ہے یہ بھی سراسر نفاق اور شیوریم و عادل پر نافی از ام گناہ
ایسے فعل ناکردنی کو عمل میں لانا نیکے لئے حکم دینا تو کرنا خیال پیدا کرنا اور راہ رکھنا تاکہ سخت گناہ
میں داخل نہ ہو جائے چنانچہ دیکھئے تعزیرات ہند وغیرہ قوانین سرکار کا اصول بھی یہی ہے غلام
اور عالمان یورپ یا گورنٹ ہند نے بھی جبکہ حیوانات پر اسفندہ رحم اور عایت مرعی رکھی ہے
کہ تمام سلطنت میں سخت تاکید ہے کہ اگر کوئی فوجیہ کسی جانور پر بار بار، ارسی یا سواری بوزن
مناسب زیادہ کرے تو فوراً مافوق کیا جائے اور حسب ربط مندرجہ ہو تو قیاس ہرگز گوارا
نہیں کرتا کہ شیور جو عادل مطلق اور حمان الرحیم کہلاتا ہے حیوانات کے لئے ایسی ظالمانہ حرکت
روا رکھتا اور حضرت انسان کو اپنے سوائے لحاظ علمی کے کسی اور طریقہ پر معجز دیتا ہو۔

پس وہی باتیں ہیں کہ تو ایشور صفات حسنہ مذکورہ بالا سے بڑی اور ایسا تو وہ
ایشور نہیں، یا حیوانات کا کسی بھی غرض کیلئے یا بلا غرض قتل کرنا جائز ٹھہرانا اسکا قول نہیں۔

عالم کل کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

پیش ثابت ہوا کہ اگر بالفرض نہ مطلوبہ جگہ ہی بن خراج ہوتا تاہم اسے ظلم اور سراسر گناہ بن
خرچا ہوا روپیہ کبھی قابل چھوڑ دینے کے نہیں بلکہ بقول ملائکہ نچوخت چندے کے ہزار خد لینا
واجب ہے۔

پیر مانا بھاس چند۔ حضور اس سے تو بیشک شکر نہیں ہوا جانا کہ اکثر جانداروں کی نعمتیں
تلف ہوتی ہیں اگرچہ کچھ عسکی تقدیر میں مرنا ہو گا یا جسکو اس پریشور کو ایذا دینی منظور ہوگی
اوسکی جان تلف اور اوسکو تکلیف ہوتی ہوگی علاوہ ازیں اگر فرضاً اوسکو گناہ بھی مانا جاوے
تو ہم جب اس کا کم و ناظم مطلق نے خود ہی اسکو موارکھا اور دین جانیز فرمایا تو کیا گناہ پائی
قطع نظر اسکے کیا کہے ہے جب پریشور عدلیہ منتہی پر ہے جاتے ہیں تو اگر گناہ ہوتا بھی ہے تو بالکل
آگ کے سامنے خشک خاک کی طرح ناشر ہوتا پلا جاتا کہ اگر یوں بھی نہ مانا جاوے تو جملے
حیوانات صوف علاوہ مویہ بات اور خوشبودار اشیاء سے ہی دیکھ کر ناز و برکت رکھا جائے۔
پس گناہ تو کسی طرح بھی نہوا اور پریشور کی پرستش اور آداب ہو کہ اسے اس سے ہوتی ہے
اسلئے کار خیر اور پروکار یعنی مفید عام فعل سے گناہ ہرگز نہیں ہوتا اور وید یا مہا بھارت میں
اگر کسی جگہ اندریوں وغیرہ کے قابو کر لینا نام لکھا ہو وہ عالموں اور فاضلوں اور
دروشیوں کے لئے جو خانہ داروں کے واسطے نہیں اب اسکو تسلیم کرنا حضور کے اختیار میں ہے۔
عبدالمت (پیران چند سے مخاطب ہو کر) ان صاحب ہمیں آپکو کچھ اور کہنا ہے۔

پیر مان چند۔ حضور میں ان لیک ایک لفظ کی تردید کر سکتا ہوں۔ غور کی جگہ ہے کہ
اگر یہ تمہیک مانا جائے کہ جسکی قضا ہوتی ہے وہی قضا ہو گا یا جسکو پریشور ایذا دینا
چاہتا ہو اوسکو ہی تکلیف ہوتی ہے تو عام لوگوں اور ذی عقلوں نے جو جانداروں کو انڈیا

علاوہ برین منوہراج بھی ایسے گیارہ شفق الہی میں چنانچہ اوکا قول ہے :-

एतानेके महायज्ञानयज्ञशास्त्रविदोजनाः ।

अनीहमानाः सततमिन्द्रिये बबुहति ॥

یعنی عالم لوگ ہاگیوں کو گیان کر باسی سے کرتے ہیں ظاہری حرکت میں نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ گیارہ شستر کی اہستہ و اتع ہیں۔ اوکی نظر ظاہری حرکت پر نہیں۔ وہ اندرون کو سن میں اور سن کو جوہر تا میں اور جوہر تا کو پریشور میں ملا دیتے ہیں۔ اوکو ظاہری حرکت سے بے خبر کر دیتے ہیں۔ پھر کئی اس منوہراج کے قول کی تصدیق چاندو گیارہ و نشد کی شرتی سے بھی ہوئی

यद्वैकिञ्चन मनुबदत्त द्वैषजं भेषजतायाः ।

یعنی جو کچھ منوجی نے کہا ہے اور نصیحت کی ہے وہ است رست وید کے مطابق ہے جیسے کہ من دور کر نیسے دوا ہوتی ہے ویسی ہی یہ ہے۔

علیٰ ہذا القیاس اور بھی بہت مقولے اسکی تصدیق میں ہیں۔ پس حیران ہوں کہ ایسے سر امر عظیم کو کوئی کر نیک عمل اور کار خیر بتلایا جاتا ہے۔

پھر وید کے ترجمہ میں جو ترجموں کی غلطی بتلائی جاتی ہے یہ بھی رست نہیں ہے۔ کیونکہ اول تو یہ شبہات ہو کہ آیا وہ ترجمہ غلط ہیں یا کہ بابو صاحب کے مقبولہ تصانیف میں جو کہ جملہ ترجمہ اپنے اپنے ہی ترجموں کو صحیح و درست اور دوسروں کو غلط و نادرست بتلا رہے ہیں چنانچہ سوامی دیانند سترستی جی نے بھی اپنے کئے مجھے ترجمہ کی بابت یہی لکھا ہے کہ دیگر مترجموں و مجاشیہ کاروں کے ترجمے و شرحیں نادرست اور ہلکتے ہی بالکل رست ہیں۔

علاوہ برین اس بیان سے خود ویدوں کی نامعتبری ظاہر ہوتی ہے کیونکہ صاف عیان ہے کہ "باغریط پٹریہ کلام جسکے چند مختلف اور ایک دوسرے کے مخالف ترجمے ہو سکتے ہیں ہرگز ایسا

اور دیکھ کے ترجموں کے جو اوج کے مضامین شہرہ کی تہذیب نقشہ تحریری بن گئی ہے وہ ترجموں کی غلطی اور نا فہمی سے بڑھ کر اسکی وجہ سے اصل میں دن پر کچھ اعتراض نہیں آنا چاہئے۔ لہذا ایسے کا خیر اور پراپر کا مین خیر چاہو اور پیہ ہرگز واپس لینے اور دینے کے لائق نہیں۔ خدا المٹ (ہنر) بابو صاحب یہ بھلا کا خیر اور پراپر کا کہ جس میں میرج نہ لڑن کی جان تکلف اور ضائع ہوتی ہیں۔

پیران چند۔ حضور لڑن کی کیا شمار لاکھوں کروڑوں بلکہ بشماروں کی دیکھئے ہا بھارت کو وہ بھی بابو صاحب کا مقبول قانون آگم کہلاتا ہے اس میں کیا اچھا کہا ہے۔ شکوہ
ध्रुवं प्राणिबधो यज्ञे नास्ति यज्ञस्त्वहिसकः ।

ततो हिंसात्मकः कार्यः सदा यज्ञो युधिष्ठिर ॥
یعنی گمبہ کرنے میں ضرور جانداروں کو قتل کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہنساکے سوائے گمبہ کوئی دوسری چیز نہیں اسلئے یہ ہمیشہ سدا بہیشہ جانداروں کی دیا کا گمبہ کرنا چاہئے۔ پھر لکھا ہے۔

इद्विप्राणि पशुन्कृत्वा । वेदिकृत्वा तपो मयीं ।

अहिंसा माहृति कृत्वा आत्मयज्ञं यजाम्यहं ॥

یعنی دیا کا گمبہ کیسے کہ اندریوں کو تو جانور سمجھنا اور پ کی بیدی تو اردینا اور دیا کی آہوتی دینا ایسا روحانی گمبہ کرنے سے کلیان ہوتا ہے۔ اور اشوک

यूपं छित्वा पशून् हत्वा कृत्वा रुधिरकदम्बं ।

यागेन गम्यते स्वर्गं नर्के केन गम्यते ॥

یعنی گمبہ کا ستون کھڑا کر کے اور حیوانات کو ذبح کر کے اور خون و گوشت کا کچھ کر کے بھی حکم بہشت جلتے ہیں تو دوزخ میں لیجانے کے لئے کونسا ضل باقی رہا۔

ایسا نہیں ہوتا بلکہ غلات اسکے جب گیہ کے واسطے از حد بی رحمی ہو انکو کھڑتے ہیں باندھتے ہیں تو وہ
ڈرتے ہیں جگتے ہیں چھوٹتے ہیں نہ دھرتے ہیں کھاتے ہیں چلاتے ہیں غرض ہر طرح سے جان بچا
چاہتے ہیں اور از حد صدمہ اور اذہ اوٹھاتے ہیں۔

اب کہئے کہ اس سلسلہ کی تائید کرنا یا دیدن کو کہ جنہیں ایسے مقولہ درج میں قانون گم
(خدا کی کتاب) تصور کرنا خاص جہالت ہے یا نہیں۔ پس ظاہر ہو کہ ایسے ظالم جسم یعنی یہ چاہے
مظلوم قابل رحم تمیم جانوروں کے ذبح کرنے اور ہلاک لین خرچہ ماہوار پیسہ اگر دو چنڈا اور چہار چنڈ
بھی بطور جزیانہ وصول کر لیا جائے تو صباح اور دسپہ۔ تاکہ جرایم کا انداد ہو۔

پیر مانا بھاساں (کھڑا ہو کر بستی و چالاکئی) حضور اول یہ جو کہا گیا ہے کہ گیہ نیک عمل کو
یہ ثابت نہیں کیا گیا یہ فضول بات ہے کیونکہ اسکے اثبات میں شک کیا ہے۔ مگر یہ گیہ
ایک اعلیٰ درجہ کا نیک عمل ہے جو جاسکے کہ جگتے کرنا پر موقوف ہو پنتیہ دیا اور پیشہ کی
پرستش کا فرض اس سے لیا ہوتا اور نیز آئے ہو اور غیر کی صلاح ہوتی ہے اس واسطے اسکے
روزہ کر کے کی دیدن میں ہدایت ہے۔

علاوہ اسکے تحریری ثبوت وید شریعت میں ہزاروں جگہ اس عمل کی ستائش اور تائید میں
موجود ہے چنانچہ اسکے مقولہ ظاہر ہی کر دے گئے ہیں اُنہی صاف ظاہر ہو کہ گیہ ایسا نیک عمل
ہے خود مالک و جہان نے انکی کارروائی کے لئے حیوانات کی جان اور گوشت پوسٹ
بھی تلف کرنا روا رکھا ہے اور بعض اسکے حیوانات کچھ بھی بل پانکے ستمی نہیں تو ایسے
افعال حمیدہ میں اگر کسی شخص سے کچھ روپیہ قرض لیکر خرچ کر دیا جاوے تو وہ اس کے مجسمہ
واپس پانیکا ستمی کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس ایسے نیک کام میں نخل ہونیکا کیا
کیا خیال اس کے ناجائز ہونیکا کیا احتمال بقولیکہ ”وہ کار غیر حاجت ہیچ استخارہ نیت“

اول قانونِ توان کا فقرہ جو بیان کیا ہے اور سپر قانون کو روکی دفعہ ۴ کا حرف (ب) عارض ہے
یعنی یہ بلوحت پیشا بحاس ہے کہ کیونکر کیا نیک عمل جنہاں میں صحیح خلاف اور غیر ثابت ہے اور جب تک
یہ ثابت کیا جائے کہ کیونکر نیک عمل ہے تو تک یہ دلیل کہ وہ یہ طلب کرے نہیں ہر جہ و اقد
ہوتا ہے اگر ان میں بھی لی جائے تو بھی ہر چکا ہ ہے۔

رہا قانونِ کم وید اسکی بابت میں عدالت کو توجہ لانا ہوں کہ یہ یہی وید میں شری
تکذیب ترویج میں کمترین نقشہ تجری دخل کہ چکا ہے اس کی حقیقت اور وقت بخوبی متد نظر رکھو
ملا وہ اسکے اور جو ہے کہ ان وید میں بھی گیکہ کی ذمت اور دیرم جو ہو کہ لا نظیر
نقشہ مذکورہ کی تحریر نمبر ۴۲ و نمبر ۴۵ و نمبر ۴۶ کو اور نیز نمبر ۵۶ کو۔

اور یہ جو لکھا گیا ہے کہ وید کا یہ قول مشہور ہے کہ حیوانات کی خلقت صرف گیکہ کے واسطے ہی ہوئی ہے
اول تو تنقید نمبر ۱۰ کے باعث میں ظاہر ہو چکا ہے کہ اس تمامی خلوقات کا کارنا کوئی نہیں
پس حیوانات کا کسی خاص غرض کیلئے اور کو پیدا کرنا خود ہی غلط ہو گیا فرید میں اگر فرضا کوئی
کرنا ان بھی لیا جائے تو بھی یہ یہ قول تو انکا کبھی سبب نہیں ہو سکتا بلکہ اس پاک ذات
خداوند و الجلال جرن ارحیم کی طرف ایسے گناہ اور ظلم تو منسب نہ کرنا اسکے ذمہ لازم اور تہام گناہ
عقل سلیم کبھی قبول اور گوارا نہیں کرتی کہ اس مقدس عادل رفیع الشان کا گناہ ہو یا حکم ہو۔ آفتاب
سنا نہ حیرے کا وقوع کبھی کسی نے دیکھا ہے۔ ہرگز نہیں۔

دویم اگر حیوانات دودھ گھی اور سردی بابر برداری وغیرہ کے اور نہ لہا کام نہ دیکھتے اور نہ
اونسے کیا کم ہ سکتے اور درنگی پرنگی چہ رنگی وغیرہ دوسرا کام کہ چھ بھی اون سے سرزد ہوتا اور گریہ
کا خیال کرتے ہی بلاناہانہ بید حرکت و اعمال کے خود بخود رنج ہو جاتا کرتے اور جلاتے ہیں انکو
کچھ تکلیف نہ ہو کرتی تو بھی بلاشبہ اس قول کی تصدیق ہوتی اور تب ہی عام پسند ہوتا کہ جو کہ

جس فعل کسی نیک عمل میں کچھ ہوتا ہو اس فعل کا کرنا واجبات میں نہیں جیسے رحمت و شفقت اور
دیانت و غیرہ میں فعل ٹلنے والا فعل (تمثیل) اس میں ایک ہی دلیل ملانے کا کافی ہے۔

لیکن ان بابو صاحب اہل کو اسد یعنی قرین ثابت بتلایا کرتے ہیں لہذا میں پہلے ہی عرض
کئے دیتا ہوں کہ اس فقرہ میں جو دلیل ہے کہ گئیہ میں خرچ ہے روپیہ کا طلب کرنا گئیہ میں باج ہوتا
ہے وہ خود بخود ہی ثابت ہے۔ میرے دیکھے کہ اگر ایسا کیا جاوے یعنی گئیہ میں خرچ ہووے روپیہ
کی بھی ٹھیکہ دگری دی جائے تو عمل گئیہ گزیرا لوں کا دل گئیہ کرنے سے ضرور بیزار ہو جاوے گا اور کوئی
شخص گئیہ کرے گا تو ادا نہ ہوگا کیونکہ اسکی وجہ سے ضرر اور بیخ ہوئے گا احتمال ہر ایک کو ہوگا۔ اور
یا موجودہ دولت اور ثروت بھی جبکہ اخراجات مقدار اولے زردگری میں صرف ہو جائیگی تو
اسوجہ سے بھی گئیہ میں خرچ واقع ہوگا لہذا ایسے نیک عمل میں طرح ہونا یا غفل کا باعث
ہونا بھی داخل گناہ اور ناواجب ہے۔

باقی رہا قانون آگم یعنی وہ شریف اس سے بھی متغول نہ کہوہ کی بخوبی تائید ہوتی ہے
چنانچہ دید کے چند مقولے اس کے مصداق مشہور عام ہیں۔ دیکھئے انھوں میں زمین لکھا ہے۔

यज्ञार्थं पशुवः स्रष्टाः स्वयमेवः स्वयंभुवा ॥

یعنی تمام حیوانات خود بر حملے صرف گئیہ کے واسطے بنائے ہیں اور یا۔

॥ यग्निं होत्रं जुहुयात् स्वर्गकामः ॥ یعنی اگر کوئی خود بخود گائیہ کرے

بس کیا ضرورت ہے اور زیادہ سے خراشی اور طول کلامی کی بے قدر بہت ہی اثبات حق کیلئے
پرمان چند کھڑا ہو کر بیان کرتا ہے اور ماضین اس کے بیان پر کان لگاتے ہیں۔

پرمان چند۔ جناب عالی غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ بلین بھی بابو صاحب کا کس قدر
مناقض اور نا فہمی ہے۔

کہہ کر اول بیکیہ ثابت نہ ہو جائے کہ گئیہ ایسا نیک عمل ہو کہ آئین خرچا ہوا روپیہ قابل واپسی نہیں ہوتا تب تک اسکے اثبات اور تردید کی کچھ ضرورت ہی نہیں کہ مدعا علیہ نے نذر قرضہ کو کیا کیا اور جو کہ هنوز یہ بیان ثابت ہوا اور نہ ہو سکتا ہی لہذا اسکی تردید بھی فضول سمجھتا ہوں کہ نذر قرضہ گئیہ میں خرچ ہوا پیش شہادت زبانی کی یہ حقیقت ہے جو ہر بابو صاحب کو ہتھ قدر زعم ہے۔

عدالت (پرانا بھاس سے) بیشک بابو صاحب اول ہی کا اثبات ہونا چاہیے اور یہ کسی کی شہادت زبانی کے بھروسہ پرانا بھی نہیں جاوے گا۔ پس قانونی دلائل جو رکھتے ہو وہ ظاہر فرمائیے۔

پرانا بھاس - حضور لیجئے دلائل قانونی - اول قانون پر تکیہ سے تو اس مضمون کا کچھ تعلق ہی نہیں یعنی یہ وہ اس سے محسوس ہو نیکیے قابل نہیں لہذا قانون پر تکیہ تو اسکا سادھک یا بادھک نہیں ہو سکتا۔ رہا قانون قانون وہ جہاں ہمارے موافق ہی ہے۔ سنئے کہ کسی نیک عمل میں خرچا ہوا روپیہ لازمی واجب الادا نہیں ہوتا (دعویٰ)

عدالت - لفظ لازمی سے آپ کا کیا مطلب ہے۔

پرانا بھاس (آہستہ سی) مضمون یہ کہ اگر قرضوں کا دل چاہے اور اسکے پاس موجود ہو تو وہ دیے ورنہ یہ لازمی نہیں کہ اس پر اسکا ادکار ضروری ہے۔

عدالت - اچھا کہئے۔

پرانا بھاس - گئیہ غیر کسی نیک عمل میں خرچا ہوا نذر قرضہ لازمی واجب الادا نہیں ہوتا (دعویٰ) کیونکہ اس روپیہ کا ملک بنا یا وہ اس نیک عمل میں خرچ ہوتا ہی (دلیل) اور

جسکی تردید بھی کچھ نہیں لگتی یوں گواہان فریق ثانی کا بیان مخالف ہوا ہی کرتا ہے
 با انہیں بھی لاکھ بچت چند کے بیان کی کیفیت ظاہری ہی کچھ کہنے کی حاجت نہیں
 باقی رہا یہ کہ گیکہ نیک عمل ہے یا نہیں اس کے لئے قانونی دلائل اور ثبوت تحریری میرے
 چنانچہ وہ پیش کرتا ہوں۔

عدالت - ذرا ٹھہریے بابو صاحب (پران چند سے) ہاں صاحب شہادت
 اسانی کے بارہ میں آپ کو کچھ کہنا ہے تو کہہ لیجئے پھر قانونی عنایت سنئے جائیگے۔
 پرمان چند - جناب عالی شہادت زبانی بابو صاحب کی بالکل مجروح اور ہیج ہے
 چنانچہ اسکی حقیقت پہلے گزارش کر چکا ہوں۔ صرف ایک یا ایک چند کا بیان
 خاص اس نمبر کی تائید میں ہو کر جسکا تذکرہ ہنوز نہیں آیا۔ مگر عدالت پر واضح رہے
 کہ اسکا بیان بھی ہرگز قابل اعتبار نہیں کیونکہ اسکو خود تسلیم ہو کہ گیکہ کرنے میں ہنسا
 ہوتی ہے اور ہنسا ہرگز نیک عمل نہیں نہ پر مشور اس سے جیسا کہ پھر خلاف اسکے یہ
 کہنا کہ گیکہ میں خرچا ہوا روپیہ قابل ادائیگی نہیں ہوتا کیسا صحیح جھوٹ ہے لہذا گواہان
 مدعی کے قول کے موافق ایسے مجسم ظلم اور انیاد میں خرچا ہوا روپیہ اگر نہ ہر چند بھی وصول
 کیا جاوے تو بجا ہے۔

علامہ اسکے جلد گواہان اور مدعا علیہ یکدی اور قریبی رشتہ دار میں پس اور نکلیا
 ہرگز قابل اعتبار نہیں۔

رہی یہ بات کہ مدعا علیہ نے زر مطلوبہ گیکہ میں خرچ کیا۔ اول تو ایسے گواہان کے
 بھروسہ پر یہ بات بھی پایہ ثبات کو نہیں پہنچتی دومی اگر ہم ان بھی لیوین کہ یہ مقدمہ
 بیان مدعا علیہم اور اسکی گواہان کا درست بھی ہو تو بھی ہمارے مدعی میں کوئی ہرج نہیں ملتا

جلد حاضرین ملک کھلا کر رہتے ہیں۔

پرانا نا بھاس۔ جی بان جیسا کچھ ہوا اب ورنج ہو جائیگا۔

پرمان چند۔ یہ ہی اگر عدالت ان جائیگی تو عدالت کے ماتحت ہم لوگ
ہیں پس اول ہمارے اوپر ہی ماتحت صاف کریگی۔

پرانا نا بھاس۔ نہیں صاحب یہ ہمارا مطلب کب ہے کہ جو جیکے ماتحت ہوو
اوس کو مار ڈالے۔ ایسا کیا ندر چاہے ؟

پرمان چند۔ غدر نہیں تو اور کیا ہی۔ کیونکہ اول تو زبردستی کرنا ہی آپ کے تحریری
ثبوت میں لکھا ہے پس جو ماتحت و حقیر ہونگے وہی جلائے جاتے ہونگے۔ مثل ہو کہ شیعہ کو
کون بھیٹ میں دیتا ہے ہر حکمہ نذرین بکری ہی دیکھتی ہے۔ علاوہ اسکے اگر صرف حیوانات
کا ہی جلانا دھرم لکھا ہے تو اوسکی غرض بھی یہی ہے کہ حیوانات بچائے ان نون کے
ماتحت سمجھے جاتے ہیں لہذا اونا جلانا ہی ممکن سمجھا گیا۔

عدالت۔ اچھا جی خیر اب اصل مباحثہ شروع کیجئے۔ میں لیجے متقیج۔

منصہ۔ متقیج نمبر سوم یہ ہے۔ ”آیا معا علیہ پریت چند نے زبردستی بیگیہ میں خرچ
یا نہیں۔ اور بیگیہ میں خرچ ہوا نہ قرضہ قابل وصول ہوتا ہے یا نہیں۔“

پرانا نا بھاس۔ حضور ہمارا یہ نمبر بھی بخوبی ہمارے حق میں ثابت ہے ہر سگواہ
ہمارے شفق انکلب بیان کرتے ہیں کہ ہر پریت چند معا علیہ نے تمام زبردستی بیگیہ
میں خرچ کیا بلکہ وہ تمام اپنا بھی سب کچھ اسی نیک عمل میں کو بیٹھے ہیں اور بیگیہ میں خرچ
ہوا وہ یہ قابل طلب نہیں رہتا بلکہ اوسکے لئے تو کچھ اور بطور چندہ دینا چاہئے۔ پس
اسی قدر کے لئے شہادت زبانی کی ضرورت تھی دوسرے کافی ذخیرہ اس میں موجود ہے

تعصب نہ کرو۔ واہے بجائی کچھ تو کہا ہوتا۔

پرانا نا بھاس۔ بجائی اور کیا کہیں کہہ دیا جو کچھ کہنا تھا۔ تھوڑا کہا! غور کر نیا والا چاہے یہ کیا کچھ ناکافی ہو۔

عدالت۔ مان بان اب ہم خود غور کریں گے۔ البتہ اگر کوئی اہم بات ہو تو کہہ دیجئے۔

پرانا نا بھاس۔ حضور اس ذخیرہ میں (مید مقدس پر ہاتھ رکھ کر) سب کچھ موجود ہے۔

پرمان چند۔ اچھا حضور اب بابو صاحب کے متعلق ایک نمبر اور ہے وہ بھی لے لیجئے۔

عدالت۔ مان بیشک لینگے تو سہی لیکن ایک تعجب ہے کہ آپ ہنوز تھکے نہیں۔

پرمان چند۔ حضور تھکا کیا تھا ہمارا تو کار ہی یہی ٹھہرا۔

نقص حاضرین۔ بجائی دل بڑھا ہوا ہے۔

پرانا نا بھاس۔ حضور اور تھکا ہی کون ہے۔

عدالت۔ صاحب ہتھوڑے کہتے ہیں کہ تھک گئے۔

پرمان چند۔ بیشک حضور نے بہت کچھ محنت تحریر میں کی ہے لیکن اب غرض کیا

کو دیکھئے کہ یہ لکھیں گے اور حضور نوٹ ہی لکھتے ہیں۔

عدالت۔ بیشک ٹھیک ہی (کاغذ قلم اور ٹھاکر) لیجئے منشی جی لکھتے ذرا۔

اور اول تنقیح نمبر سوم آواز بلند پڑھیجئے۔

مضمون لیتا ہے اور اسل میں سے تنقیح کا رو بکار نکالتا ہے۔

پرمان چند۔ حضور میں اور کا خلاصہ ہی عرض کئے دیتا ہوں۔ یہ سہی کہ گید کے

نام سے جانداروں کا یگانہ درج کرنا اور ان کو انڈیا پر جو غلامی حسانات میں داخل کر

اور نیک عمل ایک دیا دھرم کا مول ہے۔

وغیرہ اشیا سے تعدا و کثرت پائی جاتی ہے جو برہم کے معانی ہیں۔
ایک اور بات بھی گئی ہے کہ گدھے کے سینک نہیں گراؤنگی تردید کی جاتی ہے بعض
مناظر ہی اور نادانی ہو کیونکہ حضور خیال کریں کہ سینک فی نفسہ اگر کچھ خیر نہ ہوتے تو
اونکی تردید اور نفی بتلانا بھی ناممکن تھا اگر ”گدھے کے سینک“ کی تردید اسوجہ سے
ہو سکتی ہے کہ اصل سینک کچھ خیر ہیں اور کسی اور جانور کے سر پر موجود ہیں۔

ایسا ہی اگر بابو صاحب مان جائیں کہ تعدا و کثرت بھی کچھ خیر ضرور ہے اور وہ دنیا
میں موجود ہے تو بیشک کسی موقع اور محال سے اوسکی تردید بھی ہو سکتی ہے اور کسی معنی کروندیت
بھی رہت آتی ہے۔ چنانچہ یہ لاکھ بچت چند صاحب کے بیان کے موافق ہے۔ اور
یہ کہنا تو کہ ”تعدا کی تردید ہم سنے کرتے ہیں کہ مخالف اوسکو خیر مانتے ہیں“۔
اپنے ماننے کے لئے دشمن کے ہاتھ میں تیر تو اور دینا ہے۔ کیونکہ مخالفین کا اختلاف اور
مغایرت جبکہ مسلم ہو گئی تو تعدا و کثرت کی تردید کرنا کیا منہ رہا۔

اب اس سب جھگڑے کو چھوڑ کر ایک اور گراں کرنا ہوں کہ بابو صاحب کے خیال میں
فریقین اور عدالت بھی ایک ہیں تو بابو صاحب کیونکہ باختمہ میں ہندو سردری
اوٹھاتے ہیں بلکہ اُنکو چلے کہ ”طہین“ ہو کر خاموش رہیں عدالت اور انکا خیال ایک
ہو ہی گیا۔ یا خود ہی گھر چھیکرنے قلم سے فیصلہ لکھ دیں لاجرم عدالت کے قلم سے بھی
وہی رقم ہو جاوے گا کہ جو انکا خیال ہو اور یا وہی عدالت کا لکھا ہو سمجھا جاوے گا کیونکہ دونوں
ایک ہیں۔

پس فہم اور نیچے بھی تمام جگہ میں ایک برہم کا ہونا قرین قیاس اور صحیح نہیں ہے۔
پہرانا بھاس۔ بس حضور اب زیادہ آپ غور فرمائیوں ہم ہر طرح مطمئن ہیں۔

سے ہو جاتی ہے کہ درحقیقت چاند ایک ہی ہے پانی کے ہزار تر بنوں کی وجہ سے ہزار معلوم ہونے میں یہ بھرم اور غلطی اسلئے مانا جاتا ہے کہ چاند وغیرہ کے متعدد ہونیکا علم صحیح نہیں مگر سطح وحدانیت کلائبات اولوہ کی تردید کسی نوع سے نہیں جہتی کہ جس سے تعدد کے علم کو بھرم اور وہم اور توجید کو ٹھیک مانا جاوے۔ اور نہ کثرت معلوم ہونیکا کوئی وجہ ثابت ہوتی ہے اگر ہوتا تو اسی سے کثرت لازم آتی ہے پس تعدد اور کثرت کے علم کو غلط کس طرح مانا جاوے۔ بلکہ برعکس اس کے انواع مختلف اشیاء کا علم ہی پران اور دلیل معلوم ہوتا ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ انواع متعدد اشیاء آکھوں سے نظر آتی ہیں، مگر ہزاروں مختلف کارروائی جو حصول شغف اور نفع مضرت کے لئے کی جاتی ہیں اور صریح اور کس نفع یا نقصان پہ پہنچتا اور ان کا ثمرہ ملتا ہے اور انکو کس طرح سے غلط اور کالعدم بتلایا جاتا ہے اگر ایسا بیان ہی قابل استدلال سمجھا جاوے تو شونیہ باد کی کلپنا یعنی یہ کہ دنیا میں کچھ نہیں سب وہم و خیال ہے یہی ٹھیک سمجھی جاوے۔

پس چونکہ قانون پر تکیس بالکل رد اور ہیج ہوتا ہے ایسے ماننے سے لہذا ایسی فہمت کا قابل ہونا محض نادست ہے۔

اسکی تردید کا مجدد اشیاء ایک برہم کی حالتیں اور اجزاء میں پہلے عرض کر ہی چکا ہوں یعنی یہ کہ جب برہم ایک مفرد اور مجرد اور غیر متغیر شے ہے تو اس کے اجزاء اور مختلف حالتیں نہیں ہو سکتیں۔

پھر گھڑے و بانڈی شکر وغیرہ میں اگر چہ ٹی شکر ہے مگر اس لنگن مکٹ مکٹ شکر وغیرہ سے علیحدگی اور خصوصیت بھی موجود ہے ایسا ہی جگت میں انواع ذی صوح وغیرہ

تو اس سے تعدد لازم آتا ہے۔

اور اگر کہیں کہ برہم کے بجز کسی دوسرے کو بھی برہم وغیرہ سمجھتے ہیں تو یہ کہنا خود ہی ان کے عقیدہ کے مخالف ہے یعنی جبکہ دوسرا ہی کوئی مان لیا تو وحدت کہاں رہی۔

اچھا چھوڑیے اسکو بھی۔ اب لیجئے یہ کہ بھرم علم ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ گویا اہل ہی ہے یہ واقعی ٹھیک ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ بھرم بھی کسی چیز کا ہی ہوتا ہے عدم محض کا بھرم بھی ہرگز نہیں ہوتا۔ مثلاً سیپ میں جو چاندی کا بھرم ہوتا ہے تو چاندی بھی کوئی چیز ضرور ہے ورنہ اسکا بھرم ہونا ناممکن ہے۔ پس اگر میں اس کے تعدد اور کثرت کا وہم اور بھرم ہی ہوتا ہے تو وہم اور بھرم بھی تب ہی ممکن التوقع ہے کہ تعدد اور کثرت کوئی چیز مانی جاوے اگر اسکا عدم محض مانو تو اسکا وہم و خیال ہونا بھی ناممکن ہے۔ پس یہ کہنا بھی خود ان کے استدلال کے خلاف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس شخص کو سیپ میں چاندی کا بھرم ہو جاتا ہے بعد اس کے جبکہ کامل تحقیق کیجاتی ہے تو وہ وہم اسکا رنج ہو جاتا ہے اور حقیقی علم کہ ”یہ سیپ ہے“ باقی رہ جاتا ہے۔ مگر اوہم (سیپ میں) یہ علم کیسے بھی نہیں ہوتا کہ ”یہ برہم ہے سیپ بھی نہیں۔ سیپ وغیرہ تعدد کا علم غلط ہے“ اور جب تک یہ تحقیق نہ ہوئے تو تعدد اور کثرت کے علم کو وہم اور بھرم کیوں مانا جاوے۔ ایسا ہی چاندی کی کثرت کا علم بھی تب ہی ہوتا ہے کہ جب کثرت کوئی چیز ہے اور اس علم ہونے کے سبب بھی متعدد ہیں۔ در صورت خلاف چاندی کا ہر اہمونا بھی غیر ممکن تھا۔ اور علیٰ نہایت قیاس چاندی کے ہر اہمونا کے وہم و خیال کی تردید بھی قانون ٹکس

پس دریافت حقیقت احوال کے لئے تو ہمدرد کا فی اور بہت ہی اوریون بزرگوں کا قول ہے کہ وہ ہم کی دو اہم کی بھی ہاتھ نہیں آئی اور رد و بدل کر نیکو ایک عمر چاہا پیران چند ہستندی اور خوشی سے) جناب عالی بابو صاحب! بتک اپنی کسی ایک اعتراض کا پچھا نہیں چھوڑتے خیر لیکن میں ابکی مرتبہ یقین کرتا ہوں کہ اذکو ضرور خاموش ہونا پڑے گا۔

اور حضور پر نور پر روشن ہے کہ جو سچیدار بات ہوتی ہیں اور کجائے گفتگو اور بات سے ہی نکلتے ہیں نہ کہ اس کا منفرجی وغیرہ نام رکھ کر پہلے ہی کرنے سے۔

اب میں اعتراض مذکورہ کے بارے میں ایک سوال کرتا ہوں کہ وہ ہم و بھرم اور اوڈیا برہم پر ہی غالب ہوتی ہے یا کسی دوسرے پر۔ اگر برہم پر ہی غالب ہوتی ہے تو تمام پر یا اس کے کسی جز پر۔ اگر تمام پر ہوتی ہے تب تو اوڈیا کوئی چیز نہ رہی اور کوشس کی کوئی نہ ہوگا اور جو کچھ اوڈیا کے خیالات بتلائے جاتے ہیں وہی ٹھیک قرار پائے کیونکہ ان کے خلاف کچھ بھی نہیں رہا اور نہ اس کے رفع ہو نیکا کوئی ذریعہ باقی رہا۔ اور برہم بھی جاہل قرار پایا اور جبکہ وہ جہل سے محجوب ہوا تو قادر مطلق بھی نہ رہا۔ اور اگر برہم کے کسی جز پر اوڈیا غالب ہوتی ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس سے بھی برہم جہل یعنی اوڈیا سے مغلوب ہوا بلا وہ اس کے نتیجہ ایک برہم کے انس یعنی اجزا نہیں مانے گئے چنانچہ ابھی باختہ تنقید نمبر اول میں بابو صاحب نے امیشور کو مفراد اور مجتہد سے تسلیم کیا ہے۔ اور نیز اتوانی اور فضول کاری عذاب شعاری وغیرہ عیوب انسانی ذات پر حمل کرتے ہیں۔

علاوہ اسکے بلا وجہ اس پر اوڈیا کیوں غالب ہوئی اور اگر کوئی وجہ بتلا دین

تردید اور نفی بھی نہ ہو سکے کیونکہ تردید اور نفی بھی او کی ثابت کرائی جا سکتی ہے کہ جو کہیں
اور کسی جگہ کبھی موجود ہو شلاً قلم اگر کچھ نہ تو یہ بھی نہ کہا جا سیکے گا کہ قلم کچھ نہیں ہوتا بلکہ
قلم یہ لفظ ہی زبان سے برآمد نہ ہوگا۔

اب بھی نصیب نہ کی ترغیب اور تاکید سے آپ اپنی گفتگو کو اگر لا اعتراض
سمجھتے ہیں تو اس کا دفعیہ ہو گیا نہیں۔

یہاں تک گفتگو پہنچی تھی کہ پھر باوجود صاحب کے اوپر ہر سب سے مددے واہ واہ
بند ہوئی۔

پیر مانا بھاس (خجالت آمیز لہجہ سے) حضور یوں ہم کہاں تک مغز پچی کرینگے
سو بات کی بات یہ ہے کہ خیر اودیا غالب ہے اور کو سو سو طرح کے بھرم اور وہم پیدا
ہوتے ہیں اگر اودیا ایسی ہوتی تو سنساری کیوں ہوتا سب کو خجالت ہی نہ ہو جاتی۔
اور حضور کو معلوم ہوگا کہ بھرم بھی ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ گویا اصلی ہی ہے جیسے کہ ہزار
علیہ علیہ پانی بھرے چمے ظروف میں ایک چاند کے ہزار ہی معلوم ہوتے ہیں ایسا ہی
ایک برہم کے انت انسان و حیوان وغیرہ میں انت ہی برہم متل ہوتے ہیں ورنہ
درحقیقت اگر دیکھئے تو جلد اشیا ایک برہم ہی کی پرلے (حالتیں) اور اجزا ہیں جیسا کہ
گھڑا لٹری ٹکاسرا اور وغیرہ سب ایک مٹی ہی کی حالتیں ہیں۔

اور یہ بھی غلط ہے کہ تعدد اگر کچھ نہ ہوتا تو سبکی تردید نہ ہوتی صریح دیکھئے کہ گدھے کے
سینگ کچھ نہیں مگر اون کی تردید کیجاتی ہے۔

ملاوہ اسکے تعدد اگر کچھ چیز نہیں مگر او کی تردید اسلئے کیجاتی ہے کہ مخالف او کو
چیز مانتے ہیں۔ لہذا اس میں کوئی نقصان نہیں۔

ثابت ہو پس خود داؤد کا قول اوتے مخالف ہے۔

مگر شاید اس پر بھی یہ کہا جائے کہ یہ بھی ادویہ کا وہم ہو لہذا میں اس کو ٹھیکے کو صاف کر کے ایک اور سوال کرتا ہوں کہ برجم کو خود آپ برجم سے ہی ثابت کرتے ہیں یا کسی قانون کے اگر برجم خود برجم سے ہی ثابت ہوتا ہے تب تو کسی کو اس کی وحدانیت میں شک ہی نہ ہو سکتا کیونکہ برجم سب جگہ موجود ہے اور دوسری اور کوئی چیز بالغ نہیں۔ اور اگر کسی قانون سے برجم کا ثابت ہوتا ہے تو قانون اور برجم سے ہی تعدد و معاض ہو ۱۔ اور پوچھتا ہوں کہ تعدد کا شک اپنے دل میں سے رفع کرتے ہیں یا عدالت کے اور میرے۔ اگر اپنے دل میں سے رفع کرتے ہیں تو خود آپ کو بھی وحدانیت میں شک معلوم ہوتا ہے۔ اور جو عدالت یا میرے دل میں سے رفع کرتے ہیں تو میرا اور عدالت اور باوجود صاحب یا فریقین مقدمہ اور جانیرن کا متعدد ہونا مسلمہ ہے اور پھر کیوں مخالفت کی جاتی ہے۔ اور بھی جو عدل عدالت عادل و ظالم غلام مظلوم فعل فاعل مفعول داؤد ٹھننا ٹھیننا چلنا پھرنا کھانا پینا سونا دانسان حیوان و کالائلا سنج سفید و مرض و زمین طیب ادویہ اور اسکی ترکیب غیر وغیرہ ہزاروں اشیاء کی مخالفت اور معایت جو صریح موجود اور مدلل ہے وہ کیوں کر رد ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔

ایک اور بار یکے بتلاتا ہوں کہ توحید اور تعدد یہ دونوں لفظ اگرچہ باہم مخالف ہیں مگر ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک نہ ہوتا تو دوسرا بھی ہرگز نہ ہوتا مثلاً چھوٹا اور بڑا یہ دونوں ہی ایسے ہیں کہ اگر کوئی چیز چھوٹی نہ ہوتی تو بڑی بھی کوئی نہ کہلائی اسطرح اگر تعدد کو نہ مانا جائے تو واسکے بدون توحید بھی رد ہوتی ہے۔

اور بھی اس بیان کو بڑھائیے تو یہاں تک پہنچتا ہے کہ تعدد کچھ اور کہیں نہ ہو سکتا

مخصوص بھی مثلاً آرمیٹ کے لحاظ سے جو حکومت اور کالٹ مخصوص منسلک ہیں یہی جملہ
وکیلوں اور وکائون کے لحاظ سے منسلک مشترک بھی ہیں۔ بخلاف ان کے ساتھ یعنی جو بھی ایک
مستقل ایسی ہے کہ جو وہ اشیا میں مشترک وہ جو باہر صاحب کہتے ہیں کہ یہ مشترک ہی ہوگی
پرتیکش سے معلوم ہوتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اشیا متعدد نہیں جو مشترک ہے وہ بھی معلوم
ہوتی ہیں یا نہیں اس پر باہر صاحب کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی تو یہ یہ غلط ہے اور ممکن کیونکہ مشترک
بلا تعدد اشیا کے ہوتا نہیں پس اگر متعدد اشیا کا علم ہوگا تو وہ جو مشترک بھی ہوگا
اور اگر اس قسم کے خوف ہے کہ اشیا متعدد بھی پرتیکش سے معلوم ہوتی ہیں تو یہ کہنا
خود باہر صاحب کے مخالف ہی ہے یعنی جیسا کہ قانون پرتیکش کے ذریعہ سے وجود مشترک کا
اثبات باہر صاحب کرنا چاہتے تھے ویسا ہی تعدد کا اثبات بھی اسی قانون سے بخوبی
مواظفہ قانون پرتیکش سے تو محض وحدانیت ثابت نہیں ہوئی۔

اور قانون انومان یا اودیائی تردید میں جو باہر صاحب نے یہ کہہ لیا کہ اودیائی تمام
اور بچا سے مندر ہے۔ ۱۔ سپر قانون انومان کی دفعہ ۴ حرت (ب) عارض ہے یعنی سوچنے
بادست ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جیسا کوئی کہے کہ میرے منہ میں زبان نہیں۔ یہ کہنا ہی
اس کے منہ میں زبان کے ہونیکو ثابت کرتا ہے۔ ایسا ہی اودیائی تمام روپ بچا سے مندر
ہے یہ کہنا ہی بتلاتا ہے کہ یہ اودیائی کا روپ اور بچا ہے ورنہ جو روپ بچا نہیں کہتے
وہ کہنے میں ہی نہیں آسکتے یعنی اسی کوئی چیز ہی نہیں جو روپ بچا ہی نہ رکھتی ہو۔

اس بیان کے بعد قانون آگم کی تردید کرنا اگر پے فضول ہے لیکن میں ایک ایسی
بات دریافت کرتا ہوں کہ جو بالکل ملارد ہے۔ یعنی یہ کہنا کہ قانون آگم سے وحدانیت
ناب ہے، اس پر بھی ہی دفعہ تذکرہ سابق عارض ہے کیونکہ قانون آگم دید اور برہم سے ہی قائل

پیرمان چند۔ حضور پھر آخر جو کوئی کچھ کہے اسکا جواب تو دینا چاہیے۔
 عدالت۔ ہاں یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ آپ جواب دینے میں تو چپکے نہیں۔ پیر
 اچھا کیئے جو کچھ کہنا ہے۔

پیرمان چند۔ حضور! اس قصہ کو ہی اب مختصر کرتا ہوں۔ (ذرا جوش سے)
 اول قانون پر تکیس میں جو یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہر کھپ پر تکیس میں صرف ستائیس
 دہستی مطلق کا گناہ ہوتا ہے وہ پران ہے۔ میں اس میں سوال کرتا ہوں کہ زربشیش
 (بالاجمل) ستائیس گناہ ہوتا ہے یا بیشیش بہت (بالتفصیل وبالافراد)۔ اگر زربشیش
 ستائیس گناہ بتلا دین تو یہ غلط اور ناممکن ہو کیونکہ زربشیش ستائیس کوئی اور کہیں نہیں
 پڑا ستائیس گناہ کہاں سے ہو سکتا ہے۔ سببتے میں کہ زربشیش سا مانیہ گدھے کے سینک
 کی مانند ناپزیر ہے۔ تیشل کی ظاہر کرتا ہوں مثلاً اکثر ستائیس مانیہ دلیس میں۔ وہ ہلاک
 مکار وغیرہ بیشیش کے نہ کہ میں اور ککار مکار وغیرہ بیشیش سے علاوہ انکا کچھ گناہ ہو سکتا
 ہے۔ پس لامحالہ صراطی ہی اتنا پڑیگا کہ بیشیش بہت ہی ستائیس گناہ ہوتا ہے
 مگر یہ کہنا جس شاخ پر بیٹھا ہوا ہو سیکو کا ستائیس کیونکہ یہ بالکل حدانیت کے خلاف ہے
 یعنی ستائیس ساتھ ہی جبکہ بیشیش کا گناہ بھی پر تکیس سے ہوا تو حدانیت باقی رہی
 جڑ سے اوکھڑ گئی۔

مطلب اس جو کہ یہ ہو کہ ہر چیز اپنی ذات اور صفات کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اور صفات
 دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک صفات مشترک جیسے آدمیوں میں آدمیت اور حیوان میں
 حیوانیت وغیرہ۔ دوسری صفات مخصوص جیسے آدمیوں میں حاکم دلیل موکل اور چلو
 میں درندہ پند یا شیر و بھیر یا وغیرہ۔ اور ہر صفت کسی لحاظ سے مشترک بھی ہوتی ہے اور کسی

اصل میں نربکپ گیان ہی ایسا یعنی ہر سرحدی کے پاک ہوتا ہے بعد میں اوڈیا اور سنسکار وغیرہ کی وجہ سے یہ ہر سرحدی گیان میں پیدا ہو جاتا ہے جن میں اول تو صرف ستا اتر کا پرتیکش ہوتا ہے بعد میں ایسا دم ہو جاتا ہے کہ یہ چاندی ہے یا سیتک ہارے نزدیک ہے دو کو بھرم میں پس درحقیقت نربکپ گیان ہی پران ہے اور بکپ گیان اپران۔

پھر قانون انومان کے بارہ میں اوڈیا کے اوپر جو اعتراض کئے ہیں وہ بھی سہ سہ ناوانی سے ہیں کیونکہ دراصل اوڈیا نہ بھرم میں مستغرق ہے اور نہ اس سے علیحدہ ہے اور نہ وہ کچھ چیز ہے نہ نا چیز ہے غرضیکہ اوڈیا تمام سوپ اور پچا سے منور ہے پس کوئی دشمن نہیں آتا۔
 اس قانون انکم او کی نسبت ہی بات ہے کہ جبکہ وہ قانون پرتیکش اور انومان کے موافق ہے تو اس پر اعتراض جو کرنا کی ضرورت ہی نہیں۔ اصل یوں ہے کہ اونٹ ٹیک ہی اپنے کو سب سے بڑا سمجھتا ہے جب تک پہاڑ کے نیچے کو نہیں نکلتا اب بابو صاحب کو معلوم ہو جاوے گا کہ کیا ہوتا ہے بیان لاؤ۔

سب سکراتے ہیں۔ اور بعض واہ واہ کرتے ہیں۔ اور بعض بنگہ کر تھپتا ہا ہے۔
 پرمان چند۔ کیا کہنے صاحب یہ وہی شل ہے کہ ناچ نہ جانیں آگن ٹیڑھا۔ یا میا کہ لومڑی نے کہا تھا کہ اگور کہتے ہیں۔ یعنی ایسے کو جو تعاری حاصل نہ ہوئی تو اس کا نام غرنی اور طول رکھ چھوڑا ہے یہ ظاہر ہو جاوے گا کہ اپنے منہ میں ٹھو کون بنتا ہے۔
 عدالت۔ بابو صاحب خوش فزاجی کے واسطے اور بہت وقت ہے اب مطلب نگاہ رکھئے۔

پرمان چند۔ مگر حضور یہ بھی دیکھئے کہ کسی جانب سے ہے۔
 عدالت۔ غیر کیسی جانب سے ہے۔

اور جو کہین کہ برجم سے طبعی ہے تو اس سے ہی دعویٰ ثابت ہوئی۔ اور اگر او دیا کو ناچیز بتلاوین تو وہ کسی بھی راج اور طبعی نہیں ہو سکتی یعنی جو محض ناچیز ہو وہ کسی راج کی کارکن اور سبب نہیں ہو سکتی۔

تیسرا قانون اُن کی بابت گزارش ہی کر چکا ہوں کہ وہ قانون پرکشش انسان کے خلاف ہونے سے اُپران ہے۔

اور پاخانہ پشاب پاک ناپاک وغیرہ جو پرکشش موجود ہیں وہ ہم کیے کر ہو سکتے ہیں جب انکو بھی برجم بتلایا گیا تو وہ پاک ات کیونکر رہا۔ علاوہ اسکے پاخانہ پشاب اور آبِ طعام وغیرہ کی تفریق اور نہایت کی وجہ بھی اگر او دیا یعنی جہالت و برجم ہی تو خود بابو صاحب مدظلہم تو عیوب جہالت وغیرہ سے مسلح ہیں وہ ہی اسپر کیوں عمل نہیں کرتے ماہِ یہہ اسی دیا خوب ہے کہ جو پاخانہ پشاب آبِ طعام و ہر ایک پاک ناپاک فرق شاکر سبب اندھا دھند کارخانہ پھیلائی ہے اس سے تو ہماری او دیا اور جہالت ہی چھی ہے۔ پس بابو صاحب خواہ خواہ خود پسند ہی کہتے اور سمجھتے ہیں کہ میں تردید کرتا ہوں ورنہ محققانِ کامل کے نزدیک کچھ بھی تردید آپ نہیں کر سکتے۔

پیر مانا بھاس۔ جی صاحب۔ اپنے نغمہ میان ٹھونبنے سے کیا ہوتا ہے جب کو عدالت لے کر وہ صحیح۔ اور آپ نے بیان کی وقعت کیا سمجھتے ہیں صرف استفسار ہے کہ آپ کو مغربی کی زیادہ طاقت ہے اور میں طول کو فضل سمجھتا ہوں۔ مختصر لفظوں میں مطلب کا اظہار کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ لیجئے اس مرتبہ بھی جو جو اعتراض آپ نے کئے ہیں ابھی انکی تفسیر کھولتا ہوں اول آپ نے جو فرمایا ہے کہ جو گیان سننے وغیرہ سے برا ہوتا ہے وہی پران ہو سکتا ہے اس سے کیا نکال رہا ہے۔ مگر یہ کہنا کہ نہ کلیپ گیان ایسا نہیں ہوتا سراسر غلط ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ

کے دوسرے کچھ خزانے نہیں نکلتی۔ پس بخوبی ثابت ہو کہ اکیو برجم و دیو کا سنی یعنی ایک برجم کے سولے دوسرے کچھ نہیں۔

پیران چند - حضور بکھو اگر کچھ اور کہنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی لیکن معاذ پیدہا ہے بہاد و عدالت کو مخالف پڑ جائے لہذا کسی قدر گزرش کرتا ہوں۔

حضور پر واضح ہے کہ بڑ بکھپ گیان کبھی پرانیک امدت نہیں ہو سکتا بلکہ جو گیان سنسنے (संशय) اشتباہ) و پرچے (विषय) غلط دانی) اندھیوں کے

अनवबसाव - عدم ادراک سے میرا سوچ ہی پران ہو سکتا ہے یعنی جب تک یہ معلوم

نہو کہ میرا علم ہر عیوب مذکور سے میرا و نذرہ ہے تب تک شکا علم پران یعنی حق دانی کا

ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز کا سنا علم ہونا بڑ بکھپ گیان اور علم کو عیوب کے برابر

تحقیق کر نیک نام بکھپ ہے۔ پس اگر بڑ بکھپ گیان کو ہی پران اور مدت مانا جاوے تو یہ

میں چاندی کا سنا علم ہونا بھی جو صریح غلط دانی ہے پران سمجھا جائیگا۔ مگر نہیں بلکہ جب

مذکورہ صدر بکھپ کے ذریعہ کوئی تحقیق ہو جاوے تب کوئی علم پران ہوتا ہے۔

باقی یہ بات کہ بڑ گیان اور دیو وغیرہ اودیہ سے پرانی جہاں سے ہیں یا دوی وغیرہ کی بکھپ

اودیہ سے پیدا ہوتے ہیں اسکی نسبت میں پوچھتا ہوں کہ وہ اودیا کہ جو قانون پر کشش و انکسار

کی طرح بتلائی جاتی ہے کوئی چیز ہے یا نا چیز اگر کہیں کوئی چیز ہے تو پھر سوال ہو کہ

برجم میں شعل ہی یا برجم سے علیحدہ۔ اگر برجم میں شعل بتلا دین تب تو دیا ہی ہو اودیا

کیونکہ ہو سکتی ہے وہ برجم کو بھی اودیا حال ہوگی۔ یہ بہت بڑا سہما تا ہے۔ اور

برجم ہی جلد بھر گیان روپ اپران کا کارن قرار پاتا ہے پس پران کی پیدائش

ہی محال ہو جائیگی یعنی خدا فی و ناحی رسانی کا ذریعہ ایک ہو گیا۔

پرمان چند شکر اگر چہ ہے۔

عدالت - اچھا اچھا کیئے۔

پرمانا بھاس - حضور اول قانون پریش کی باج صاحب نے یہ تردید کی ہو گا اگر
برحم کی وصایت پریش کی ثابت ہوتی تو سبکو برابر ہوتی۔ مگر یہ بات انہیں نادانی
اور ناہمی کی ہو گی تو میں اہل ہی کہہ چکا ہوں کہ اودیا اور پورب نسکار کی وجہ سے وہی کا
مہم ہو جاتا ہے وہاں تک کہ کوئی دیکھتے ہی اول سبکو تانہ کا گیان ہوتا ہی یہی نہ کہ
گیان پریش کا سرور ہے بعد اسکے جو بکھپ پیدا ہوتے ہیں وہ اودیا وغیرہ کی وجہ سے ہوتے
جکی کچھ اصل نہیں اسلئے اہل پرمان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سبکو اس بیان پر اتفاق نہیں بلکہ اختلاف
ہے جب دیا یعنی حالت رفع ہو جاتی ہو تو جو تجربے وہ ظاہر ہو جاتا ہو۔ پس نہ کہ
پریش پر اہل ہائے موافق ہے۔

اب لیجئے قانون انومان - البتہ جو قانون پریش کے خلاف ہوتا ہے وہ انومان کا فقرہ
موزوں نہیں ہوتا اگر جاہل انومان کا فقرہ جسے کہہ رہے صدر قانون پریش کے موافق ہے
خلافت جو نظر آتی ہے اسکی برصوفہ ہی اودیا اور حالت ہو۔

ویمی پڑیا دیتو وغیرہ جو پریشی بھاسی ہیں انکا سبب بھی ہی اودیا ہے۔ بس یہی
تمام باتوں کا جواب ہے نہ انومان انومان میں کچھ دوش نہیں آتا۔

اور پھر جبکہ پریش انومان سے جسکا اثبات ہوتا ہوا ہو اسکا سرچ بیان قانون
آدمین کیا گیا ہے تو اس میں بھی کچھ دوش نہیں آتا۔ جو اعتراض ہو وہ وہی رد ہو گیا
اب اور کیا ضرورت ہے عدالت کی زیادہ سے خراشی کرنے کی۔

اور زرا عمر مراد پاک ناپاک وغیرہ کے خیالات تو بعض بھرم میں اون سے اون کی بات

سلوک میں اور پتی بھارت میں تب تو بچہ بھی ناپلن گیان کا پیدا ہونا ناممکن ہو کہ سب
پرتی بھاس وپ جو مرض بحث ہو اس میں مستغرق ہو گئے کوئی ہستی وغیرہ باقی نہ رہا۔ اور اگر
بتلاوین کہ وہ پرتی بھاس (مرض بحث) سے باہر اور علیحدہ ہی ہیں تو اول سے ہی پرتی بھاس
ہستیوں میں بچھا آیا یعنی ہیکہ بچ گیا اور ہستی وغیرہ پرتی بھاس ان تو میں گر پتی بھاس سے باہر
اور علیحدہ یعنی وحدانیت کے خلاف ہیں۔
سب تعجب اور وہاد واد کرتے ہیں۔

اچھا۔ قانون آگم وید جو ہے اس کی زیادہ تردید کرنا میں فضول گوئی میں داخل سمجھتا ہوں
کیونکہ اس کی تردید میں نقشہ تحریر میں داخل کر چکا ہوں۔ علاوہ اسکے اس میں جو برہم کی حیثیت
کا بیان کیا ہو کہ اگنی اس کا سر اور سوچ چند ران اس کی آنکھیں اور ویدا اسکے کلام وغیرہ
وغیرہ یہ جملہ بیان ایسا ہی کہ جیسا کوئی ہندو کے پوتہ کے بواہ کا احوال بیان کرے۔ مطلب یہ
ہے کہ جبکہ کوئی ایک برہم ہی ثابت نہ ہوا تو اسکے سر اور آنکھ وغیرہ کا بیان کیونکر ہو سکتا ہے
پس یہ سر اور جملہ متفقان کے خیال میں کوئی بھی قانون برہم کی وحدانیت کا سا وحک
نہیں بلکہ اوحاکسم۔ پس اس مقدمہ کا کافی ہے حضور کے نتیجہ نکالنے کو۔

بڑے غضب و نفی کی بات ہو کہ زرد فرارہ۔ آب طعام۔ پانہ پشاپ۔ بخوشبو
کوڑا کباڑ مرض و ریش۔ جھوٹے سج۔ پاک ناپاک۔ جاہل و جاہل وغیرہ غرض سب کچھ عیوب
اوی پاک ذات برہم کے ذمہ لگائے جاتے ہیں۔

پیر مانا بھاس دھڑا ہو کر کیا خوشی اپنی دہشت میں تو یوں سمجھا ہو گا کہ اس بیان
کی کوئی تردید ہی نہیں بھلا ایسا نام مقول تر نزل بیان تک قابل پذیرائی ہو سکتا ہے
لیجئے میں اس کی بھی تردید کئے دیتا ہوں۔ عدالت اس پر کیونکر افتکار سکتی ہے۔

پر مان چند۔ یہ بات شہنشاہ کے جوامر پر تکیس سے ثابت ہو رہی ہے اور میں کسیکو مخالفت نہیں ہوتی بلکہ سب پر یکساں اسکا اثر ہوتا ہے جیسا کہ گھٹ و پٹ وغیرہ کے پرتیکش میں کسیکو مخالفت نہیں ہوتی۔ پس وحدانیت اگر قانون پر تکیس سے ثابت ہوتی تو کچھ باخبر ہی اور میں باقی نہ ہوتا بلکہ میں اور آپ بھی بلا محلا اور سکے قابل معنے۔ پس قانون پر تکیس سے تو وحدانیت کا اثبات ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ قانون پر تکیس تو اسکی خلاف محض این دآن چنین و چہان وغیرہ کی علیحدگی اور تفریق کے موافق ہے چنانچہ صیح جہاد اصحاب کے دیکھنے میں ایسا ہی آتا ہے۔

اب رہا قانون انومان وہ بھی باوجود صاحب کے موافق ہرگز نہیں کیونکہ اول تو قانون پر تکیس کے خلاف جو انومان ہوتا ہے وہ خواہ کیا ہی لا اعتراض ہو مگر غلط سمجھا جاتا ہے لہذا جبکہ قانون پر تکیس سے جملہ شیاؤں کا اختلاف اور امتیاز ثابت ہو تو کسی بھی انومان کے فقرہ سے وحدانیت کا اثبات نہیں ہو سکتا۔

دویم وہ انومان کا فقرہ خود بھی متناقض اور معیوب ہے لہذا اسکی کیا تاب ہے کہ قانون پر تکیس کا مقابلہ کرے۔

دیکھئے سوال ہے کہ وہ وحدانیت کا سادہ حکم انومان کا فقرہ جو باوجود صاحب نے بیان فرمایا اور میں انومان کے اجزائے پر لگیا۔ ہیتو۔ آدھرن وغیرہ بھی پرتی جہاستی ہیں یا نہیں۔ اگر کہیں کہ پرتی جہاستی نہیں تب تو اوکے معن اوکے انومان کا پیدا ہونا ہی ناممکن ہے کیونکہ کوئی یگانہ اور انومان بلا اپنی ساگرئی اور سامان کے ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر انین کہ پرتی جہاستی ہیتو وغیرہ بھی پرتی جہاستی ہیں تو اور میں پھر سوال ہے کہ وہ اجزائے اُس مذکورہ پرتی جہاستی میں مستغرق ہی پرتی جہاستی ہیں یا اس سے علیحدہ۔ اگر اور میں شتم

تو ہماری شہادت لسانی میں ظاہر ہو ہی چکے ہیں مگر اور بھی بہت مقامات میں اس کا تذکرہ ہوا
جیسا کہ تھریڈن وید کے مذکورہ پیشین لکھا ہے کہ اگنی اور کاسر اور سوچ چند دان اور سو
نیز اور دسوں سمت اور سکے کان اور دیا اور سکے کلام اور پائو اور سکے سوئس اور سنسار اور کی
مذہب اور پر تھوی اور سکے قدم میں اور تمام جگت کا جیو ہی ہے وہی آپ سب کچھ ہے اور
بھلائی بڑائی کا اجر دینے والا اور اپنے والا بھی ہی ہے اور بھی ہزارا مقولہ اس مضمون
کے مصداق ہیں مگر سیدہ اطمینان کے لئے کافی ہیں بس اب کوئی شک باقی نہیں رہ سکتا
اس میں کہ دنیا بھر میں ایک برہم کے بجز اور کچھ بھی نہیں آئندہ ماننا ماننا افتی بعد الت
ماضین دیکھتے ہیں غرق اور منتظر ہوتے ہیں کہ پرمان چند کیا کہتا ہے۔

پیرمان چند (تقریر حرلیت کو بیچ سمجھتے ہیں بشروے) حضور انور پر روشن ہوگا کہ
دلائل قانونی بھی جو پیش کی گئی ہیں کس درجہ پرنا مقول ہیں کہ جو غفلت دن کے نزدیک فضول
سے خراشی میں داخل ہیں۔

عدالت - صاحب ہکو تو یہ روشن نہیں ہتھوچ کہتے ہیں کہ ہکو تو تا ہنوز دلائل
مذکورہ بالا اعتراض معلوم ہوتی ہیں اسی لئے ہم ایک نئی بات دل میں اڑا کر نیسے حیران ہیں
فریق مدعا علیم خوش ہوتے ہیں۔

پیرمان چند (ہنسکر) حضور کی کچھ پرواہ نہیں مجھ کو جو بی اطمینان ہے کہ حضور میں
تقصیب فراہمی اور ناحق پرستی کا دخل نہیں اس میں نے جو روشن ہوگا یہ لفظ کہا ہے
اُس سے روشن ہو جاوے گا یہ مطلب کے لیجئے۔

ماضین اور تعجب ہوتے ہیں۔

عدالت - اچھا کہیے۔

کے لحاظ سے سب مختلف انیک ہیں۔ باوجود صاحب کے خلاف ہیں اگر سپر جران لین یعنی کہدین کو کسی نوع سے سب ایک ہیں اور سپر جسے انیک تو بیشک ٹھیک ہی پھر کوئی مخالفت نہیں لہذا ملا صاحب مذکور کا لین کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں۔ یہی جملہ شہادت سانی کی حقیقت۔

پیر ماتا بھاس۔ (شرمندگی سے) جناب عالی ہمارا بیان کچھ صوف گواہان کی شہادت کے بھروسہ پر نہیں بلکہ جو مستند قانونی دلائل کے خود ہی ثابت اور دشمن ہی چنانچہ اب قانونی دلائل پیش کیجاتی ہیں۔

اول قانون پر تیکش ہی ہمارے موافق ہے کیونکہ آٹھ کھولکر دیکھنے سے دفعتاً اول تو تمام شیا ایک سٹا روپ ہی نظر آتی ہیں بعد اسکے اوڑھا اور پورب سنسکار کی وجہ سے اختلاف اور دعویٰ کا وہم ہو جاتا ہے اور اسی سٹا کا نام بر بھریا واجب الوجود ہے۔ کسی نے اسی کے مصداق کیا اچھا کہا ہے۔ شعرا نفہی اپنی پردہ سے دیدار کے لئے ۛ ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کے لئے۔ پھر بوجب قانون انوان کے بھی وعدہ نیت بخوبی ثابت ہے۔ لیجئے انوان کا فقرہ یہ ہے۔ "تمام جگت سب ایک پرتی بھاس" (प्रतिभास) روپ ہی ہے (رکش) کیونکہ پرتی بھاس میں آو سے ہی (دلیل) جو جو پرتی بھاس میں آتا ہے وہ سب پرتی بھاس روپ ہی ہوتا ہے جیسے خود پرتی بھاس (تمثیل) پس چونکہ تمام جگت بھی پرتی بھاس ہے (انکار دلائل) لہذا ایک پرتی بھاس روپ برجم ہی ہے۔ (نتیجہ)۔

یہ فقرہ ہمہ وجہ لا اعتراض ہو بس کافی ہے۔

پھر قانون اکم یعنی دید بھی ہر نوع ہمارے خیالات کا ہادی ہے یعنی اس کے چند مقولہ

کہ ساتھ ہی وہ مخالفت بھی تو کرتے ہیں یعنی اگر چہ کہتے ہیں کہ جہاں طیار کسی لحاظ سے
 کتھنیت ایک ہی ہیں مگر یہ بھی اور نکالیاں ہیں کہ دوسری طرف غور کرنے سے بظاہر انک
 بھی ہیں۔ اس لئے بیان کی صداقت حضور کو اور جہاں ماضی کو آخرین خود ثابت ہو جاو گی
 درحقیقت کسی بات کو ایک طرح پر ان ٹھینا ایسا مضر ہے جیسا کہ کوئی طفل اپنے باپ کا نام
 کہہ رہی سنگو سنگو اور کو کچا کہہ رہی سنگو ان جگہ اور بچا اسی کے وہ اپنے باپ کی نیت
 سے ڈر کر بھاگ جایا کہ اس حالت میں اس کے درمشریک دوست اس کو کیسا ہی بچاتا
 کہ بیوقوف یہ سنگو (شیر) نہیں بلکہ تیرا باپ ہی اور کہہ رہی سنگو تو صرف نام کے لحاظ سے
 بچا جاتا ہے مگر وہ طفل کیسی کیوں سنگو۔ جیسا کہ ترین ہوتی حقیقت کو ظاہر کرتا
 اور با بوسا صاحب کو سپر اعراض لاتے ہیں لیکن عقلمند لوگ جانتے ہیں کہ اس طفل انہم کا اس کو
 صرف کہہ رہی سنگو سمجھ کر پدش پداز سے محروم رہنا محض جہالت اور کم نفسی ہی ہے چنانچہ
 حضور مافی فرست سے بھی یقین کیا جاتا ہے کہ ضرورت عدالت کو تحقیق ہو گیا ہوگا کہ وہ علیحدہ
 جہاں ہے اور صرف ایک برہم سمجھ کر بے ایمانی اور خیانت کی جڑ قائم کرنا خالص طمع نفسی یا
 نادانی ہے پس لاکتھنیت چند کا بیان دراصل صلیت کی جان اور حقیقت کا عطر ہے
 اگر اس کو با بوسا صاحب نے موافق مان لیں تو پھر کیا شک ہے مدعی کے کامیاب ہونے میں
 میں کافی سمجھتا ہوں اسی مختصر سرائے کو۔

پر مانا بھاس - حضور یہ بھی معلوم ہے کہ ہات گواہ نے خود اتر کر کیا ہے کہ مجھ کو بھی اتوڑا
 یعنی جہالت مایل ہے پس اگر کسی مقام پر اس نے غلطی بھی کی تو کیا عجب ہے کہ اس کی وجہ بھی
 وہی جہالت ہو۔ اور دیکھئے گواہ موصوف کی بہت بیانی کہ اپنی جہالت کے اتر سے جلتا
 میں سر ملاں عدالت بھی منکر نہیں ہوا پھر کہیں کو سپر اتد لال کیا جاوے اور لاکتھنیت

اور کیوں کرے کہ جو بات واقعی ٹھیک ہوتی ہے اس سے کب تکار ہو سکتا ہے۔ دیکھئے اصل ہی گواہ موصوفہ فرماتے ہیں کہ جس قسم کی معلوم ہوتی ہے وہ صرف اودیہ کی وجہ سے ہے اور وہ ادو بار ہم سے علیحدہ ہے۔ ایک۔ دومی بیان کیا ہے کہ یہ بیان میرا باعتبار دید کے ہے پس یہ سے بھی نہ ثابت ہوئی۔ علاوہ اسکے وید کی تردید میں میں نے فہرست تحریری داخل کی ہے اس کے بموجب جبکہ وید کے تردید ہو گئی تو تمام بیان کہ جو اسکے اعتبار پر ہے خود ہی رد ہو گیا۔

ایک اور تماشے کی بات رہ گئی کہ وہ ہی مقبرہ گواہ صاحب کہتے ہیں کہ مدعا علیہم اور میں گواہ دو ہیں اس سے بھی دومی صریح طور سے تسلیم ہو گئی۔ مگر پھر اس سے انکار بھی کیا بلکہ انکا اسکے کہا کہ میں اور مدعا علیہم ایک ہی ہیں اس موقع پر گواہ کا چکر انا قابل لحاظ ہے کہ اس کو ”گویم شکل و اگر گویم شکل“ کی حالت پیش ہو گئی تھی۔ یعنی اس کے انکار کرنے سے ایک بہت بڑا ستم اور عاید ہوا کہ گواہ اور مدعا علیہم جبکہ دونوں ایک ہو گئے تو اس کو گواہی میں پیش ہونیکا منصب بھی نہیں رہا بلکہ وہ خود مدعا علیہم ہی ہوا اگر افسوس کو طرف داری کی مشراب کے خمار میں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

زرا یہ تر تاسف بابو صاحب کی عقل پر ہے کہ باوصف قانون پیشہ ہونے کے ایسے معاملے کی پیروی کرتے ہیں۔ گریبان کیوں کریں کہ بموجب ان کے مسئلہ متنازعہ کے وہ اور مدعا علیہم نیز گواہ بھی تو ایک ہی ہیں۔ لیکن اب خوف یہ ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ عدالت وزیر ہاؤس و ملازمین پر بھی حاکم کرتا ہے (حاضرین ممال نہ پر حکمرانستہ میں) پس میرے خیال میں بعض نادانی پر ایسے گواہ یا اس کے بیان پر استدلال کرنا۔

لاکھنچیت چند صاحب کے کلام پر جو کہ لکھا ہے کہ وہ ہمارے موافق ہے یہ نہیں سمجھتا

اختلاف اوسکے بیان پر عاید ہے۔ اول تو علم و معلوم اور رحم و رحیم و مروج و بایہ
و بیا یک غیرہ سے دینی اور جہانی ثابت ہوئی جو وحدانیت کے خلاف ہے۔ دوم اگر گواہ
شما وغیرہ سب ایک برحم ہی ہوتے تو سب میں خدائی صفتیں بھی ضرور ہوتیں یا برحم میں بھی وہ
صفتیں ہوتیں۔ یہ نہ نامکمل ہے کہ ہاں شامین وہ صفتیں ہوں اور برحم میں جو ایک ہمارا نام
ہے موجود ہوں یہ بھی خلاف وحدانیت ہے۔

ایسا ہی زکا کا زرخیز آندہ سروپے غیرہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بجز برحم کے باقی اور شیار
سا کا اور زرخیز والی یا دیکھ روپ ضرور میں ورنہ ایسی تفریق و خصوصیت کا پیدا ہونا ناممکن نہیں
خصوصاً غیر ذی روح ملوہ سے تو برحم کی علیحدگی ضرور ہی ظاہر ہوتی ہے کہ بسین ان صفتوں
کا ہونا بالکل ناممکن ہے۔

پھر کج رویہ کے حوالے سے جو یہ کہا گیا ہے کہ جبکہ ہر نگر بھٹے خیال کیا کہ بجز میرے
اور کوئی نہیں مقرر نہائی سے سرت اور آرام نہیں تب مجھ و خواہش کے ایک سے دو ہو گئے۔ اب
میں بھی اول تو اوس بیان سے اختلاف ہے کہ پر مشورہ آندہ سروپے و زیر ستون ہے۔ دوم جو
محض ایک ہوتا ہے اوس سے دو ہو کر نہیں ہو سکتے جیسا کہ پراوا ایک ہے اوس سے کبھی دو
نہو گئے۔ لہذا یہ بیان گواہ مذکور کا غیر ممکن اور جھوٹ ہے۔ پھر جبکہ دینی کوئی چیز نہیں تو
دینی کا نام کہاں سے پیدا ہو گیا کہ برحم نے خود کہا میں ایک ہوں بہت ہو جاؤ گا کیونکہ
موجب بیان گواہ مذکور کے بھی جو چیز نہیں مقرر ہوئی اوس کا نام بھی نہیں ہوتا یعنی نسبت مطلق
سے بہت نہیں ہو سکتا۔ حرج میں یہ سوال اسی غرض سے گواہ کو تسلیم کرایا گیا تھا۔

پھر گواہ مذکور نے اگرچہ جو جد عایت و طرفداری کے صیح طور سے بیان کیا ہے کہ سوا
برحم کے اور کچھ نہیں لیکن پھر بھی چند مرتبہ اپنے بیان میں اوسنے دینی کو بھی تسلیم کیا ہے

یعنی اس سے سوال کیا تھا کہ تلو بھی ادا یعنی جہالت عاقل ہے یا نہیں جس کا مطلب یہ تھا اگر گواہ اپنے کو عاقل نہیں بتلا دیکھا پس مجروح ہو جاوے گا مگر گواہ موصوف نے آزادانہ طریق سے کہا کہ ضرور ہے۔ سرستی ہدیک نام پر شہادت تردیدی سی کچھ ہو او سمن کچھ کہنے کی جاتی ہی نہیں۔ خود لا لکھ چیت پندر صاحب ہلے بیان کو قبول فرماتے ہیں پس اس عاقلین بہر حال قلع نمبر دو کا بھی ہلے حق میں تجویز کرنا قرین انصاف ہے۔

اب قانونی دیلات بیان کرتا ہوں۔

عدالت۔ ذرا ٹھہریے پہلے شہادت زبانی کو طے ہونے دو۔

پر مانا بھاس۔ بہت اچھا حضور۔

عدالت (پر مان چند سے) مان صاحب کہے جو کچھ کہنا ہے۔

پر مان چند۔ جناب عالی ابو صاحب کی طرف سے شہادت زبانی میں اس نمبر کے بارہ میں صرف ایک گواہ پیش کیا گیا ہے جب کو تسلیم ہو کہ میں رشتہ میں مدعا علیہ کا نمبر ہوں چنانچہ رایت اسکی اسکے بیان سے واضح ہے۔ پس اسکا انہار ہر قابل عین نہیں۔

اب اوں مفرد گواہ صاحب کی اختلاف بیانی پر لحاظ فرمائیے جس سے خود او کی فضیلت اور عظمت ظاہر ہوتی ہو بقول لیکہ از کوزہ ہان تراود کہ دوست اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی خیال رکھئے کہ بندہ نے جو اسکے انہار پر جرح کی تھی وہ کہنا تک سارا متعلق اور نا متعلق تھی گواہ مذکور بیان کرتا ہے کہ ایشور رحم و کرم و علم و حلم وغیرہ جو صفات سے موصوف ہے اور آئندہ سوچ نہا کار زنجن سرگیدہ سرب بیایک دیا لو و نیائی ہے۔ اور ہما شتا وغیرہ اور کوئی بھی اوں خدائی صفتوں کو نہیں دکتا۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ اس جرح میں دو

آج ہرے تو دل سے جگت کے کراہوں کا اندھیرا ہی کھویا۔

عدالت (پرانا بھاس سے) بان صاحب کچھ اور کہنا ہے۔

پرانا بھاس (ویری سے) بس حضور کہاں تک غمزدنی کریں۔ اب حضور خود غم

نرانیوں کو کون راستی پر ہے۔ کیونکہ حضور کی طبیعت بھی اب اگلی گئی ہے۔

عدالت۔ صاحب ہم نہیں اگلتے دکلتے۔ جو کچھ کہنا ہے کہو۔

پرانا بھاس۔ بس حضور اور کیا کہیں گے۔

عدالت۔ خیر شکر ہے کہ ایک نمبر سے تو انفرانغ ہوا۔ اچھا صاحب تو اب دوسرا نمبر

بھی اپناتے کر لیجئے (منفر سے) منشی جی نکلے ترتیج نمبر دو۔

منفر نکالتا ہے اور ملاحظہ کراتا ہے۔

پرانا بھاس۔ یہ نمبر دو بھی ہنسنے پڑت ویدانت سنگ کی شہادت سے جو ایک

منفر اور عظیم فاضل شخص ہوا۔ اثبات کو چھوچھوچا ہے چنانچہ گواہ موصوف کا صریح حکم ہے

بیان ہے کہ تمام جگت میں ایک برہم کے بجز دوسرا کچھ بھی نہیں اور بقدر عبدانی یا دینی

نظر آتی ہے وہ سب جھوٹی اور وہی ہے۔ ادا اسی پر برہم پڑا تھلے جب چاہا کہ وحدت

سے کثرت ہو تو اشکال مختلف کو قبول کیا۔ اور انہیں کسی طرح سے مجروح بھی نہیں

یعنی مختلف قسم کی دعویٰ نظر آنی دیکھوانے دریافت کی گئی تھی اسکے بتلنے میں

بھی وہ مجبور نہیں ہوئے اور ان کے ایسے عقائد کی وجہ دریافت کی گئی تھی اسکے اظہار میں

بھی وہ مقصود ہے۔ بلکہ وید مقدس کے حوالے بیان فرماتے چنانچہ اسی مضمون کی مصدقہ

اور بھی مصدقہ مقولہ وید کے شہور علم میں۔ اور مضمون کی حرج میں بھی گواہ موصوف نے

کہیں دھوکا نہیں کھایا۔ پھر آگے چل کر بابو صاحب نے گواہ مذکور کو ایک عجیب سا طریقہ دکھایا

کہ آگ گرم ہوتی ہو اور سو اگر کوئی کہے کہ آگ سرد ہوتی ہے تو یہی راست کہہ سکا اور اگر گرم ہو جاوے تو بھی مانگا۔ پس اس کا خیال تو درست نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کپش اول میں یعنی کہین کہ یہ خیال اس کو ہوتا ہے جسے تحقیق کر لیا ہو کہ مرکبات کرتلے کے لئے ہے تو مزین تو بھی نادرست ہے۔ کیونکہ جب کسی مین کوئی گہرا گدھا کھود کر ٹی ٹھلے تھے مین تو بجائے ٹی کے آکاش ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کو دیکھ کر مایہ خیال ہوتا ہے کہ پہلے اس سے تمام مین بھی اس طرح ٹی ٹھلے گدا اس کو نکال کر ایسے ہی کسی نے آکاش پیدا کیا ہوگا۔ پس یہ خیال بھی اس کا درست ماننا چاہئے۔ مگر یہ مخالف کو بھی تسلیم نہیں لہذا کسی امر کا مایہ خیال ہونا بھی بالاکمال تحقیق کے ٹھیک نہیں ہے۔ پس قصہ مختصر حقیقت یہ ہے کہ اس قدیم اور لازوال جگت کا کرتا کوئی بھی نہیں۔

بس یہی بابو صاحب کے اخیری اعتراضات کا مختصر جواب ہے۔

یہاں تک بابو پران چند کے کلام کا پہنچنا تھا کہ سری ہری۔ دھرتی۔ کیرتی۔ بدھی لکشمی وغیرہ صد ہائیوں کے بدن پر کہ جبکا تماشے کے لئے ہجوم ہو رہا تھا خوشی سے رو گئے کھڑے ہو گئے اور جوش سرور کا یارے ضبط نہوا بس از صدا و رنگ کی ترنگ میں گر اپنے ہاتھوں بابو پران چند کے اوپر پریم کے پھول برسائے اور پرستھا۔ پر بھوتا وغیرہ نے خود بخود درجست کے ہار بابو صاحب موصوف کی گردن میں پہنائے۔ جملہ مخالفین پرست چھائی اور تمام حاضرین یوپی میں نے از بس شادی و شادمانی سے تال بجائی۔ جملہ انصاف پسند سامعین نے صدے واہ واہ سے پکارا اور تمام خردندان دوبرین نے آفرین و درجا کا نو مارا۔

مستریا صاحب (کلکتہ بہادر تال بجا کر) اوہو صاحب پران چند نے تو سورج کو

لکھو گا اور بشمار تعالینا اور عذاب میں لگا کر موقوف اور سید و غیرہ نہ کہلا تا بلکہ ہر ایک
 طرح کی آلائش اور آغوش سے منہ رو دہرا رکھ کر آرام میں رکھتا۔ اجسام وغیرہ کے بننے سے
 مطلب ہی یہ ہے کہ خالص روح کچھ نہیں کر سکتی۔ اور ایشو میں حرکت اسلئے غیر ممکن ہے
 کہ اول تو عرض کریں چکا ہوں کہ خالص روح میں ایسی ہلنا چلنا وغیرہ حرکت نہیں ہوتی۔
 دوم ایشو سرب بیاپک کہلاتا ہے اور جس مقام میں جو بیاپک ہوتا ہے اس مقام میں کسی
 حرکت نہیں ہو سکتی مثلاً رانگ وغیرہ کہ جس سانچے میں بیاپک ہوتے ہیں اس میں وہ ہرگز حرکت
 نہیں کر سکتے یہ قانونی دیں بیان لگئی۔ اور دوسری جگہ سے بھی ایشو سرب بیاپک میں حرکت
 کا ہونا ممکن نہیں کیونکہ خیال کرو کہ جو پردیس جس جگہ سے حرکت کرتا ہو وہ جگہ خالی رہتی ہو
 یا اس کی جگہ کوئی دوسرا پردیس آجاتا ہے اگر وہ خالی رہتا ہے تب تو خود ہی ایسا پکنا ثابت
 ہو گئی یا اگر اس کی جگہ وہ آجاتا ہے تو اس میں سے پردیس کی جگہ خالی رہیگی غرضیکہ اس طرح
 بہر حال اخیر میں ایک پردیس کی جگہ خالی ماننی پڑیگی اور اسی سے ایسا پکنا بھی۔ ورنہ ایشو
 دوش آدیگا۔ پس سرب بیاپک میں حرکت کسی نوع سے بھی نہیں ہو سکتی اور جس میں حرکت نہیں
 ہوتی وہ صانع بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر کٹھن میں حرکت ہو تو وہ گھٹ کا کرتا بھی نہیں ہو
 پس نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مجسم اور غیر متحرک ایشو متلون ایشو جگت کا کرتا ہرگز نہیں ہو سکتا۔
 پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”جگت کی چنا اسی ہے کہ اس کو دیکھ کر مایہ خیال ہوتا ہے کہ
 یہ کسی کی ہوئی ہے۔“ بیشک ہوتا ہوگا۔ لیکن میں دریافت کرتا ہوں کہ یہ خیال
 اس کیلئے ہوتا ہے کہ جسے گھٹ دکھاؤ وغیرہ کو دیکھ کر یہ یقین کر لیا ہو کہ جو مرکبات کر کے
 کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ یا اس کو بھی جسے کچھ تحقیق نہ کیا ہو۔ در جواب اس کے اگر آپش دیویم یعنی
 غیر تحقیق کو بتلا دیں تب تو نادرست ہو گا کہ اس کو کچھ بھی تحقیق نہیں مثلاً جس کو یہ تحقیق نہیں

جسم کے پردیس بھی با کسی کن کے کو سطح پہنچن اور ایسا ہی جسم کے پردیگی اگر روح کی مرضی کے خلاف کسی مرض لڑنے یا شخج ویا اختلاج وغیرہ سے جسطرح حرکت کریں تو لامحالہ روح کے پردیس بھی (جو اوس عضویں میں) اوسی طرح حرکت کرتے ہیں چنانچہ میں اگر اپنے ہاتھ سے بابو صاحب کا کوئی عضو پکڑ کر اوپر اٹھا لون تو ضرور بابو صاحب کی روح کا وہ حصہ بھی جو اوس عضویں ہو گا اوپر اٹھ جاوے گا پس اگر کہیں کہ روح ہی اعضا کی حرکت کی کرنیوالی ہے تو جبکہ اعضا کے شخج وغیرہ کی وجہ سے روح میں حرکت ہوتی ہے تو یہ جان اعضا بھی روح کی حرکت کے کرتا ہوے اور جیسا کہ یہ ظاہر ہے کہ اگر جیو حرکت کرے تو کھار کا جسم کچھ نہیں کر سکتا ایسا ہی یہ بھی خفیہ نہیں کہ اگر ہاتھ اکر جاوے تو جیو بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ پس لامحالہ تسلیم کرنا ہوگا کہ روح کی حرکت سے عضو اور عضو کی حرکت سے روح خود بخود ہی حرکت کرتی ہے ایک کو دوسرے کی حرکت کا کرتا کہنا صرف بیومارے درحقیقت انہیں ایسا ہی منت نیتک بجاوے ہے۔ پس سمجھ لو کہ مردہ اجسام کے ہاتھوں سے اسلئے گھٹ پیدا نہیں ہوتے کہ انہیں حرکت نہیں اور حرکت انہیں اسلئے نہیں کہ اوس حرکت کا منت کلان روح کی حرکت انہیں موجود نہیں۔ مگر ایسا منت نیتک بجاوے یا حرکت ایشوینانی نہیں گئی کہ جو جگت کا منت کلان ہو سکے۔ اور نہ ایسا منت نیتک بجاوے یا حرکت ایشوینان ہو سکتی ہو کیونکہ ایسا منت نیتک بجاوے تو انہیں ہی تھا ہے کہ جو کھار کی مانند جسم میں جیسا کہ کھار کے مردہ اجسام میں اور دیگر مردوں کے (جو کھار جسم سے علیحدہ ہیں) پردیسوں میں منت نیتک بجاوے نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر خالص روح بھی کچھ کر سکتی تو آپکا ایشو بھی (بغیر اس کے کہ کرتا ہے) ایسی پاکیزہ ارواح کے ذمہ یہ ہمیشہ ہر وقت کی بار بار جلدی ایسی جسم کے جسے ہرگز ہرگز بلکہ

علاوہ میں اس کے چلنی میں یہ ہرگز نہیں کہ کالج میں جو حالت ہوتی ہے کارن مین بھی کلیتاً
 وہی حالت ہوتی ہے۔ یعنی پارچہ اگر ملتا ہے تو جو لاپہنت کلن بھی بل جاتا ہے نہیں
 بلکہ ہمارا مطلب ہے کہ کالج میں جو تیز چلتا ہے وہ بلا کلن کے تیز کے ہرگز نہیں ہو سکتا۔
 پس خلاصہ یہ ہوگا کہ ایشور کو جگت ستون کا کرنا ناہی جاوے تو اس میں بھی تلون تو لا جائے
 عاید ہوگا اور ایشور ستون ہوتا نہیں پس یا تو اس کا کرنا ایشور نہیں یا ایشور غیر ستون نہیں
 لیکن اگر کرنا نہیں تب تو ہمارا دعویٰ قابلِ ڈگری ہی ہے اور اگر کہیں کہ ایشور بھی ستون ہے
 تو اس کی غذائی بھی غامت ہوتی اور ایشور کے بجز اور کوئی کرتا ہو نہیں سکتا لہذا اس
 صورت میں بھی کرنا ثابت نہوا یعنی وہی ہمارا دعویٰ قابلِ ڈگری قرار پایا۔ غرضیکہ بلاشبہ
 بہر حال یہی ماننا چاہئے کہ ایشور غیر ستون مزاج جگت ستون کا صانع ہرگز نہیں۔ اور
 اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جگت کے کرتا ہونے سے اس طرح ایشور کی تمام دیگر مصنوعات
 کو بھی زلزلتا ہے۔

اب تیسرے نمبر میں یہ کہنا ہے کہ اگر گھٹ کی کرتا کھار کی روح نہوتی تو وہ حسیہ
 کے ہاتھ بھی گھٹ کے کرتا ہوتے۔ اگرچہ اس کے جواب میں میں بھی یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر گھٹ
 کے کرتا کھار کے ہاتھ نہوتے تو خاص روح بھی گھٹ کی کرتا ہوا کرتی۔ مگر نہیں بلکہ میں اس
 کارن دکا جتنا کو مشرح دکھلاتا ہوں۔

جنا ابالی جبکہ بیچ میں گھٹ کے کرنا کارادہ ہوتا ہے تو وہ روح اپنے پردیس کو حرکت
 دیتی ہے اور حرکت کے منت سے وہ ہاتھ وغیرہ بھی کہ نہیں وہ پردیس مذکورہ محیط میں
 حرکت کرتے ہیں اور ہاتھ کی حرکت گھٹ کی کرتا ہوتی ہے ایسا ہی اذن ہاتھ وغیرہ
 اعضاء اور روح کے پردیس میں منت نرسک مجاوبنا ہوا ہے یعنی جسطرح ہرچہ اپنے پردیس میں

اچیتن پراتھ بھی ہوتے ہیں خواہ اس کرتا کا کارن کوئی اور چیتن ہی ہو مگر وہ اوی سدی
وغیرہ کے کاریہ کہا سکتے ہیں پس یہی پہلا مطلب ہے یعنی ہم کب کہتے ہیں کہ کارن کوئی کیا
ہو تب سے فرق اتنا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ایشور اچیتن ہی کارن ہو سکتا ہے اور ہم کہتے ہیں
کہ اچیتن منت کارن سے بھی کالج ہو جاتے ہیں اس کی کو خود بخود ہوتا ہے میں چاہتا ہوں آپ نے
بھی اس کو ان ہی لیا پس یہ امر تو طے ہوا کہ جملہ مرکبات میں چیتن کرنا کی ضرورت نہیں ہوتی
بلکہ بعض املہ وغیرہ کالج چیتن کرنا کے بدون کسی اچیتن منت کارن کی وجہ سے خود بخود ہی
ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اب بھی اس میں کوئی شک کرے تو ایسے کوڑھ منفر کے سمجھانے سے ہم
معافی چاہتے ہیں اور ہم میں اس کے سمجھانے کی توان ہے اور نہ اس کے سمجھانے کا یہ موقع
ہے کیونکہ یہ تجربہ کاران کی عدالت ہے نہ کہ لڑکے بڑھانے کی۔

پھر اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ایشور اللہ کی اشد منت کارن ہے اس لئے کاریہ کے
توں سے اس میں کچھ بھی تفریق نہیں آسکتا۔ یہ بھی محض نادانی کی بات ہو کیونکہ اول تو جبکہ
ایشور کو مرب بیا یک مانا جاتا ہے تو ہر ایک دیادان کارن بیا یہ کے توں سے اس کے
بیا یک ایشور میں بھی ضرور تون آنا چاہئے پس یوں بھی محفوظ رہا۔

قطع نظر اسکے ان لوگس طریق سے تون نہیں بھی آتا اگر طریق دوم سے بھی ایشور
میں تون ملازمی ہو کیونکہ ایشور کرتا کسی راج کو پیدا کر کے شل جولا ہے دکھا وغیرہ کے
اوس سے علیحدہ نہیں ہو جاتا بلکہ اس میں ہر دم موجود رہا اس کے قائم رکھنے یا بگاڑنے
سنوارنے والا بھی یہی ہو تب سے لہذا پھر کاریہ کی ترقی و تنزل سے ایشور منت کارن میں
بھی ترقی و تنزل وغیرہ تفریق ضروری اور لازمی ہے۔ جولا ہے دکھا وغیرہ میں تون اس وجہ
سے نہیں ہوتا کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر چلنے وغیرہ کی کرانے کرتا نہیں ہوتے بلکہ علیحدہ ہیں

نہ سمجھنا چاہئے چنانچہ اس بیان کا اثبات تکمیل وغیرہ پہلے بخوبی ہو چکا ہے مطلب یہ ہے کہ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بسو کا سر پہ لیا ہی ہے یعنی ہر ایک بسو تو مغرور کرے و نون روپے تو آدھین دوشن تجویز کرنی کیا ضرورت ہے۔

علاوہ اسکے اگر یہ بھی فرض کریں کہ بروٹھ دوشن آتا ہی ہے تو بھی ہم مغرور یکیش کو چھوڑینگے اور پھر بلا اعتراض ایشور کو مرکب تسلیم کرنا ہو گا کیونکہ بقابلہ مغرور سمجھنے کے درجہ تیسرے کمال وغیرہ کی وجہ سے ایشور کو مرکب ماننا زبردستی ہے پس ہر حال میں ایشور ذوالجلال کا مرکب نا لاکھام ہو کر وہ صنعت نہیں ہو یہ سلسلہ ہی لہذا اوسکی نظیر سے جگت بھی اگر چہ مرکب ہو مگر صنعت ہرگز نہیں ہو سکتا یعنی بابو صاحب کے بیٹے مرکبات کی محبت بہر صورت دیبھا جاتی اور قطع نظر اسکے اگر بابو صاحب کے بقول ایشور کو مغرور ہی ان میوں تو بھی کوئی ضروری بات نہیں کہ اوسکے کرتا کا خیال نہ ہو۔ بابو صاحب کہتے ہیں کہ مجردات سبب دے لے سوتے ہیں اور مجردات ہی مرکبات کی ترکیب شروع کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مرکبات ہی سبب اولیٰ ہوتے ہیں اور مرکبات سے ہی مجردات علیحدہ کئے جاتے ہیں۔ ایسی کوئی دلیل پیدا نہیں کہ جس سے بابو صاحب کا قول مقدم ہوا اور میرا نہ ہو لہذا تینوں قسم میں سے کسی طرح جانتے پر بھی بیان بابو صاحب کا متناقص اودا ہیات معلوم ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ اولہ وغیرہ کا کرنا سردی وغیرہ اودا دسکا کوئی اور دسکا بھی کوئی اور غرضیکہ آخری کرنا سب کا وہی ایشور ہے اس بیان سے بابو صاحب اگر کچھ شرم سے آشنا ہوں تو بہتر ہے کہ پھر کبھی مباحثہ کا نام نہ لیں کیونکہ اودکو مباحثہ کی تہنہ نہیں کہ خود اود کا بیان اکثر اود کے مخالف ہوتا ہے یعنی بیان مذکورہ سے بابو صاحب نے خود تسلیم کر دیا کہ بعض مرکبات اولہ وغیرہ کا کرتا ایشور چترین کے بجز کوئی سردی وغیرہ دیگر

عدالت۔ اور کیا (پران چند سے) ان ابو صاحب کیسے اسکا جواب۔ مگر ہر بانی سے
آپ بھی باب و زبان کے گھڑے کی باگ کھینچے
حاضرین گرداب تخیل سے چوگتے ہیں۔

پیر مان چند (مسکرا کر) جناب عالی معاملہ کی اہلیت تو بولنے سے ہی نکلتی ہے یوں اگر حضور
کہیں تو میں خاموش ہی ہوں مگر وہ نہ حقیقت یہ کہ میں نے نہایت ہی مختصر سے
کام لیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو قریباً ایک فترا ہی مباحثہ کے لئے دیکار ہوتا۔

عدالت (ہنسر) ابو صاحب خانہ بوجے جس قدر آپ کا دل چاہے کہئے۔

پیر مان چند۔ حضور کیا کہئے یہ مقدمہ ہی ایسا ہے فریق ثانی نے تو دوا عرض اٹھا
اور چپ ہوئے اب انکی تردید اور اپنے سوالات قایم کرنا اور خود ہی انکی ترمیم منج کر کے
اثبات جتاننا غرضیکہ ہر حال ایک دیرینہ خیال ناقص کے جسے سچے نقش مخالفان کے صفحہ
دل سے صاف کرنا کچھ سہل بات نہیں ہے۔

عدالت۔ بیشک۔

پیر مان چند۔ اور سچ پوچھئے تو اس تمام طویل کی بنیاد بھی ابو صاحب کی ناہنجی ہے
ورنہ ایسے ایسے اعتراضات کے جوابات کیا میرے بیان حذرہ سے برائے نہیں
ہوتے کر سکر مرن ابو صاحب کے سمجھانے کے لئے ہی کہنا پڑتا ہے۔

عدالت (ہنسر) اچھا اچھا کہئے۔

پیر مان چند۔ حضور اول یہ تمیز کرنا چاہئے کہ دوش کس میں آیا کرتا ہے خود فریجیکہ جو
چیز پوشیدہ ہو دوش میں آسکتا ہے اور جو چیز پر آشوبش آکھوں کے سامنے
موجود اور بظاہر پر آشوبش ہو دوش میں آسکتا اگر آتا بھی ہو تو بھی

مفرد ہے وہ مرکب نہیں ہوتی اور جو مرکب ہے وہ مفرد نہیں۔ پس ایشور کا مرکب ہونا غلط ہے۔
پھر جس حالت میں کہ ایشور مفرد مان لیا جاوے تو پھر بھی اس کا کوئی کرتا جو زیرِ مایہ صریح غلطی
اور کوتاہ فہمی ہو۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ مجربات سببِ اولیٰ ہوتے ہیں یعنی مجربات سے ہی مرکبات
کی ترکیب شروع کی جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اول و غیرہ کا آنا سودی وغیرہ اور سردی وغیرہ کا کرنا اگر دشِ عدوان
وغیرہ اور اذیت کا کرنا ہی ایشور علیٰ ہذا یقیناً ثابت ہے کہ جملہ مرکبات کا کرتا ضرور یہ ہے پس اول
وغیرہ کا بلا کر تاکہ ہونا بھی غلط ہوا پھر یہ جو کہا گیا ہے کہ کاریہ کی ترقی و منزل سے ایشور کارن
میں بھی ترقی و منزل ہونا چاہیے یہ بیشک ٹھیک ہوتا اگر ہم ایشور کو ہر کاریہ کا پادان کارن
(علتِ اوی) کہتے مگر ہم ایشور کو منت کا دن بتلاتے ہیں پس اس میں ترقی و منزل نہیں ہوتا
کیونکہ کاریہ کی ترقی و منزل سے بیشک پادان کا دن (مادہ) میں تو توں آتا ہے مگر منت کا دن
میں ہرگز نہیں آتا جیسا کہ پارچہ وغیرہ کے کاریہ سوت وغیرہ او پادان کارن تو ضرور چلتے ہیں
مگر جولاہہ وغیرہ منت کا دن نہیں جلا کرتے ایسا ہی ایشور کے منت کا دن (کرتا) ہونے میں
بھی کوئی سبب کیسے رکھا نہیں۔

سویم یہ ہے کہ اگر گھٹ کی کرتا گھٹا کی روح نہ ہوتی تو مردہ اجسام کے ہاتھ بھی گھٹ
بنا سکتے الا یہ غیر ممکن ہے پس غیر جسم کا کرتا ہونا بھی ممکن ہوا۔

بس میرے نزدیک یہی قاطع قریب کا باب باب ہے باقی طول فقول ہے۔ اور مان کیا
یہ اور دریافت کرنا ہے کہ جگت کی چٹنا ایسی ہے کہ اس کو دیکھ کر لامحالہ کسی حقیقہ دہن
کے معانیہ خیال ہوتا ہے یا نہیں کہ یہ کیسی بنائی ہوئی ہے پس اصلیت یہ ہے کہ جگت
کا کرتا ایشور ضرور ہے۔

ایشیوسے غیر متعلق معلوم ہوتے ہیں۔ اور اونکے اس قول کے بیشک ہم بھی موافق ہیں ہی اور کچھ اعتراض نہیں کہ حبیب کا اونکا بیان ملتا رہے ویسا ہی اونکا وید شریف بھی ملتا ہوگا چنانچہ یہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میرے کہنا پر صاحب کی تکرار کی وجہ سے کہنا پڑتا ہے۔

بس اب حضور غور فرمادیں کہ بابو صاحب کے تمام افغان کی تردید قرار دیتی ہو چکی یا نہیں لیون اپنی زبان سے کون کہتا ہو کہ میں جھوٹا ہوں اور مختصر تو یہ ہو کہ اگر تعصب نہ کا اصرار نہ ہوتا تو شاید بابو صاحب خود بھی اقرار کر لیتے۔

بعض دوراندیش حاضرین۔ اوہ بیشک اس دنیا کا کوئی کرتا بگر نہیں۔
بعض کوتاہ اندیش شائقین۔ صاحب یہ تو ہم ہرگز نہ کہیں گے کہ دنیا کا کرتا نہیں لیون ہم یہ جواب خواہ آوے یا نہ آوے۔ مگر ان بابو پر ان چند صاحب کی تعاریف میں کچھ کلام نہیں بتا بلکہ تین آفرین ہے۔

بعض حاضرین دوسروں سے۔ اسے میان آؤ بھی یہ تو دنیا کے جھگڑے طے ہی تھے میں کبھی ختم نہیں ہوتے۔

بعض دیگر حاضرین (جواب میں) بجائی واہ فرما رہے ہیں تو بھی نہ جائینگے جلد تم ہم آئے ہیں۔

پر مانا بھاس (کھڑا ہو کر خجالت میں لیجئے) حضور بابو صاحب سچا اور ہم جھوٹے۔
اصل یہ کہ ہمسائیگی برابر زبان زد وی ہرگز نہیں ہو سکتی لیکن پھر بھی چند اعتراضات اور سوالات مختصر عرض کرتا ہوں۔

اول دیکھئے بابو صاحب کی ذہنی سستی کہ ہر ایک اشیاء کو مفرد ہی بتلاتے ہیں اور مرکب بھی اس میں یہ اعتراض ہو کہ دو بر دوہ دھرم یعنی مخالف خواص ایک چیز میں نہیں رہ سکتے یعنی جوڑی

مشہور عام ہوا تاہم اُن کا توصل ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اور کو جبراً علیہ کرنا
اور یہ بھی واضح ہے کہ رات یعنی جبکی وجہ سے وہ علیحدہ ہوئے تین وہ ایک غیر ذریعہ خیریت
نہ انکے علیحدہ کر لیا اور یہ کہتی ہو کہ خود بخود ایک خاصیت ذاتی سے وہ علیحدہ ہو جاتے
ہیں پس اس طرح جو کو اپنا دنگہ و نقصان خود گوارا نہ ہو لیکن کسی نہت سے مجبوراً گوارا اور اختیار
کرنا پڑتا ہے جیسا کہ ثقیل چیز کھانے کے بعد پیٹ میں درد ہو جاتا ہے۔

اب بیان شاید حضور کے یا بابو صاحب کے دل میں یہ اعتراض ہو کہ اوکی علیحدگی کا باعث
بھی اشیو ہی ہے خود بخود اپنی تکلیف کو کوئی گوارا نہیں کرتا (عدالت کا نیز پراگلی مار کر
اعتراض نہ کو دل میں ظاہر کرنا) لیکن یہ اعتراض غلط ہے۔ اور اگر یہ اسکی غلطی ثابت کرنے
میں مشاہدہ کے خلاف موافق ہی کافی ہے لیکن پھر بھی ہم ایک اور دلیل بتلاتے ہیں کہ اگر اشیو
اسکا باعث ہوتا تو اسکو کیا ضرورت تھی کہ رات کو ہی او کو علیحدہ کیا کرتا کیا وہ دن میں نہ
وینے کو توانا نہیں جیسا کہ سرکار انگلشیہ کسی مجرم کو دن میں رہا اور رات کو قید نہیں کرتی بلکہ
براہِ جبر روز قید رکھتی ہو پس اس نظام میں پرمیشور کا ذل تلبانا اس بیچارہ پر ناحق اتہام لگانا
علاوہ برین مانکو تفرقہ اور دن میں توصل یا سیکو سیوت کچھ بھی سنا جزا دینا وغیرہ جس قدر کہ
دنیا کے وقوع میں دن سب میں تغیر و تبدل و ترقی و تنزل ہوتا رہتا ہو وہ سب کچھ اس کے انجھیر
ہے یعنی کارن میں تغیر و تبدل ہو تو کاج میں بھی ترقی و تنزل وغیرہ ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا اگر
چونکہ اشیو (کارن) میں ایسا تغیر و تبدل ہرگز نہیں آتا گیا لہذا یا تو تفرقہ و توصل یا قرضہ
دولت و نہ دولت وغیرہ وقوع میں بھی تغیر نہ ہوگا اور یا اشیو غیر متلون اصل ایک سروپ کا
کارن نہ ہوگا۔ مگر دنیاوی وقوعات میں تو تغیر و تبدل عیاں ہو ہی پس لامحالہ یہی ثابت ہوتا
ہے کہ اشیو غیر تغیر ہرگز اور کارن نہیں لہذا اس دلیل سے بھی قرضہ دلوانا وغیرہ لڑنا درست

اور ایشور کے مرکب ہونے کی مخالفت دلائل پہلے مذکور ہی چکا ہوں لہذا کوئی دلیل باقی نہیں
ایشور کے صنعت نہ ہونے میں۔

پس سنو زبا و صاحب کو بحث کرنا طریقہ نہیں آیا لہذا ظاہر ہے کہ جوابات و اگداشت ہفتی پر
وہ صحت نادانی یا فیر ہے اور بعد میں جو ظاہر کجاتی ہے وہ جیون تیون تاکہ اور نہائی سے
پھر قرضہ دلوانے وغیرہ کے لئے علیحدہ دلیل کی اس غرض کی ضرورت ہے کہ یہ کوئی لازمی
امر نہیں کہ جو جگت کا صلہ ہو وہ قرضہ دلوانے وغیرہ کا بھی منتظم ہو اگر قرضہ دلوانے وغیرہ کا
منتظم نہ ہو تو باوجود حک کیا ہے چنانچہ یہ پہلے ظاہر ہی کر دیا گیا تھا۔ خیر

اب اس دلیل کی تردید پر جو اعتراض ہے اس پر غور فرمائیے کہ وہ کیا بیہودہ ہے یعنی
آپ فرماتے ہیں کہ موہن دھول کا جو درشتانہ ہو وہ ایک فرضی بات ہے یعنی موہن دھول کچھ
چیز نہیں۔ عدالت پر دل خاص ہے کہ یہ ایک جہالت کی بات ہے کیونکہ موہن دھول وغیرہ جلد
مشہور عام میں اور جو مشہور عام تھے ان وہ کیس وقت اور کسی مقام میں ضرور موجود تھے
غلط نہیں ہوتے گو کیا ہوں۔ جیسے جو اہرات جو مشہور ہیں وہ کیس وقت اور کسی مقام میں
ضرور موجود ہیں۔ چنانچہ جادو کے زور سے سانپ کے پکڑنے والے یا اس کے زہر دفع کرنے والے
وغیرہ اکثر انھوں سے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ایک منتر زرد و سرخ زرنور (بھڑو تیا) کے زہر کو
جھاڑنے کا ہمارے شاگرد دیکھتے اس چمکانوی کو یاد ہے بارہا آزمایا تیر بہت پایا جس کو
اعتبار نہ ہو ہم اب تجربہ کر سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے فرض کرو کہ موہن دھول وغیرہ آپ کی نگاہ
میں کچھ نہیں گراو سکو چھوڑ کر اور بھی نہ ارا تمہیں ہم بیان کر سکتے ہیں چنانچہ دیکھو چکو اچھا
کی تمہیں نہایت ہی موزوں اور طاہر امن ہو یعنی رات کے منت سے چوکی کو چمکے سے
لا املہ علیہ ہوتا پڑتا ہے یا وہ میکہ دونوں باہم نہایت شوق لئے کار کھتے ہیں کہ انکی بھڑی

آپ فرماتے ہیں کہ تمام صنعتوں کا شروع صلہ ہی ایشور ہے۔ یہ کہنا محض کچھ فیہ نہیں
تو اور کیا ہے۔ پس اسکی مخالفت کرنا بلا شک حق میں دخل ہے لہذا میں صواب اور فرض ہے۔
پھر اول یہ تسلیم ہو رہی چکا ہے کہ ابد ذرا نہ حرکات خود بخود واقع ہوتی ہیں لیکن اب کہتے ہیں کہ
”یہ ہوا کہا گیا تھا کیونکہ قرضہ لولہ اور غیرہ جو اعمال کی خراجہ ہیں وہ ایشور کے تعلق میں ہیں۔
لہذا اسکی نسبت بھی باختم نہیں ہو سکتا۔“ یہ بڑی نادانی کی بات ہے کیونکہ کیا معلوم ہے کہ
اگر ہی فعل ہو گا کہتے ہوں اور آئندہ پھر اویس کو تسلیم کرنا چاہے ورنہ یوں تو تمام باعثہ کو اسی غلظت
سے (کہ ہوا کہا گیا تھا) روکو کہ پھر نہ سوزنا باعثہ کر سکتے ہیں اور پھر اویس کو بھی اسی غلظت سے
چھوڑ کر پھر اور باعثہ علیٰ ہذا اقیاس۔ غرضیکہ نتیجہ یہ ہوا کہ جبکہ ایک مرتبہ کوئی امر تسلیم ہو گیا پھر
اوسکی نسبت باعثہ ختم ہو جاتا ہے ورنہ پھر اگر اویس پر بحث کی جائے تو سلسلہ ختم کبھی نہ ہو گا پس
اگر یہ محبت میں نہ کورہ باعثہ اس بارہ میں ختم ہو گیا لیکن ہم چونکہ ہر طرح حق پرانی پر آمادہ ہیں اور
ہر ایک اشتباہ کے رفع کرنا ہمارا ارادہ ہے لہذا ہم پھر بھی اویس پر بحث کرنا چاہتے ہیں جو بابو
صاحب نے دلائل پیش کی ہیں انکی تردید کریں گے۔

پھر بابو صاحب نے یہ جواب دیا ہے کہ ”یہ کہنا کہ شروع میں ایشور کا صلہ ہونا ہمہ سب غلط الحوا
کی بات ہے جب تک ہماری دلائل مدد نہ کیجائیں۔“ اب چونکہ وہ دلائل بھی تمام و کمال رد ہو گئے ہیں لہذا
میرے نزدیک جو انکو غلط الحوا کی باتیں بتلائے وہ خود باہوش و حواس ہو کر اپنے ہی دل میں اشتباہ
کرے کہ کسلی باتیں غلط الحوا کی ہیں۔

اور اب وہ مغزنی بھی ہدایت پر بخوبی واضح ہو گئی ہوگی کہ جسکی بابو صاحب کی رائے میں
تردید نہیں ہو سکتی اور جو ہر امر کو پایہ اثبات کو پہنچاتی ہو پس اب بھی بابو صاحب کیا شمع ہو سکتے ہیں
اور نہ ہنوز احباب غم کا بلا صلہ کے ہونا دیکھا گیا پس منوس کہتے ہیں کہ بابو صاحب غل نہیں ہوتے۔

یعنی مشاہد کے خلاف اور غلط ہے اور اگر سیکانام غیر محسوس ہو تو بتلانا کہ اس طرح ایشور بھی
کے جسم میں جلوس کے صنعت کرتا ہے۔ پس ابتدائی اولاد ثانی تو کیا ایشور کسی بھی قسم کا
کرتا ثابت نہیں ہو سکتا۔

اور جب ایشور کا صانع ہونا غلط ہوا تو محیط کل کا صانع ہونا بھی ثابت نہ ہو کیونکہ یہی
پر استدلال کیا گیا تھا۔

اب دیکھئے کہ اسی سمجھنے کی استعداد پر سخت بگھاری جاتی ہے اور ہم پر طنز کیا جاتا ہے کہ
”ہم جو ماویہ نیست“ پس یہ شل ہی ہوئی کہ ”چہ دلا درست دندے کہ کھٹ چرخ داد و دینی
خود لینے الفاظ سے اپنی جہالت ظاہر فرماتے ہیں اور کوسروں کو جاہل بتلاتے ہیں۔

پھر دیکھا روش بھی رہیں ہو کیونکہ کھار کی امور تک روح گھٹ وغیرہ کی کرتا تو کیا ثابت
ہوتی بلکہ کیسی بھی کرتا ثابت نہ ہوئی دیکھو یان مکتیرن مذکورہ سابق کو۔

اور جبکہ کسی شہسار کا کرتا ایشور ثابت نہ ہو تو اولاد وغیرہ کا بلا کر کہے ہونا لا اعتراض ہو گیا
اسی لئے میں نے کہا تھا کہ اسکی جو مخالفت کیجاتی ہے وہ بوجہ ناواقفیت قانون مباحثہ کے ہے
چنانچہ اب اسکی تصدیق ہو گئی اور کوئی شک نہ رہا۔

اور جبکہ اولاد وغیرہ کا بھی سیکو کرتا بتلایا جاتا ہے تو یہ مشاہد کے خلاف ہے ہی۔
اور حاضرین کے دلوں میں اکثر اسے شکوک ضرور مچتے ہیں کہ ہر شخص علم مباحثہ کی کمال استعداد
نہیں رکھتا لہذا جبکہ مخالف کی جانب سے ناقص دلیلین ظاہر کیجاتی ہیں تو متوسط عقل کے آدمی
ضرور شبہہ حالت میں ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ معلوم کون حق پر ہو۔ پس بعض توقع
کی طرف رجوع مہتے ہیں اور بعض غیر حق کی طرف بھی۔

اب عدالت انصاف سے خود فرادے کہ ہماری کونسی دلیل کی تردید لگی ہے کہ جسکے زعم سے

ہزاروں قایمے تصور تھے۔

اب آگے چل کر میسے اوپر بابو صاحب نے دھوکھا دی کا لازم نکالیا ہے اس کی بھی حقیقت اور کترین کی عادت حضور انور پر بدشمن ہیں یہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ بابو صاحب نے ایسے لازم بچھیرا دیا تا کہ میں نہیں کرتے بلکہ درحقیقت وجہ اس کی یہ ہے کہ جب تک اپنی کم علمی اور کوتاہ اندیشی آپ کو معلوم نہیں ہوتی تب تک دوسرے کے اوپر ہزاروں طرح کے شک پیدا ہو کر تے ہیں اور جو معاملہ کی اہلیت تک رسائی ہو جاتی ہے تو پھر خود اس کو شرمندہ اور نادار ہونا پڑتا ہے ایسے اس کی شکایت اور حسرت کچھ نہیں کی جاتی۔

لیکن غور کیجئے آپ کہتے ہیں کہ گھٹ کا کرنا کھانے کے ہاتھوں کو بتلایا یہ دھوکھا دیا ہے۔ عدالت کو معلوم ہو گا کہ یہ دھوکھا ہے یا کہ کسی نادانی اور ناہمی ہے۔ بلکہ گھٹ کا کرتا ہاتھوں نے بھی خود کھارے جسم کو تسلیم کیلئے پھر کہنے کہ دھوکھا کیونکر رہا۔

لیکن بابو صاحب دوران بحث میں ایسے سرگردان اور پریشان معنے میں کہ کبھی کبھتے ہیں اور کبھی کچھ فرماتے ہیں۔ متعلق اور غیر متعلق یا مناسب اور مناسب غیرہ کا کچھ بھی خیال نہیں دیکھتے اب انھوں نے کھارے کے ہاتھوں کی حرکت وغیرہ کی بحث پیش کی ہے لہذا اب مجھ کو اس کے بھی پھیلنے اور کھانے پڑے۔

حضور پر واضح ہے کہ بحث صرف یہ ہو کر اسواریک یعنی غیر جسم بھی کرتا ہوتا ہے یا نہیں۔ نہ یہ کہ روح کرتا ہوتی ہے۔ پس لغزش اس کے کھانے کی روح ہی ہاتھوں کی کرتا ہے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ روح بحالت جسمی کرتا ہے یا غیر جسمی۔ اگر بحالت جسمی بتلاوین تب تو قانون کی دفعہ ۴ حرف ج کے موافق سب سے سادہ دوش اوپر و عرض ہے یعنی یہ ثابت ہی ہے۔ ہم خود ہی کہتے ہیں کہ جسم کرتا ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں کہ غیر جسمی کی حالت میں کرتا ہے تو یہ پرنیش مردہ

اگر باوجود صاحب کی طرح کوئی زنا نہ کامل نہ بھی انوس تھا دوش کے خوف سے قائم کرے تو کسی کو باہر نقلی کی بات نہ ہو کیونکہ زنا نہ کی قدامت میں کلام نہیں ہو سکتا پس تمبیہ یہ ہوا کہ جیسا کہ باوصف انوس تھا دشمن کے زنا نہ کو انادانا جاتا ہے ایسا ہی پیدائش انسان کا سلسلہ بھی اناد ہے خلاصہ یہ ہوا کہ انادوشیا میں انوس تھا وغیرہ دشمن تجویز کرنا سچا ہے کمال انوس اور تعجب ہے کہ اس انومان سے کہ ہر اولاد اپنے والدین سے پیدا ہوتی ہے جو جگت کا سلسلہ اناد یعنی قدیمی ثابت ہوتا ہے اسکو تو غلط بتلایا جاتا ہے۔ اور ایشور کرتا جو کسی قانون سے ثابت نہیں اسکو زبردستی منانا چاہتے ہیں پھر یہ کہ جگت ہے کہ ایشور مفرور اور سادھارن کرتا ہے اسکا کوئی کرتا نہیں ہم کہتے ہیں کہ جگت بھی اسادھارن کالج ہوا اسلئے اسکا بھی کوئی کرتا نہیں۔ اور مفرور ہونا ایشور کا غلط بتلایا ہی گیا پس ایشور کا کرتا بھی ضرور ماننا چاہئے یا جگت کا بھی کرتا نہ مانو۔

پھر یہ بیان ہوا کہ قانون انومان اور پاتی گیان وغیرہ کے ذریعہ سو تجویز ثابت ہو چکا ہے انومان کا پریوگ (نقرہ) عرض کیا جاتا ہے۔ کسی انسان کی پیدائش بلا جامعیت والدین کے ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ انسانی جسم ان کے نطفہ اور عروق میں سے عمل میں ہی بنتا ہے جیسا کہ ہما شتا وغیرہ کی تولید۔ پس اب بھی اگر کوئی بلا دلیل اسکی مخالفت کرے تو بعض با بولا ہے سخت حیرت کی بات ہے کہ شروع مخلوقات میں تو نہ ہر لون آدمی یک نخت ایشور ہر مرتبہ بلا والدین کے جنم کے پیدا کرتا ہے اور اب ایک آدمی بھی کہیں اور کبھی اس خدائی طریقہ سے پیدا نہیں ہونا کا شک اگر ایشور ہے صلاح لیتا تو ہم غایت درجہ کم از کم ہر سال دو چار آدمی کو تو اس طریقہ سے پیدا کرنے کا شور مٹتے بلکہ فرض جتلاتے جس سے اسکی خدائی میں بھی کسی کو کسی طرح کا شک نہ ہو سکتا اور اسکی صلہ گری کا بہترین ثبوت ہوتا اور دو چار آدمی بھی عمل کی تحلیف اور غلطی وغیرہ سے معذور ہر خدا کی اور ہماری جان کو دعا دیا کرتی وغیرہ وغیرہ

ہوتے ہیں اگر یہ کہنا اور کاٹھیک ہے تو پھر مکو اور کیا چاہئے شل ہے کہ اندھے کو
 کیا چاہئے دو ذہن یہی تو ہمارا مطلب ہے۔ مگر بابو صاحب جو انوسٹھا دوش کے خوف
 سے کہتے ہیں کہ اور کاٹھیک نہیں نکلتا یہہ او کی غلط فہمی ہے کیونکہ جو واقعہ بظاہر
 پریت سہ یعنی عقل مصلحت سنج اور واس سلیم کے موافق ہو اُس میں اگر کسی دوش کا
 احتمال ہو تو بھی دوش نہیں سمجھا چاہئے شال اسکی پہلے عرض کر چکا ہوں ہاں جو واقعہ
 ثابت نہ ہو سکتا ہو تو سمجھو کہ اس میں کوئی دوش ہے مگر جبکہ صریح کوئی چیز موجود ہو اُس میں
 دوش تجویز کرنی والا وہی کہلاتا ہے شل ہے کہ ہاتھ لگن کو اسی کیا ہے۔ ورنہ جیسا کہ بابو
 صاحب کے موکل یعنی مدعا علیہم کا خیال ہے کہ دنیا کا سلسلہ قدیم ہے یعنی میعاد معین کے
 بعد پرے ہوتی ہے اور پھر سرشتی ہوتی ہے اس طرح سلسلہ قدیم ہے اگر یہی ٹھیک تھا تو
 تو اس میں بھی انوسٹھا دوش کیوں نہیں یاد گیا اور بابو صاحب پر انود جو وغیرہ کو انا د
 کیونکر ثابت کر سینگے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ جو اشیاء قدیم یعنی انا دین اور کی انا دتا
 یعنی قدامت کے علم تک اپنی رسائی نہیں اسلئے ان میں انوسٹھا دوش یعنی دور رس کا
 احتمال ہوتا ہے مگر نہیں بلکہ میا کر پر انود روح وغیرہ انا د اشیاء میں یہ خیال مناسب نہیں
 کہ یہ کہان سے آگے اور کون انکولایا وغیرہ (اسی دوش کے خوف سے بابو بامدرا خان
 کے موکل کہتے ہیں کہ پہلے سولے خالق مطلق کے اور کچھ تھا) ایسا ہی سلسلہ انا دین بھی
 ایسا تصور اور احتمال زریبا نہیں کہ اس میں انوسٹھا آتی ہے۔

ایک تمثیل اور عرض کرتا ہوں کہ جو بالکل شائبہ ہے وہ یہ ہے کہ شلال کال یعنی زمانہ کا
 اثبات بھی اس طرح ممکن ہے کہ زمانہ حال سے پہلے اور زمانہ تھا اور اس سے پہلے اور علیٰ ہذا
 جہاں تک ہم میں بجا کر نیکی طاقت ہے بجا رہنے کے مگر آخر میں مجبوراً کہنا پڑے گا کہ زمانہ انا د ہے

تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ خاصیت اور درجہ کا اہمیت ہے یعنی خاصیت صفت اور درجہ صفت ہے اور صفت موصوف لازم ملزوم ہوتے ہیں لہذا شروع میں اگر خاصیت نہ تھی تو یہ بھی نہ تھے اور اگر نہیں تھے تو بابو صاحب کے دعوے کے خلاف مولوی اکیان سب کا جواب عارض ہوتا ہے پس اس بحث کو چھوڑ کر اوپر مباحثہ کرنا لازم ہے چنانچہ آئندہ کیا جاویگا مگر اب بابو صاحب کو بھی برعکس اپنے جواب کے اُسپر ہی استدلال کرنا چاہئے چونکہ وہ نہیں کرتے بلکہ اسکو غلط بتلاتے ہیں لہذا یہ بھی صحیح نہ ہو کہ شروع میں خاصہ ہی پیدا کیا گیا تھا پس نتیجہ وہی ہو کہ شروع مخلوقات میں بھی صلح کا اثبات نہیں ہو سکتا۔

قطع نظر اسکے بابو صاحب ایکٹ انومان کے ذریعہ سے جلد مرکبات کو ایک جنس اور کرتا کے کئے ہوئے ثابت کرتے ہیں اور میں ذریعہ قانون پرنٹیش کے دکھاتا ہوں کہ بعض مرکبات کرتا کے کئے ہوئے اور بعض بلا کرتا کے خود بخود واقع ہوتے ہیں ایک جنس کے ہرگز نہیں۔ عدالت پر واضح ہے کہ کوئی انومان جو قانون پرنٹیش کے مخالف ہو خواہ وہ لا اعتراض بھی ہو ہرگز صحیح نہیں ہوتا کیونکہ قانون پرنٹیش انومان سے مقدم اور بلوا ہوتا ہے جیسا کہ کوئی انومان کرے کہ آگ سرد ہے کیونکہ بخوار ربع عناصر کے ایک عنصر ہے۔ اور ہم اسکو پرنٹیش چھو کر دکھلا دیں کہ آگ سرد نہیں بلکہ گرم ہے تو لا محالہ وہ انومان اسکا غلط سمجھا جاویگا تو بس بابو صاحب کے ایسے انومان کی تو پرنٹیش کے مقابل کیا اصل ہے کہ جب پرنٹیشن اور لا اعتراض غالب ہیں بہر حال قانون پرنٹیش کہتا ہے کہ انشور کسی مرکبات کا صانع نہیں۔

پھر بابو صاحب کہتے ہیں کہ یہ کہنا ہمارا صحیح ہے کہ ہر ایک اولاد کے والدین ضرور

تیسری عاوض ہوتی ہے اور قانون انومان کے فقرہ میں ہی کارآمد ہوتی ہے نہ کہ قانون پرتیش میں
 علیہ ذہن قیاس جسکی تعاطی کے مقابلہ سولی کی حرکات کا کرنا کوئی پرتیش نہیں اور مدعا علیہم کے
 سفر گزارہ کو بھی یہ قبول ہے تو دفعہ ہ اسے اسکی تردید نہیں ہوتی۔

۱۔ بعض حاضرین حیرت سے دلیں کہتے ہیں۔ ”اوہو دیکھو کیا کیا نئی نئی باتیں معلوم ہوتی
 ہیں اور تمام یوروپین چیرس دیکر اپنا دلی سرور ظاہر کرتے ہیں۔“

اسپر باو صاحب غلبا ہی کہنے کے ان اشیاء کا کرتا یعنی ایشور جو ثابت کیا جاتا ہے
 وہ قانون پرتیش سے دیکھنے کے قابل ہی نہیں لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ میں پہلے
 ہی مدلل بیان کر چکا ہوں کہ مجسم اشیاء کا کرتا مجسم یعنی پرتیش دیکھنے کے قابل ہی ہوتا ہے
 لہذا چونکہ مجسم ہے بل کا کرتا بھی اگر کوئی ہوتا تو ضرور مجسم ہی ہوتا۔ جسکا کوئی جو
 معقول ہنوز نہیں دیا گیا اور نہ دیا جاسکتا ہے۔

پھر باو صاحب کا یہ کہنا صحیح جھوٹ ہے کہ مجھے مرکبات کو ایک جنس کے ثابت کئی
 ہیں کیونکہ انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ بعض مرکبات کا اب صانع ہوتا ہے۔ اور بعض
 بلا صانع کے ہی ہوتے ہیں پس ایک جنس کے کیونکہ ہو سکتے ہیں۔

باقی یہ جو کہتے ہیں کہ شروع میں سب کا کرتا تھا یہ صرف کہنے کی بات ہے ورنہ اسکی صلیت
 کوئی نہیں چنانچہ ابھی اسکے بارہ میں میں نے عرض کیا ہے کہ شروع کرتا کا کوئی ثبوت نہیں
 لیکن اسکو بھی چھوڑ کر اسی بارہ میں اس مرتبہ اور سوال کرتا ہوں کہ شروع میں ایشور
 نے تمام مرکبات کی صنعت کردی تھی یا انہیں مرکب ہو جائیکا خاصہ یہ اگر دیا تھا
 اگر کہو کہ صنعت کردی تھی تو یہ محض نادرت ہے کیونکہ یہیہ روز بروز لکھو کہانی
 صنعتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور اگر کہو کہ ہر ایک اشیاء میں خاصیت پیدا کی گئی تھی

کراہ یہ خود بخود واقع ہوتے ہیں پھر ویسا کر لیا کر نہوا۔ غلامہ یہ ہے کہ حکیم اب بعض کتاب
کا خود بخود مرکب ہوتا تسلیم ہے تو بابو صاحب دل کھولے بتلاوین کہ پھر کس اعتبار اور
محبت پر ایسا شروع مخلوقات میں کرتا سمجھتے ہیں یہ خیال تب ہی تک پیدا ہو سکتا
کہ جب تک یہ سمجھتے تھے کہ بلا صانع کے کبھی کوئی مرکب نہیں ہوتا پس پچھاروش ہرگز
رہ نہیں ہوا۔ علاوہ اسکے وید کے مضمون اور حروف سے بھی ویسا چار آتا ہے کیونکہ وید کا لپنے
کا تیری وغیرہ چھند یا اوتکار وغیرہ حروف سے مرکب ہونا یہی ہے مگر اس کو بابو صاحب نے
بھی صنعت نہیں مانا بلکہ کہتے ہیں کہ وید قدیم ہے۔ پس جبکہ وید وغیرہ بابو صاحب مرکب ہونے
صنعت نہوے تو ویسا پچھاروش برابر آیا۔ پھر اولاد ابدان یا مقناطیس وغیرہ کی نظائر پر
ہو قانون انومان کی دفعہ حرف الف عارض بتلائی وہ ہرگز نہیں ہو سکتی بابو صاحب کا
خیال غلطی ہے کیونکہ اور سے انکو تمثیلاً پیش کر نیکی غرض نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ او کو نوبذیہ
ایکٹ انومان کے کرتا کی مدھی کرتے ہیں اور ہم انھیں کو نوبذیہ قانون پر تکیس کے اسکے
خلاف بلا کرتا کے دیکھتے تھے کمال وغیرہ کے جوگ سے خود بخود پیدا ہوتے ہیں دکھاتے ہیں
جیسا کہ مثل مقدمہ ہاتھ میں اوٹھا کر کوئی شخص انومان سے کہتا ہو کہ پیش تو آتھ چند
کے مقدمہ کی نہیں ہے کیونکہ تو آتھ چند کبھی کوئی مقدمہ دایر نہیں کرتا۔ اور ہم اسکو
پر تکیس دکھلا دیں کہ یہ پیش تو آتھ چند کے مقدمہ کا کی پڑ چکر دیکھ لو اور تو آتھ چند مقدمہ
کی پر وی کرتا ہو اس کے سامنے موجود ہے۔ پس اگر پیش نہ کو بعض بحث میں ہو لیکن
جبکہ وہ قانون پر تکیس کے ذریعہ سے تو آتھ چند کی ثابت ہوتی ہے اور مخالف بھی اسکو
قبول کرتا ہو تو نسل نہ کو کو تمثیلاً پیش کر نیکی ہو کیا ضرورت ہے نہ قانون پر تکیس پیش
کی ضرورت ہوتی ہے پس مقدمہ قانون انومان کی محض غیر متعلق ہے کیونکہ دفعہ کو بابو صاحب

باقی ہیں اور جب ایک ہو جاتی ہیں تب ثقل سونے کی تمثیل مذکورہ سابق کے مرکب نہیں بلکہ مفرد ہی ہو جاتی ہے پس سب ہی اشیاء مفرد اور سب ہی مرکب ہو سکتی ہیں لہذا اشیاء کو بھی اس فیل سے بری کرنا محض جہالت ہے۔

عطر اس تمام گفتگو کا یہ ہے کہ اگر مرکبات کا صنعت ہونا مفرد ہی ہے تب تو اشیاء بھی رچو کر مرکب ہے صنعت ہو اور اگر اشیاء باوصف مرکب ہونیکے بھی صنعت نہیں تو دیگر جملہ مرکبات بھی صنعت نہ ہونگے۔

اب اس میں ایک سوال اور کرتا ہوں کہ مرکبات صنعت کیوں بنائے جاتے ہیں۔ وجوہ اس کے اگر کہیں کو ان کے اجزاء جمع کرنا کوئی ضرور ہوتا ہے اسلئے۔ تو مرکبات دلیل زریعہ بلکہ خود مدلول ہو گئے یعنی جیسا کہ اجسام وغیرہ کا صانع ثابت کیا جاتا ہے ایسا ہی مرکبات کے جمع کرنا کے اثبات بھی ضرور کسی دلیل سے کرنا چاہئے نہ یہ کہ خود مرکبات کو ہی دلیل میں پیش کرنا۔ مگر مرکبات کے اجزاء کے جامع کے اثبات میں کوئی دلیل پسیدہ نہیں۔ لہذا ثبوت کے صانع کا وجود ہنوز کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

قطع نظر اسکے اگر فرض بھی کریں کہ اشیاء مفرد ہی ہے تو ہی کوئی ضرور نہیں کہ وہ ہلکا کر کے ہو لہذا اسکا بھی کرنا کیوں نہ مانا جاوے۔

اچھا۔ آگے اولاد اجسام وغیرہ مرکبات سے جو ہنے دیجھا۔ دوش دیا تھا وہ بھی رد نہیں ہوا۔ کیونکہ میان ملک تو تسلیم ہی ہے کہ اب اونکا کرنا او صانع کوئی نہیں صرف اس کے اور بحث ہے کہ کبھی اونکا کرنا کوئی تھا۔ یہ محض رائے ہے اور کسی طرح سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسکے اثبات میں صرف ہی دلیل تھی اور اسوجہ سے کرنا کا خیال پیدا ہوتا تھا کہ مرکبات کا صانع ہوتا ہے اب سی دلیل کو مان لیا غلط یعنی مشابہ کہتا ہی

اور مرکب ثابت کرنے کے لئے اسے کسی کا ترکیب دیا ہوا یعنی صنعت ثابت کرنا لازمی رہا۔ پس ایسے اثبات پر علاوہ اسدہ دوش عارض ہو چکے اتر تیرا آشوبے دوش بھی آتا ہے لہذا آپکا دعویٰ بہت غیر ثابت ہی رہا۔

یعنی خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم یہ کہتے ہو کہ ایشور کا ترکیب دینے والا کوئی نہیں اسلئے وہ صنعت نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ سورج چاند وزمین وغیرہ کا بھی ترکیب دینے والا کوئی نہیں پس وہ بھی صنعت نہیں ہو سکتے اب جس دلیل سے سورج و چاند وغیرہ کا صانع ثابت کرنا چاہتے ہو اسی سے ایشور کا صانع ہونا بھی ضرور ماننا پڑے گا۔

حاصل کلام اس تمام بیان کا پھر مختصر عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو دو یا چند چیزیں باہم ایک حلقہ میں اجتماع ہوتی ہیں وہ خواہ علیحدہ علیحدہ ہوں یا ایک میکس باؤنڈ ہو مگر مرکب کہلاتی ہیں پس ہر ایک چیز اپنے درجہ کی شہرت کال یا گن پر پائے کا مجموعہ ہے لہذا کہ صنعت مرکب ہیں۔ اس نیا سے ایشور بھی اپنے درجہ کی شہرت کال یا گن پر پائے سے مرکب قرار پایا۔ پس اب اگر کوئی کہے کہ جو مرکب ہوتا ہے وہ صنعت ہوتا ہے تو لامحالہ اسکو ماننا پڑے گا کہ ایشور بھی صنعت ہے۔ اسیکو اود شرح کرتا ہوں کہ اگر باوصاحب اب بھی کہیں کہ جو کلا ایک ایک ہو جاوین وہی مرکب ہوتے ہیں۔ ایشور سے تو درجہ شہرت کال وغیرہ علیحدہ علیحدہ ہیں لہذا وہ مرکب نہیں۔ تو میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ گھر کے کی تمثیل جو اونھوں نے اپنے بیان میں پیش کی ہے اسکے پُرزے ہی علیحدہ ہوتے ہیں لہذا وہ بھی مرکب نہوگی اور جب مرکب نہوگی تو قبول اونکے صنعت بھی نہوگی پس بہتر ہے کہ اپنی پیش کردہ تمثیل سے ہی وہ خود جھوٹے ہو گئے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک قسم کی چند چیزیں بھی جب تک مجموعہ ہو کر چند ہی رہتی ہیں تب تک ہی مرکب نام

اجتماع ہے لہذا وہ بھی مرکب اور اسلئے صنعت ہوا۔ اور ایشور کا پردیشون کا جمع ہونا
اسلئے ہ بھی نہیں کیونکہ اس کو آپ نے سرب بیا پاک یعنی محیط کل شل اشکاش کے نام ہے
اس قدر طویل ایک پردیش یعنی پریانو ہرگز نہیں ہو سکتا ورنہ آکاش بھی ایک پردیشی
قرار پاوے اور اس سے مختلف مقاموں میں مختلف شبہ وغیرہ پیدا کر خالف تے
ہیں ہرگز نہیں پیدا ہونگے ایسا ماننے میں اور بھی بہت دوش آتے ہیں۔

لیکن ان اسلئے علاوہ اب آپ یہ کہیں گے کہ ایشور فی الحقیقت ایک دیشی تو نہیں بلکہ ایک
قسم کے لائق اور پردیشون یا پریانو دن کا مجموعہ تو ہو لیکن مرکب نہیں کیونکہ مرکب وہ ہوتا
ہے جس کے اجزاء کسی زمانہ میں علیحدہ علیحدہ ہوں اور پھر کسی نے ان کو ترکیب دیا ہو اور ایسا
مرکب بھی صنعت ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسا ماننے سے جگت کے صنعت
ہونے میں جو مرکب ہونا دلیل بیان کی تھی وہ کچھ بھی نہیں رہتی یعنی مرکب ہونے کے معنی ایک
ہونگے اور انہیں کوئی دلیل و مدلول نہ پایا دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ ایک کاشتوت
دوسرے کا تابع رہا یعنی جگت کو صنعت ثابت کرنے کے لئے تو اسکا مرکب ہونا ضروری ہے

جس میں ایک یہ گل پریانو ناما بل تقسیم مادہ جسے فلسفیان ہند نے آنا چھوٹا مانا ہے کہ کئی سنگھ
کے اجتماع کو بھی ہماری نگاہیں لائیکے لئے شاید ہی کوئی تیز سے تیز خوردین قابل ہو سکے، سوائے
اسے اگر پریانو تکلف کا اطلاق عموماً اشیاء مادہ کی ذات پر ہی ہوتا ہے یعنی عموماً
پریانو سے مراد یہ گل پریانو ہوتی ہے تاہم چونکہ اس لفظ کے معنی جز ملا تجزی کے ہیں اسلئے
لحاظ معنی یہ لفظ اشیاء مادہ یا غیبہ مادہ ہر دو کے اجزاء لایا تجزی کے لئے
لایا جاسکتا ہے۔

تجزیہ

تو معلوم ہوگا کہ ایسے ایسے اعراضات کی کچھ بھی اہلیت نہیں کیونکہ اول تو اس میں یہ سوال ہے کہ وہ مختلف درجوں کے سنجوگ کا نام بھی مرکب ہے یا نہیں۔ اگر ہے تب تو اعراض کی کچھ ضرورت ہی نہیں یعنی ایشور کا مرکب ہونا ثابت ہو گیا کہ درجہ شیشہ کمال وغیرہ کا سنجوگ ایشور سے اسبطر حکا ہے۔ لیکن اگر برعکس اسکے یہ کہیں کہ مختلف درجوں کے اجتماع کو مرکب نہیں کہتے تو اسی جہت سے روح اور جسم کے سنجوگ کو بھی ذکر دونوں مختلف مذہب میں (مرکب نہ سمجھنا چاہئے اور جبے کب نہ ہوے تو بقول آپ کے صنعت بھی نہ ہوے تو اس نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو خدا کو بھی مرکب مانو اور صنعت یا جیو اور جسم کو بھی مرکب نہ مانو اور نہ صنعت یا چھاب دوسرا سوال اس میں یہ ہے کہ ایک ہی درجہ کی چند حالتیں باہم میل کرتی ہیں تو وہ مرکب ہوتی ہیں یا نہیں۔ اگر کہیں کہ ہوتی ہیں تب تو یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے اور جھوٹ ہے کیونکہ ابالی اور کڑا وغیرہ سے ملکر بنے ہوئے سونے کو کوئی مرکب نہیں کہتا اور اگر کہو کہ ایک عنصر کے درجہ کی حالتوں کے اجتماع سے مرکب نہیں ہوتا تو برسرِ کمر ہی بھی مرکب نہو اس ہی دلیل سے اجسام وغیرہ کو بھی کہ ایک تسم کے پڑگل پانوں (ذرات مادی) کا مجموعہ ہے مرکب نہ سمجھنا چاہئے۔

علاوہ اسکے اس تمام جھگڑے کو چھوڑ کر اگر یہ فرض بھی کر لیں کہ ایک درجہ کی چند حالتوں کے اجتماع سے بھی مرکب ہوتے ہیں (کسی نظر سے یہ ٹھیک بھی ہو سکتا ہے) تو اوائل بحسب مذکورہ صدر جسم و روح چونکہ دو مختلف درجہ ہیں ایک درجہ کی چند حالتوں کا مجموعہ نہیں لہذا وہ مرکب نہو یہ صنعت قرار نہ پاوینگے اور دویم ایشو بھی چونکہ ایک ہی درجہ کے لائق اور پرورشوں کا

۱۷ پرورش خیز کے چھٹے جوڑے ایک جزو کا نام ہے۔ یا یوں کہئے کہ اُس قدر جگہ یا مقام کا نام ہے

ہو سکتا ہے چنانچہ یہی ایشور کے باہن بیان کیا گیا ہے یعنی ایشور کو ہم ایشور سے ہی مرکب نہیں بتلاتے بلکہ دربیہ کشیدہ وغیرہ چند اشیاء سے مرکب بتلاتے ہیں پس بیان تک تو لا اعتراض ہے اب رہی یہ بات کہ جو چند چیزیں ملکر ایک ہو جاوےں اسکو مرکب کہتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ کوئی چیز کسی دوسرے دربیہ میں ملکر اپنے دربیہ کی بجائے کو نہیں چھوٹی اگر چھوڑتی تو اسکا ناش ہو جاتا مگر ناش کسی دربیہ کا نہیں ہو سکتا۔ تو نتیجہ اس گفتگو کا یہ ہوا کہ کوئی دربیہ کسی دربیہ سے ملکر ایک ایک نہیں ہوتا بلکہ سب اپنے اپنے دربیہ کی بجائے قائم رہتے ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ چند چیزوں کے ملنے سے ہی مرکب نام ہوتا ہے چنانچہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔

اب اس میں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف دربیہ کا سن جوگ تو بلا شک یا سیاہ ہوتا ہے۔ لیکن جب ایک سیاہی دربیہ کی چند شکلیں باہم میل کرتی ہیں تو ان کے ایک ایک ہو جاتے ہیں کیا شک ہے جیسا کہ ایک سونے کی بالی اور کڑا انگوٹھی وغیرہ ملکر سب ایک ہو جاتے ہیں۔ ایسے اعتراض یہ کرتے ہیں جنکو اپنے اقوال کی خبر اور تیز نہیں۔

پہرانا بھاس (دریان میں) کیونکہ یہ اعتراض تو واجبات سے ہے۔ یوں کہنے کا کیا ہوتا ہے اسکی تردید کیجئے۔

پہرانا چند (ہلیمی سے) ذرا ٹھیرے باہو صاحب سننے جائے دیکھئے تردید ہوتی ہے یا نہیں دریا میں بولنے کا آپکو کوئی حق نہیں۔

پہرانا بھاس۔ بیشک دریا میں دخل میںے کا قاعدہ تو نہیں لیکن کیا فائدہ پھر طول کلامی ہوتی۔ اسلئے میں نے ابھی جواب دریافت کر لیا ہے۔

پہرانا چند۔ آپ ذرا سننے جائے۔ میں خود ہی جواب عرض کرتا ہوں۔ اگر ذرا توجہ کیجئے

پیش کن کر طر فانی سے اور نکلے غلات ایک بھی لایق دلیل نہ ظاہر کی گئی اور کیوں کیا ہے
 کہ راست راست ہی ہوتا ہے اور جھوٹ جھوٹ۔ اور دلیل مخالف تو نہ ظاہر کی گئی۔ نیز کیا
 گرافسوس کہ وہ انکو سمجھے بھی نہیں قطعی۔ پس میری وہ حالت ہوئی بقول شخصے کہ دو ہا
 مور کہ کو پوچھی ہوئی باخین کو گن گاتھ + جیسے نرل آری دئی اندھ کے ہاتھ + اور زیادہ
 تاسف یہ ہے کہ تاہم میرا بیان متناقض بتلایا جاتا ہے اور دل میں بہت خوش مٹتے
 ہیں کسی بزرگ کے بقول کہ بیٹی کے دودھ پی جلنے کا تو اس قدر رنج نہیں مگر وہ بھوک
 دُم ہلاتی ہے وہ زیادہ ناگوار ہے۔

اور غضب یہ ہے کہ میں نے کیسی سیدھی سیدھی باتوں میں عدالت کو سمجھایا
 مگر تاہم دلیل مخالف نے ایسے ایسے دھوکے دیے پیچ ڈالے کہ یقین ہے کہ ہنوز جملہ مزین
 کسی کے شکوک رفع نہیں ہوئے ہونگے کسی شلتر تجربہ کار نے اسی کے صدق کیا اچھا کہا ہے
 قطعہ پھول لایا نہ سر دھیل لایا + راستی میں تو کچھ نہ کھی بات
 جھوٹ لکھا ہے شیخ سعدی نے + راستی موجب مسافرت
 اس لئے اس مرتبہ سوار عدالت ذرا غور کے گھوڑے کو نظر انصاف کے کوڑے سے
 سید ان بیان میں دوڑا دے تو اسید کال کیجاتی ہے کہ پھر نرل مقصود حق دانی تک عجز
 رسائی ہوگی اور شاہق رسائی کی فوراً جلوہ نمائی۔

جناب عالی صفات کے اختلاص کا باعث تو اب ختم ہو ہی گیا ہے عدالت خود اس پر لحاظ
 فرماوے۔ اب صرف قانونی مباحثہ کی پردہ دری قابل غور ہے۔ اول اعتراض ایشور کے
 مرکب ہونے پر ہے لہذا پیشتر اوسکی حقیقت حضور پر روشن کرتا ہوں۔

یہ حضور کو معلوم ہی ہے اور مخالف کو بھی تسلیم ہے کہ مرکب دو یا زیادہ چیزوں سے ہی

جنا با اس طرف سے جو کوئی اموال گذاشت کیا جاتا ہے وہ صرف طول کلامی کے خوف سے ہوتا ہے ورنہ یہ نہ سمجھے کہ ہم اس سے ناواقف ہیں یا کوئی دلیل ہی نہیں رکھتے۔

علیٰ ہذا نقیاس قرضہ دولے اور منتظم وغیرہ کے وسیعہ دلیل اس کے ظاہر نہیں کی گئی تھی کہ جبکہ بابو صاحب مخلوقات کا مصلح ایشور کو ان جائینگے تو قرضہ دولے کا منتظم کیوں نہیں مانینگے گرجیک انھوں نے علیحدہ دلیل چاہی تو اور سے علیحدہ بھی پیش کی گئی۔

اس کے ہم قبل ہی میں کہ یہ ہے سو اظہار کیا گیا تھا کہ اب جملہ حرکات خود بخود واقعہ تھے ہیں چنانچہ ابکی مرتبہ یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ قرضہ دولانا وغیرہ اس کے بن اختیار میں ہے اب اس دلیل پر جو اعتراض ہے اسکی حقیقت دیکھئے کہ یہ تو بابو صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ اپنا نقصان اور تکلیف کوئی خود گوارا نہیں کرنا کر پھر کہتے ہیں کہ سیو سے گوارا بھی کرتا ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ موہن دھول کی جو نظریات کی ہے وہ ایک فرضی بات ہے جیسا کہ آکاش کے پھول ورنہ اسکا کہیں بھی جو نہیں یہ سب سنگار لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں پس ہماری دلیل ہرگز دیکھ چاری نہیں۔

اور واقعی جیسا ہمارا بیان لا رہا ہے ویسے ہی وہ شریف بھی لا رہے ہیں۔ پس بابو صاحب نے اپنی دانست میں ہمارے بیان کی تردید اگرچہ کی ہو مگر درحقیقت کسی لفظ کی بھی تردید اسے نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ افسوس کہ ہم کہاں تک ان کے ہمراہ مغرزی کرین گے بقول ان کے کہ ”جھوٹے آگے بھاؤ دیتا ہے“ یہ درست ہے۔

تعبیب سنگہ و خیرہ (خوش ہو کر) واہ بابو جی واہ۔

پیرمان چند (طیش کھا کر) حضور یہ دیکھئے کہ میں اول ہی گزارش کر چکا تھا کہ میں کہاں تک ایسی کوتاہ اندیشیوں کی تردید کرونگا۔ کترین نے کیسی کیسی روشیں دلیلیں

خلاف کیونکر بتلایا جاتا ہے اور حاضرین کو اس بیان میں کیا شک سپید ہو سکتا ہے۔ پھر جبکہ جو اعتراض کئے جاتے ہیں ان سبکی تردید اس طرف سے بلاتامل ہو جاتی ہے تو ہم یہ کیونکر کہیں کہ تمام صنعتوں کا شروع صلح دہی ایشور ہے تاہم ہٹ دھرمی اسکی مخالفت کی جاتی ہے۔

پھر یہ بات ہماری طرف سے ضرور ثابت کی گئی تھی کہ اب مضافہ حرکات خود بخود واقع ہوتے ہیں الا قرضہ و دونا وغیرہ جو اعمال کی سزا جزا ہیں وہ اب بھی ایشور نے اپنے تعلق رکھی ہیں ورنہ کسی کو کیا معلوم ہے کہ اسکے مقدسین کیلئے پس آئی نسبت بھی ہنوز باختر ختم نہیں ہو سکتا۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ شروع میں صلح ہونا ایشور کا اسدہ ہے کمال خطا الحواسی کی بات ہے کیونکہ پھر کہتا ہوں کہ بہت دلائل اس بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں چنانچہ ابھی پھر از سر نو میں نے اسکو ثابت کیا ہے جب تک وہ تمام دلائل رد نہ ہوں کیونکہ اسدہ بتلایا جاتا ہے۔

زیادہ مغزنی سے البتہ کوئی امر پایہ اثبات کو نہیں پہنچتا مگر ان ایسی مغزنی سے کہ جسکی تردید نہ ہو جیسا کہ بیان کرتے ہیں۔ اسلئے ہمارا طر کرنا بھی جائز ہے کیونکہ جب دلائل مذکورہ ابدان و اجسام وغیرہ کا بلا صلح کے ہونا رد کر دیا گیا ہے اب شرم کرنی چاہئے ہکویا بابو صاحب کو۔

پھر ایشور کے صنعت ہونے میں یہ دلیل جو بتلائی ہے کہ وہ مرکب ہے یہ غلط ہے۔ دلیل اسکی شروع میں ظاہر کر چکا ہوں بس ایک دہی دلیل کافی ہے ایشور کے صنعت نہ ہونے میں۔ بابو صاحب کے دریافت کیجئے کہ ابو بحث کا خاتمہ ہو گیا یا اب بھی اوکھ کی ہے۔

جو بابو صاحب اپنا مطلب لکھتے ہیں وہ غلط ہے کیونکہ اسی لیل سے کرنا ثابت ہوتا ہے۔
 غور کرو کہ جبکہ ہر اولاد کے والدین یعنی اسکے کرنا ثابت ہوئے تو اخیر میں ایسا کرنا ضرور قصور
 کرنا چاہئے کہ جسکا کرنا نہ ہو ورنہ اسکا ہوش و حواس (تسل) آویگا پس جو ایسا کرتا ہے اسکو
 ہشام بت کرتے ہیں لہذا یہ لیل ہمارے ہرگز مخالف نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کہیں کہ اس آخری
 کرتا ایسا کرنا بھی کرنا کوئی ضرور ہونا چاہئے سو نہیں کیونکہ وہ اسکا حاصل کر لے اور غور کرو
 جو مرکب ہوتے ہیں یا اسکا حاصل کرنا ہیں اور انھیں کا کرنا ہوتا ہے۔ پھر بابو صاحب نے اس
 امر میں کہ کھار کے جسم ہاتھ گھٹ کے کرنا میں حضور کو کیسا دھوکا دیا ہے اور آپ کو بتائیں
 ظاہر کیا ہے لیکن ہکو اطمینان ہے حضور کی زندہ دلی پر ورنہ بابو صاحب کا دتیرہ ہی یہ
 ہے جابغور ہے کہ کھار کے ہاتھ تو گھٹ کے کرنا بیشک میں گرائن ہاتھوں کی حرکت کا
 کرنا بجز روح کے کون ہے پس ہی نظیر سے تمام مراتب کا مصلع ایشور ثابت اولاد میں
 ہے۔ دریا میں کرنا خواہ کوئی اور سید ہوں مثلاً درخت کا مالی اور مالی کا کوئی اور اور اسکا
 کوئی اور اگر آخری اور لائنی کرنا بسا ایک ایشور ہی ہو سکتا ہے۔ پھر جب ایشور کرنا
 ثابت ہو گیا تو وہ محیط ہی ہے لہذا محیط کل کا مصلع کل ہونا بھی روشن ہے۔
 اب عدالت غور فرمے کہ سمجھنے کی استعداد کو نہیں ورنہ یوں تو ہر کوئی کہتا ہے کہ
 ہچو مادیر کے نیت۔

اور جبکہ اورتیک کھار کی روح مورتیک گھٹ کی یا ہاتھوں کی حرکت کی کرنا بیشک میں
 تو وہ بھار دوش بھی رد ہو گیا۔

اور جبکہ جلد ایشور کا کرنا ثابت کر دیا گیا تو اولاد وغیرہ کا کرنا کے بدون ہونا بخوبی ثابت
 ہو گیا اب قانون مباحثہ سے ناواقف کی آہن کو نسی بات ہے۔ اور نہ معلوم کہ یہ شاہد ہے

ایشی ہونے پر ایک اشیاء کی حرکات اور صفات مقرر کر دی ہیں تاکہ سیکے موافق وہ ہمیشہ کار بند ہوتی ہیں پس ایشیوری اٹکا بھی کرتا ہوا جیسا کہ گھڑی کے پیرزے حالانکہ خود بخود چلتے ہیں لیکن گھڑی ساز نے چونکہ شروع میں اٹکا چلنا مقرر کیا ہے لہذا وہی اٹکا کرتا ہے پس اس دلیل سے جبکہ ہر اک مرکبات کا کرتا ثابت ہوتا ہے تو وہ بھی کرب آ سکتا ہے ہرگز نہیں۔

علاوہ اسکے اولاد ابدان یا مقناطیس وغیرہ کی تمثیل سے جو یہ خیال کیا جاوے کہ کوئی صانع نہیں تو محض غلط ہے کیونکہ اگرچہ یہ بظاہر خود بخود ہوتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مگر دراصل پریشوری اٹکا بھی صانع ہے کیونکہ یہ بخوبی مسلط عام ہے کہ کوئی انتظام بلا منتظم کے اور کوئی مرکب بلا ترکیب دینے والے کے نہیں ہوتا پس اس فقرہ میں یہ اولاد وغیرہ سب یکش یعنی مرض بحث میں آگئے پھر انکو تمثیل میں پیش کرنا محض غلط فہم ہے اور قانون انومان کی دفعہ حرف الف اس پر ماضی ہے یعنی سادہ کھم دوش اس میں آتا ہے۔ ان اگر باوصاحب کو کوئی تمثیل ایسی یاد ہو کہ جو معرض بحث میں نہ تو بیان کریں۔

حاضرین تعریف کرتے اور داد دیتے ہیں۔

پھر باوصاحب نے جو یہ فرمایا کہ قانون انومان کے ذریعہ سے صرف وہی ثابت ہو سکتے ہیں جو ایک جنس کے ہوں بیشک یہ درست ہے مگر اسی دلیل مذکورہ بالا سے ہنہ ثابت کیا ہے کہ ہر اک مرکبات ایک جنس یعنی کسی صانع کے صنعت کے ہوتے ہیں پس اس سے صنعت ہونا سب کا ثابت ہی ہے پھر اسکی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔

پھر یہ بیان بھی ہمارا صحیح ہے کہ ہر ایک بچہ کے والدین ضرور ہوتے ہیں مگر اس سے

یا کثرت جماعت کرتے تو کجی آلتنا سل یا سوزاک و آتشک وضعف دماغ و غیرہ امراض کی نرم و سخت سبب قسم کی تحالیف کو خود ہی مجبوراً گوارا کرتا ہے۔ لہذا دلیل مذکورہ ویجھاری ہے۔ ابد باوید شریف وہ بھی بقول انکے جیسا اونکا بیان لا رہا ہے ویسا ہی وہ بھی لا رہا ہے۔

پس اور کوئی فقرہ تمثیل میں اول سے آخر تک باقی نہیں کہ جسکی تردید نہیں کی گئی لیکن پھر بھی یہی کہے جانا کہ ہماری تردید نہیں ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ ایک عجیب تعصب نگہ صاحب کی مہربانی اور اس شل کے مصداق ہے کہ جھوٹے گے آگے سچا سو دیتا ہے۔
حاضرین دیلے حیرت میں غوطہ کھاتے ہیں۔

بابو پرانا نا بھاس (پریشان ہو کر) حضور صفات کے اختلاک کے باعث ہے بیشک بابو صاحب تنگ نہ ہو گئے ہم ہی تنگ ہی کیونکہ ہلکا سقد زبان زور سے نہیں آتی اور اگرچہ قانونی سبب بھی بہت کچھ ہو چکا مگر اسکی تردید کرنی ضرور ہے لہذا گزارش ہے کہ اول بابو صاحب کی یہی زبان زور سے دیکھئے کہ دھینگا تانی سے پریشہ کو بھی مرکب بنا دیتے ہیں مگر قانون انومان کی دفعہ کا حرف الف اسپر عارض ہے یعنی اسے اور غیر ثابت ہے کیونکہ مرکب وہ ہوتا ہے کہ جو دو یا زیادہ چیزیں ملکر ایک ہو جاویں۔ مثلاً پراٹوؤن کے اجمل سے اجسام۔ گراشور جو کہ دربیہ کشیتر کال وغیرہ سے ایک ایک نہیں ہوتا بلکہ دربیہ کشیتر کال وغیرہ علیحدہ ہیں اور پریشہ علیحدہ لہذا ان سے ایشور کا مرکب ہونا شروع یعنی غیر ثابت ہے۔

پھر اول یا ابدان کے بڑھنے وغیرہ کی تمثیل سے جو ویجھار بتلاتے ہیں وہ بھی نہیں کیونکہ ہم اول وغیرہ تمام مرکبات کو صنعت ثابت کرتے ہیں یعنی ہم کہتے ہیں کہ شروع مخلوقات میں

کہ ابو صاحب اس قدر طنز کی باتیں کہتے ہیں لیکن کچھ شرع نہیں کرتے۔

پھر صرف اس قدر کہنے سے کہ ایشو صنعت نہیں ہو سکتا کچھ مطلب حاصل نہیں ہوتا نہ یہ بحث کا طریقہ ہے۔ جتنا کہ کوئی دلیل نہ ظاہر کجیاوے تب تک ایشور کے مرکب ہونے سے ویجا کیوں نہیں مانا جاوے گا۔

پس چونکہ ہماری کسی دلیل کی تردید ہنوز نہیں ہوئی لہذا یہ کہنا کہ باصفات ایشو صانع ہے آگین باغ بتلانا ہے۔

اور قرضہ دہانے کا منظم بھی بلا دلیل کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ضروری بات نہیں کہ دنیا کا ناظم (اگر کوئی ہو تو) قرضہ دہانے وغیرہ کا جھگڑا بھی اپنے ذمہ رکھے۔ چنانچہ یہ بیان خود انکے سوچنے یا دھت سے یعنی ابیابو صاحب نے فرمایا ہے کہ ایشور شروع مخلوقات میں شامل ہوتا ہے روزمرہ کی حرکات کا صانع نہیں اور اسکی نسبت دلیل جو ظاہر فرمائی ہے اس سے اور بھی جہالت واضح ہوتی ہے کیونکہ خود ہی قرضہ دہانے وغیرہ حرکات دوزانہ کے انتظام سے انکار کرنا بلکہ صرف شروع مخلوقات کا صانع سمجھنا اور خود ہی قرضہ دہانے وغیرہ روزمرہ کی حرکات میں بھی دلائل پیش کرنا محض کوتاہ اندیشی ہے۔ اب عدالت پر ظاہر ہوا ہو گا کہ کوتاہ اندیش کون ہے کہ یہ بھی بچا نہیں کیا جاتا کہ اب میں نے کیا کہا تھا اور اب کیا کہتا ہوں۔ پھر اس دلیل سے یہ ثابت بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگرچہ یہ بات صحیح ہے کہ کوئی جیولینے لئے سراو کوٹا نہیں گوارا نہیں کر سکتا مگر کسی وجہ سے مجبوراً کرنا بھی پڑتا ہے مثلاً موہن دھول یا شریک وغیرہ کے نشہ سے جیو باد لا ہوا جو جالتے حالانکہ کسی کو یہ گوارا نہیں۔ یا جب کوئی شخص نادانی و کم فہمی سے جتنی داغلام متواتر کرتا رہتا یا زین مرغیہ یا حایفہ سے مباشرت

دستورِ روپ ہی ایسا ہے کیا وہ ایک طرح بیان کر کے نارہستگی کے زمرہ میں
آجاوین۔ پس ان کے مستند ہونے میں کیا کلام ہے۔ اگر بابو صاحب ایکٹِ مباحثہ سے
واقع ہوتے تو ہرگز ایسی باتیں نہ کرتے کہ زمین فضول میں اور عدالت کی تفسیع وقت
ہو اور حاضرین کو اشتبا اور غلک کا ضما د گھیرے۔ پھر جبکہ ایشور کبھی بھی کسی کا رتا
ثابت نہوا تو یہ کہنا کہ شروع میں تمام صنعتیں ایشور کی کی ہوئی ہیں اب ان کی طرف
نقل کی جاتی ہے بہت ہی کم عقلی کی بات ہے خواہ کچھ خوشی سے کہی جائے۔ ایسے
بیان کو بھی اگر ہم اسدہ نہ بتلاوین تو ہماری وکالت ہی کس لئے ہو فضول ہو۔
پھر اسقہ تو بابو صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اب روزانہ حرکت خود بخود ہی ہر ایک شے
کی واقع ہوتی ہیں کیونکہ ایشور نے بعدِ مخلوقات کی پیدائش کے ہر ایک اشیاء کے کا
سفر کر کے چنانچہ اوس کے واقف تمام اشیاء کا رہندہ ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس بیان سے
روزانہ حرکات متراخرا اور فرضہ دلوانا وغیرہ ہماری متنازعہ حرکات ایشور سے متعلق
نہیں ہے پس مباحثہ ختم ہو گیا۔ مگر چونکہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ شروعِ مخلوقات میں
ایشور نے تمام حرکات مقرر کر دی ہیں اس لئے اس کی تردید کرنا بھی میں مصلحت سمجھتا ہوں
اور وہ اسقہ کافی ہوگی کہ یہ بیان بھی ہنوز اسدہ ہے کسی دلیل سے ثابت نہیں
کیا گیا۔ اور یہ کہ کہا گیا ہے کہ اسقہ مغزنی صرف اسی کے اثبات کی غرض سے لگی
صحیح ہے لیکن یہ کچھ ضروری بات نہیں کہ جس بات کے لئے مغزنی کیا وے وہ
ثابت ہی ہو جاوے ورنہ پھر میرا بیان ہی اسدہ کیونٹ سمجھا جاوے! کیونکہ غالباً
میں نے زیادہ مغزنی کی ہوگی۔ پھر ہمارا بیان بالائینی ابدان و اجسام سورج و چاند
وغیرہ کا صنعت نہونا جیسا کہ ردہ و احضور پر روشن ہی ہے۔ کہان تک انصون کیا جاوے

کھار کی روح گھٹ کی کر تہے۔ افسوس بابو صاحب کو تو شرم نہ آئی صریح دروغ گوئی پر لیکن حضور فائدہ دل سے غور فرمادیں کہ کھار کی روح نے گھٹ میں کیا کیا۔ لاجالہ آپ کو یہی کہنا پڑا کہ کچھ نہیں البتہ گھٹ کھار کے ہاتھوں کا کیا ہوا ہے جو مجھ میں۔ لہذا اب بابو صاحب کے دریافت فرمائیے کہ بادھت روشن میرے بیلن پر آیا یا کہ اونکا بیان پر شکش بادھت ہے۔ اسطرح محیط کو بھی جو آپ کرتا بتلاتے ہیں وہ بھی نادانی ہے کیونکہ ہمارا اعراض محیط کل ہے اور آپ تمثیل دیتے ہیں اسکی کہ جو صرف اپنے کام میں محیط ہے مگر اس سے ہمو اٹھار نہیں۔ واقعی جو کرتا ہوتا ہے وہ اپنے کام میں محیط ہوتا ہی ہے نہ کہ محیط کل۔ پس بابو صاحب کو چاہئے کہ پیشتر بیان کی ماہیت سمجھنے کی طاقت پیدا کریں بعد میں مباحثہ کر سکیں گام لین۔ پھر کھار کی روح کو جو مورٹیک گھٹ کا کرتا بتلا کر دیچھا ردوش دیا تھا چونکہ میں نے دیکھا دیا کہ روح کرتا نہیں لہذا دیچھا ردوش بھی غلط ہو گیا یعنی ہمارا یہہ پر لوگ لا اعراض رہا کہ مورٹیک کا کرتا مورٹیک ہی ہوتا ہے۔

پھر ایک یہہ طری زبردستی کی بات ہے کہ بابو صاحب مشاہدہ کے خلاف بھی ثابت کر سکیو آمادہ ہیں یعنی کہتے ہیں کہ زید کے والدین اگر چہ پوشیدہ ہوں مگر اونکے ہونہیں کچھ شک نہیں ایسا ہی اولہ وغیرہ کے کرتا میں بھی کچھ شبہ نہیں۔ افسوس ہے کہ اعتقاد نہیں سمجھتے کہ زید کے والدین کے بارہ میں تو اول یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی انسان بلا والدین نہیں ہوتا اسلئے اسکے والدین کے ہونے میں شک نہیں مگر اولہ وغیرہ کے کرتا میں تو ہنوز یہہ ثابت نہیں ہوا کہ یہہ بلا کرتا کے نہیں ہوتے پس اونکے کرتا کو اس تمثیل سے کیونکہ فرض کر لیوں۔ ہمارے قانون انکم یا بیان لا لکھنچوت چندر صاحب پر جو یہہ اعراض ہے کہ ہمارے اقرار و انکار کیا گیا ہے۔ یہہ بھی نادرست ہے۔ کیونکہ

اب ہم اس بحث کو بھی چھوڑ کر صرف بابو صاحب کی مؤید نجات پر ہی صبر کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ خود وہ ہمارے موافق ہے وہ یہ ہے کہ بابو صاحب فرماتے ہیں کہ ہر ایک بچہ کو دیکھ کر یہ خیال ضرور ہوتا ہے کہ والدین بھی ضرور ہونگے کیونکہ بلا والدین کیسی ولادت نہیں ہوتی۔ اب ہم اس میں سوال کرتے ہیں کہ یہ انومان بابو صاحب کا درست ہے یا نادرست۔ اگر درست ہے تب تو کرتا کہ انومان کے مخالف ہونے سے ہمارے موافق ہی ہے یعنی جبکہ سطح ہر شخص کا وجود بلا اوسکے والدین کے ہونا نامکن ثابت ہوا تو کوئی فرد بشر بھی ایشور کا کیا ہوا اس پر اس قانون انومان بھی بابو صاحب کے مخالف ہوا۔ بڑا غضب یہ ہے کہ قانون انومان سے تو سلسلہ پیدائش مسلسل سطح ثابت ہوتا ہے کہ شخص اپنے والدین سے پیدا ہوتا چلا آیا ہے مگر بابو صاحب اسکے خلاف نہ معلوم کس قانون سے کہتے ہیں کہ شروع پیدائش میں انسان بلا والدین ایشور کے پیدا کئے گئے تھے۔ اور اگر کہیں کہ یہ انومان ہمارا نادرست ہے تو اسکے ذریعہ سے جو اپنے دعوے کا اثبات چاہا تھا وہ نہ ہو گا اور اجسام و نیرو مرکبات کا اصل کوئی ثابت نہوا۔

علاوہ اسکے یہ انومان غلط ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ نر با دھ ہے اور سطح بیابانی پانی جاتی ہے یعنی اگر والدین ہونگے تو اولاد ہوگی اور اگر نہیں ہونگے تو نہیں ہوگی پس یہ انومان ہی خود کرتا کے مخالف ہے۔ اب عدالت غور فرمے کہ فضول گوئی اور زبان ندی کون کرتا ہے اور اثبات و تردید کے مقول یا غیر مقول ہیں۔

جلد حاضرین سرود آئینہ نگاہ سے حیرت کرتے ہیں۔ اور مدعی خوش ہوتا ہے۔ اچھا اب میں نے جو سوالات قائم کئے تھے انکی تردید پر لحاظ فرمائیے۔ اول اسپرکاموٹر کرتا نہیں ہوتا آپ نے بادعت دوش بتلایا ہے اس سے کہ غیر محرم ہی کرتا ہوتا ہے جیسے

اور ہر چو چوایون کے سینک ہونا یا پتی گیلان کے موافق یعنی لازم ملزوم ہے۔ البتہ
 گاہے بھیس جبکہ ہوں اور کئے سینک ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ سب اس میں لے
 اور اُن سے پیدل لازم ملزوم ہے۔ پس اسی سے حضرت کی مبینہ دلیل کو شاہ کیلج
 یعنی اسطرح گھٹ پٹ وغیرہ کا صانع دیکھنے سے یہ انومان ہرگز زیبا نہیں کہ تمام کربا
 کا صانع ہوتا ہے کیونکہ تمام کربا گھٹ پٹ کی جنس کے نہیں بلکہ ان کے مخالف
 معلوم ہوتے ہیں۔ البتہ یہ انومان ہو سکتا ہے کہ تمام پوشیدہ گھٹ پٹ بھی صانع
 کے لئے ہے ہیں کیونکہ وہ سب ایک ذیل کے ہیں۔ پس امید کرتا ہوں کہ اب عدالت کو
 بخوبی اطمینان ہو گیا ہو گا کہ واقعی جو کربا کی ہوئی ہیں اور انکی نظیر سے جو کربا کی کی ہوئی ہیں
 اور نکاح بھی کرتا فرض کر لیا خلاف قانون ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم کے انومان (قیاس)
 محض حیالت یعنی بیانی گیلان کے بنانے سے ہوتے ہیں۔ ورنہ نزدیکے چار بیٹوں کو
 دیکھ کر ہندہ (زید کی منکوحہ) کے محل کے بچہ کو بھی اس ذیل سے کہ نزدیکے نطفہ سے مذکر
 ہی اولاد ہوتی ہے لڑکا تصور کرنا ٹھیک ہو جاوے مگر نہیں ہوتا کیونکہ محل والا بچہ کن
 ہے لڑکی ہووے اور اس میں کوئی بادھک نہیں۔ غرضیکہ اور بھی ہزار ہا تمثیلیں اس قسم
 کی موجود ہیں۔ پس ایسا انومان کرنا بالاسہامی دانستہ میں ایسا ہے جیسا کہ آجکل کلم عقل
 کے آدمی شریعہ بارش میں مینہ کون کی کثرت کو دیکھ کر خیال کرتے ہیں کہ مینہ ک آسمان
 برستے ہیں ورنہ زمین پر اگر زمین کہاں سے آجاتے۔ جو قوت یہ خیال نہیں کرتے کہ
 ایسے ہی آسمان پر کہاں سے آتے ہیں چنانچہ جو چیز قدرتی پیدا ہوتی ہے اس کو دیکھ کر
 یہی نادان لوگ کہتے ہیں کہ انکارنا مشورہ ہے لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ ایشور کرنا کرنا
 اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ غیر۔

وہ صنعت ہوتا ہے۔ عدالت کو یاد ہو گا کہ اسکی تردیداً تصریح پہلے ہی گزارش کر چکا ہے
یعنی یہ کہ یہ ہیتو ویچاڑی ہے کیونکہ بادل وغیرہ معمولات آب وغیرہ ہونے سے
مرکب بین اور صنعت بین میں نا وزیر ایشیور خود جسکا صنعت نہ ہوتا سلیم ہے بلحاظ
مجموعہ صفات ہو سکے مرکب ثابت کیا جا چکا ہے جو ہنوز لارڈ ہے۔ اسکو بھی چھوڑ کر
بچہ کے جسم کے جوانی تک بڑھنے سے بھی ویچاڑا تک ہے کیونکہ اسکا بڑھنا والا بھی کوئی
ثابت نہیں ہو سکتا پس مرکب اور صنعت میں یہ بہر حال شائبہ ہے لہذا اسرو پاسٹر
دو شے کیونکر ڈھوا ہرگز نہیں ہوا۔

پھر دیکھی ہوئی چیز کی نظیر سے ہر ایک پوشیدہ اشیاء کی خاصیت و حقیقت ثابت
نہیں ہو سکتی۔ اسکی تردید بھی نہیں ہوئی کیونکہ اسکے جواب میں بابو صاحب کہتے ہیں کہ
پوشیدہ اشیاء کے علم میں ہی قانون انومن کام آتا ہے یہ کسی نادانی کی بات ہے
معلوم ہوتا ہے کہ آپ جگہ بیان کو بالکل سمجھتے ہی نہیں۔ خیال کیجئے کہ میں کہتا ہوں
کہ اس سے کہو انجان نہیں کہ قانون انومان پوشیدہ اشیاء کے ثابت کرنے کے لئے ہی
ہوتا ہے مگر ان ہی اشیاء کے کہہ دیکھی ہوئی اشیاء کے ذیل میں ہوں اور وہ بیاتی
گیان سے بڑھ یعنی میٹو سے بنا بجاوی ہوں مثلاً کوئی شخص گائے بھینس کبری وغیرہ
سینگ والے چوپایوں کو دیکھ کر اور ہر ایک کے سینگ پا کر اپنی کم فہمی سے قانون انومان
کی یوں درگت کرے کہ چونکہ ان گلے بھینس کبری وغیرہ میں سے ہر ایک چوپایہ کے سینگ
دیکھنے میں آتے ہیں اسلئے گدھے کے بھی ضرور سینگ ہوتے ہیں کس واسطے کہ وہ بھی مثل
ان گلے بھینس وغیرہ کے چوپایہ ہی ہے تو ایسے شخص کو قانون انومان کے جاننے اور بخوبی
سمجھنے والے کی محض نادان اور کوتاہ فہم نہ کہیں گے۔ کیونکہ سب چوپایہ ایک ذیل کے نہیں

ہے کہ جبکہ ہمارا بیان جو سرا سر وید کا مضمون ہے لارڈ ہے تو ویدوں کے لارڈ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے وہ خود ہی پرمانیک قرار پاتے ہیں۔

اب نہ معلوم کہ وہ کونسے لفظ میں کہ جنکی بابو صاحب نے تردید کر دی ہے فضول شجیت سے کیا فائدہ ہمارے نزدیک تو ہنوز کچھ تردید نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے زبان زوری خواہ کوئی کس قدر کرے۔

پرست چند۔ واہ بابو جی واہ۔

حاضرین سب حیران ہوتے اور پران چند کی طرف چونگتے ہیں۔

پران چند۔ حضور بابو صاحب کے نزدیک خواہ تردید نہ ہو لیکن جناب فیض آباد پر روشن ہو گا کہ میں انکے ہر ایک لفظ کی تردید کر چکا ہوں۔ اسکے خلاف اس مرتبہ بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا تردید اور اپنے کے اثبات میں زبان کھولی گئی ہے وہ سب یا وہ کوئی اور فضول بلکہ بعض خود انکے مضمون سے۔ چنانچہ اسکی حقیقت نکلتا ہوں۔

اول عدالت اور رحمت وغیرہ کے اختلاف وغیرہ کے مباحثہ سے زمین ہرگز تنگ اور نہ یہ میرے کسی لفظ سے ظاہر ہے۔ حضور پر واضح ہے کہ میری نسبت یہ صرف تہمت ہے بلکہ میں کسی مباحثہ سے بھی روگردان نہیں ہوں البتہ فضول تفسیر اوقات سے میں سخت متنفر ہوں اور یہی میں نے کہا تھا مگر بابو صاحب اب چونکہ اس میں کچھ کہہ نہیں سکے لہذا اسکو کھینچا اور خاموش ہوتے ہیں۔ خیر اب دلائل قانونی پر بھی یقین ہے کہ عنقریب ہی مباحثہ ختم ہو گا حضور ذرا توجہ فرمائیے اسکے جواب پر۔

اول اجسام وغیرہ کو صنعت ثابت کرنے میں یہ دلیل بیان کی ہے کہ جو مرکب ہو گا

کہتے ہیں کہ یہ کسی پراٹ سے بندہ نہیں افسوس لگایا اور کواہنگ پر معلوم نہیں ہوا کہ یہ سقد مغزنی اور کوشش صوفی کے ثابت کرنے کے لئے تو لگی اور کیجانی ہے تو پھر پڑیں اس کہنے پر کہ اب بھی یہ اسدہ ہے۔

پھر ایمان و اجسام و روح و چاند وغیرہ کا صنعت ہونا بحسب تبتہ بالا اسدہ ہے۔ یہ جو فرمایا ہے تو میں اوس جینہ بالا کو رد کر چکا ہوں پس اُنکے صنعت ہونے میں اب کیا کلام رہا۔

پھر ایشور کو صنعت بتلا کر جو دھچکار دوش دیا ہے وہ محض نادانی ہے کیونکہ ایشور ہرگز مرکب نہیں ہو سکتا لہذا صنعت بھی نہیں اور نہ اس سے انکادہ ہی ثابت ہوتا ہے اور نہ بادل وادل و بجلی وغیرہ سے کوئی دھچکار آتا ہے کیونکہ ہم ادخا بھی صنایع ایشور کو مانتے ہیں۔ پس ہمارے لوگ دویم (جگت کا صنایع ایشور باصفات ہے) بھی بخوبی ثابت ہے کیونکہ اُسکے ظان جو دلائل بتلائے گئے تھے اُن سب کی تردید ہو چکی ہے اور کوئی دلیل اُسکے مخالف باقی نہیں۔

ایک اور بات ظاہر کی گئی ہے کہ قرضہ دلوانے وغیرہ کے منتظم کے اثبات میں کوئی کمال دلیل چاہئے حالانکہ میرے نزدیک اب بھی قرضہ دلوانے وغیرہ کے منتظم کا اثبات ایشور کرتا کے اثبات پر ہی منحصر ہے کیونکہ جب دنیا کا ثابت ہوا تو اگر وہ قرضہ دلوانے وغیرہ یعنی ستر اجزا کا انتظام ہی کر گیا تو اس کے کرتا ہونے سے کیا نتیجہ ہوگا پس مد علیہ دلیل کی تلاش کرنا فضول ہے پس بھی میں ایک لار دلیل اور بھی پیش کر چکا ہوں پھر معلوم باوصاحب یہ کیوں فرماتے ہیں کہ کوئی کمال دلیل نہیں دی گئی۔

اور وہ پھر ترفیع کے بارہ میں اور زیادہ کیوں ترضیع اوقات کیجاسے۔ صرف یہی کافی دلیل

دیجھا روش اسپر عارض ہے۔

اور جسیرا پر یوگ بھی مجبے فہ مذکورہ دیجھایا ہے کیونکہ زیم کے والدین اگرچہ پریشیدہ ہوں مگر انکے ہونے میں کچھ شک نہیں کیونکہ اور کہیں وہ ضرور موجود تھے۔ ایسا ہی اولاد وغیرہ کا کرتا بھی ایشور ضرور ہے اور انکے قانون آگم کی حقیقت تو ظاہر ہی ہے کچھ کہنے کی حاجت نہیں کہ ہر ایک مہرے اس میں اٹھا گیا ہے اور اقرار بھی۔ دیکھو بیان لا لکھتے چند صاحب کو۔

پس ہر سہ پر یوگ مذکورہ سے جو ہے بیان پر بادھت و جن عامل کیا تھا وہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بابو صاحب بہت خوش ہوئے ہونگے پر یوگ مذکورہ کے انہما سے اور اپنے دل میں اونکو لار دیکھتے ہونگے کہ فراتے ہیں کہ انکی تردید اگر ہو سکے تو کیجئے۔ پھر جبکہ بن ثابت کر چکے کہ ایشور جگت کا کرتا ہے تو خوش ہو کر یہ کیوں نہ کہیں کہ شروع میں تمام سنہتیں ایشور نے کیں اور اب انکی نقلیں کیجاتی ہیں۔ پس کسی نوع سے بادھت وغیرہ روش ہمارے بیان پر عاید نہیں۔

اب اس قدر دلائل کے انہما کے بعد بھی اسکو اسدھ بتلائے جانا ایک زبردستی کی بات ہے دھینگا تانی اسیکو کہتے ہیں۔

پھر سوال جو کیا ہے کہ ایشور شروع غلطیوں میں صانع تھا یا کہ اب سوزانہ انواع حاصل ہیں کا ناظم بھی وہی ہے۔ اسکا جواب یہی ہے کہ ہر پرے کے بعد ایشور ہر ایک قسم کی غلطیوں کو ایک ہی قدیمی طریق سے پیدا کرتا ہے اور ہر شیار کے سبب اور کام مقرر کرتا ہے چنانچہ اسی کے موافق سب چیزیں کار بند ہوتی ہیں پھر سجاد مقررہ کے بعد پرے ہوتی ہے اور اسطرح پھر صانع کامل جگت کی صنعت کرتا ہے۔ لیکن بابو صاحب

جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب عقد منقین ہیں اور نکاح کرنا ضروری ہوتا ہے خواہ بظاہر سو یا پویشیدہ
پھر جبکہ ہم کسی جسم وغیرہ منعت کو دیکھتے ہیں تو ہرگز ضروری انوان ہوتا ہے کہ اسکا
بھی کرنا کوئی ضروری ہے اور وہ کرنا ایسا ضروری ہو سکتا ہے پس یہ اوداہرنِ تمثیل
بالکل مشابہ ہے لہذا اور زیادہ فضول گفتاری سے کیا نتیجہ ہے۔ اسپر اگر کوئی دشمن
بابو صاحب دیکھتے ہیں تو شوق سے دیویں۔

سب حاضرین چونکے ہیں اور ہر پریت چند کمر ٹھوکتا ہے۔
آریہ چند۔ اور کیا۔ شاباش۔
پریشان چند مسکراتا ہے۔

پرمانا بھاس۔ اچھا اب آگے بادعت دشمن کے اثبات میں جو بابو صاحب نے
ہوشیاری دکھلائی ہے اور سوالات قائم کئے ہیں لیجئے اودنی تردید۔

اول یہ جو فرمایا ہے کہ غیر مجسم اور محیط کرنا نہیں ہوتا اسپر قانونِ انوان کی دفعہ ۴
حرف ب عارض ہے یعنی یہہ پر تیکس بادعت ہے کیونکہ فی الحقیقت غیر مجسم ہی کرنا
ہوتا ہے جیسا کہ کھار وغیرہ کی روح جو غیر مجسم یعنی امور تیک ہے وہ گھٹ وغیرہ
مجسم یعنی موتیک کی کرتا ہے۔ پھر محیط ہی کرنا ہوتا ہے کیونکہ ہم اول ہی کہہ چکے ہیں
کہ کرنا اگر اپنے کار میں بیاپک نہ ہو تو اسکا رچنے والا کیونکر ہو سکتا ہے مثلاً کھار
اگر گھٹ کا رچے سے علیحدہ ہے تو گھٹ ہی نہیں پیدا ہو سکتا پس یہ بھی پڑتا ہے
پھر دوسرا پر یوگ بھی مجب مذکورہ بالا خود ہو گیا کیونکہ کہنے اسکے خلاف ثابت
کیا ہے کائنات اور موتیک گھٹ (یعنی غائی و مجسم گھٹ) کی بھی کھار کی رت اور اسکا
(غیر غائی و غیر مجسم) روح کرتا ہے پس قانونِ انوان کی دفعہ کے حرف ج کے موافق

چھوڑتے ہو۔

پیر مانا بھاس - اسے بھائی اور کیا بچہ دیکھتا تو ہے ہی۔
تعصب سنگ - تب بھی آخر کچھ تو کہنا چاہئے۔

پیر مانا بھاس - بھائی اور کیا کہیں خاک عدالت خود غور فرما دیگی۔ ٹھیرا بکھڑو
ورنہ مضمون کی آمد میں فرق پڑتا ہے۔
پیریت چند - ہاں کہنے دو جی۔

پیر مانا بھاس (عدالت سے) ہاں حضور اب لیجئے دلائل قانونی۔ کیونکہ جب
اسل با حاشہ ہمارے موافق ہو جائیگا تو یہ فروعات تو خود بخود ہی طے ہو جائیں گے۔ اچھا
اول یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ ثابت نہیں کہ اجسام سورج و چاند وغیرہ صنعت ہیں لہذا
سورج و چاند روشن عارض ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جو مرکبات
ہیں وہ سب صنعت ہیں لہذا یہ روشن ہرگز عاید نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ جو بیان کیا کہ
جو کرنا کی کی ہوئی میں ادنیٰ نظیر سے جنگا کرتا نہیں اونکا کرنا مرض کر لیا خلاص قانون
ہے۔ یہ بھی نادرست ہے۔ کیونکہ مضمون ذرا غور فرما دیں کہ اگر ایسا نہ ہو تو قانون انوان
ہی بالکل رد ہو جاتا ہے۔ یعنی قانون انوان کی ضرورت ہی کسی ظاہر اشیا کے
دیکھنے سے پوشیدہ کے ثابت کرنے میں ہوتی ہے جیسا کہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حقیقت
بچے میں ادنیٰ والدین ضرور ہوتے ہیں اور بلاد الدین کے بچے نہیں ہو سکتا خواہ وہ
پوشیدہ ہوں یا ظاہر تو کچھ کسی خاص بچہ کو دیکھ کر یہ انوان ضرور پیدا ہوتا ہے
کہ اسکے والدین بھی ضرور ہونگے خواہ وہ ہکو نظر نہ آ دیں۔ لیکن ابوصاحب کے
بقول یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر وہ ہکو نظر نہیں آتے تو کبھی بھی نہ ہونگے اور کبھی

وہ کہتے ہیں کہ اس کے ایک ایک لفظ میں ہزار ہزار معنی ہیں پس تعجب یہ ہوا کہ اس کے الفاظ کے معنی جو کوئی بیان کرے تو کوئی اس کے خلاف استدلال نہیں کر سکتا کیونکہ معلوم کہ مخالفین میں سے کون غلطی پر ہے لہذا یہی دلیل کافی ہے اس کی تردید کو کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسا متنازل بیان ایشو کی جانب سے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ بابو صاحب کے دعوے کی تردید ہو جانے سے بھی وید شریف کی تردید ہو گئی اب میرے نزدیک ایسے الفاظ اور کوئی نہیں ہے کہ جن کی تردید کی جائے۔

جملہ حاضرین خوش ہوتے اور بعض بآہستہ آواز ایک دوسرے سے یوں گفتگو کرتے ہیں ایک - اوہ بھائی پران چند کیا ہی غضب کا پتلا ہے۔

دوسرا - واقعی صاحب اس کی باتیں کمال تعجب انگیز اور پُر حیرت ہیں۔
تیسرا - پُر حیرت کیا ہیں جناب اسی ہیں جن کو سنگھ فرماتا ہے دیکھئے کہ جنکو ایک نہایت ضروری کار دپیش ہے مگر جانے کو دل نہیں چاہتا۔

چوتھا - بھائی پہلے ہی سے کیوں گھبرائے جاتے ہو ذرا بابو پرانا بھاس کی گفتگو بھی تو سنو کیا کہتے ہیں۔

بابو پرانا بھاس کھڑا ہوتا ہے اور تعصب سنگھ کمر ہمت چست کرتا ہے۔

پرانا بھاس (خجالت اور فریب آمیز گفتگو سے) جناب عالی باخدا بلالائی دیا بچہ تان
رحمت و عدالت وغیرہ بہت کچھ ہو چکا چنانچہ بابو صاحب بھی اس سے تنگ معلوم
ہوتے ہیں لہذا میں اس بکھڑے کو چھوڑ کر اب صرف اصل باخدا اور دلائل قانونی پر
زور دیتا ہوں۔

تعصب سنگھ (گھبرا کر آہستہ سے) یہ دلوامی واہ بابو جی واہ اس کو کیوں

علاوہ برین یہ بیان کہ مرکبات سب صنعت ہوتے ہیں خود بھی دیہی چاری ہونے سے
ہیچکارہ ہے باعتبار ابدل و بجلی و اولہ وغیرہ نظائر مرکبات مذکورہ سابقہ کے جبکہ غیر
ہونا بیہی اور سدا عام ہے۔ غلام یہ چوہا کہ بابو صاحب کے مقبولہ مرکبات کا بھی
صانع ثابت نہیں۔

یہ کیفیت ہے ہمارے تمام اعتراضات کی تردید کی جسکے اعتبار پر بابو صاحب
فرماتے ہیں کہ ہمارا دوسرا پریوگ بلا اعتراض اور خود بخود ثابت ہے یہ کچھ بات نہیں کہ
ہنے پہلے اس کے خلاف بیان کر دیا تھا۔

حضور پر واضح ہوگا کہ اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہم صرف اس کے خلاف ہیں مگر کوئی
اعتراض اس پر نہیں۔ کہتے۔ بلا صاف الفاظ میں یہ کہا گیا ہے کہ جیکہ جگت کا کرتا کوئی
ثابت نہیں تو کچھ ضرورت نہیں اسکی تردید کی کہ با صفت صانع ہے اور رسول اس کے
پہلے ہنے اس پر اعتراض ظاہر بھی کر دیے ہیں بلکہ اس کے خلاف ثابت کر دیا ہے یہ کہ با صفت
ایشور بھی صانع نہیں ہو سکتا۔ اسکی کوئی تردید نہیں لگیگی۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی میں نے
قانون انومان کی جن دلیلوں سے صانع کا عدم ثابت کیا ہے وہ سب با صفت ایشور
کے صانع ہونیکے خلاف ہیں لہذا اس پریوگ کی تردید میں بھی وہی کافی ہیں باقی رہا
کہ قرضہ دولہ وغیرہ کا منتظم بھی ایشور ہے۔ اسکو بھی جو مخلوقات کے صانع ہونیکے
دلیل سے ثابت سمجھتے ہیں یہ کیسی کوتاہ فہمی کی بات ہے کیونکہ ممکن ہے کہ مخلوقات
کا صانع کوئی ہو مگر قرضہ دولہ وغیرہ کا منتظم ہو لہذا جب تک کوئی کامل دلیل پیش
کی جاوے تو یہ ہرگز ثابت نہیں ہوگا۔

رہا ویدیشرین۔ اسکا متزلزل اور مختلف بیان ہونا خود بابو صاحب کو تسلیم ہے یعنی

تب تو اسے صحت اور پرگیا نغز و خوشن سے مبرا ہوا۔ اور اگر مفاذ پیدائش کا بھی ایشور صانع بتلایا جاتا ہے تو لاکلام با دعت ہے کیونکہ اس کے خلاف اجسام غیر مصنوعی کے لئے تو طریقہ پیدائش قدرتی بخوبی ثابت ہے۔ اور اجسام مصنوعی کے صانع کما رجوع لاہد وغیرہ انسان بدبین جیسے اقبال میں آپ کو بھی کوئی تالی نہیں اور نہ کسی کو ہو سکتا ہے۔

اب عدالت غور فرمے کہ بابو صاحب نے پہلے تو گھٹ پٹ وغیرہ انواع جکت کو صنعت مانگا اسکے صانع کو ثابت کیا اگر جب اسپر تہ پکٹا بھاس اور با دعت پکٹا بھاس نامی الزام آتے دیکھے تو الزام اول کو دور کر نیکی لئے اجسام سوچ و چاند وغیرہ کو زیر بحث تسلیم کیا اور دوم سے بچنے کو گھٹ پٹ وغیرہ کا صانع ایشور کو بحالت ابتدائی مانا۔ مگر انہوں نے کہ بابو صاحب یوں بھی الزاموں سے بری نہ ہو سکے کیونکہ اس صورت میں ان پر کئی الزام سہم ہوتا بھاس اور پرگیا نغز و خوشن استھان وغیرہ آگے۔

اب رہا دیو بھیا دوش وہ بھی سطح لارڈ ہے کیونکہ اگرچہ ایشور کو مفرد بتلا کر دوش مذکورہ کو رفع کرنا چاہا ہے لیکن قطعاً ہر نوع مفرد کوئی نہیں ہو سکتا یعنی جو مفرد ہے وہی اپنے گن پر پلے اور دیگر کی شید کمال وغیرہ سے مرکب بھی ہے مثلاً ایشور بھی اپنے گن و شک و توان و ایشور تو وہ مقام و کمال سمجھو وغیرہ سے مرکب ہے پس ایسے ایشور کو اگر صنعت مانو گے تو دیو بھیا دوش برابر پایہ رہتا ہے۔ اور اگر صنعت نہیں مانو گے تو دعویٰ ہمارا خود بخود ثابت ہو گیا یعنی یہ کہ بعض اشیاء کرائی کی ہوئی ہیں گھٹ پٹ وغیرہ اور بعض قدرتی ایشور کمال آکاش اور اجسام سوچ و چاند وغیرہ۔

۳۔ جیسے گھڑاوپارچہ وغیرہ کے صانع گھارو جولاہہ وغیرہ۔

۴۔ چونکہ ایشو غانی و متلون مزاج نہیں ہے۔

۵۔ اسلئے وہ غانی و متلون دنیا کا کرتا بھی نہیں۔

تیسرا پر یوگ

۱۔ اجسام سوج و چاند وغیرہ کی پیدائش قدرتی ہے۔ کسی صانع با علم کی صنعت نہیں۔

۲۔ کیونکہ انکا صانع با علم کبھی کسی نے پریشانی نہیں دیکھا۔

۳۔ جبکہ صانع با علم کبھی کسی کو پریشانی نہیں ہوتا اور کئی پیدائش قدرتی ہی ہوتی ہے

جیسے سربندوں سے بنجرات کا اور کرابل وادلو برت وغیرہ بنانا۔

۴۔ چونکہ سوج و چاند وغیرہ کا صانع با علم کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔

۵۔ اسلئے انکی پیدائش بھی قدرتی ہی ہے۔

اور بھی ہزاروں مثالیں بدیہی ہیں جبکہ اسوقت بیان کرنا فضول اسوقت تفسیح اوقات کرتا

اور ایسا ہی قانون آلم بھی جنکی صداقت حضور پر آئندہ روشن ہوگی اسکے خلاف ہے پس

باوہت و دشمن بھی ہرگز رو نہیں ہوا۔

چھوٹی باوہت دشمن کی مخالفت میں یہ کہنا تو کہ شروع میں تمام ہمتیں ایشور نے کی ہیں

اب کمال وغیرہ انکی نقل کرتے ہیں ایک دھینگا دھینگے کی بات ہے کیونکہ یہ خود آتہ ہے

کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ اور اس دشمن کے رفع کرنے میں نہ اسکا کچھ اثر ہو سکتا ہے

بلکہ اس بیان سے وہ ہمارا نظریہ کیا ہوا باوہت دشمن اور زیادہ تر غلبہ پاتا ہے۔ چنانچہ میں

سوال کرتا ہوں کہ ایشو کدھ شروع مخلوقات کا ہی صانع ثابت کیا جاتا ہے یا اب رفقا نہ

پیدائش کا بھی صانع و ناظم تھلا یا جاتا ہے۔ اگر شروع مخلوقات کا ہی صانع ایشور ہے

جو کرائی کی جاتی نہیں اور کرائی فرض کر لینا خلاف قانون و صلوات ہے مگر کیا کام و صیغہ
 وغیرہ پھلدار خون کی مثال سے سرو و شمشاد وغیرہ درختوں کو بھی پھلدار بتانا یعنی ایسا
 انومان کا پریوگ کہنا کہ جو درخت ہے پھلدار ہوتا ہے کیا کہ آم وغیرہ پس سرو و شمشاد بھی
 چونکہ درخت میں لہذا ضرور پھلدار ہیں محض نادانی کی بات ہے۔ پھر بادعت دوش کا جو
 بھی ٹھیک نہیں ہوا کیونکہ اصل تو گھٹ پٹ وغیرہ کی ایک شادعت ہونا تسلیم ہی ہے
 جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک جزو میں دوش لگتا ہے۔ قطع نظر اسکے اجماع سوج و چاند اور
 سکھ و گھ وغیرہ کا کرائی ہونا بھی ایشور کا بادعت ہے کیونکہ قانون انومان اسکے خلاف موجود ہے
 لینے اسکے حوالہ۔

- ۱۔ ایشور بگت کا کہنا صانع نہیں پرنگیا (دھرم)
 - ۲۔ کیونکہ وہ غیر مجسم و بتیراگ و محیط کل ہے ہتو (دلیل)
 - ۳۔ جو غیر مجسم و بتیراگ و محیط کل ہوتا ہے وہ کہتا ہے انوی (دھرم) (مثیل ہو گیا)
 - نہیں ہوتا۔ جیسے آکاش وغیرہ
 - ۴۔ اور جو کہتا ہوتا ہے وہ غیر مجسم و بتیراگ و محیط کل نہیں ہوتا جیسے کھار و جلا وغیرہ
 - ۵۔ اور جو کہتا ہوتا ہے وہ غیر مجسم و بتیراگ و محیط کل ہے آپ نے (قرار دلیل)
 - ۱۔ اسلئے وہ بگت کا کہنا نہیں ہے گنگن (نتیجہ)
- دوسرا پریوگ

- ۱۔ فانی و تغیر پذیر و متلون دنیا کا صانع غیر فانی و غیر متلون ایک ایشور نہیں ہو سکتا
- ۲۔ کیونکہ اشیاء فانی و تغیر پذیر کا صانع فانی و متلون فراج ہی ہوتا ہے۔

شک و شبہ نہوتا۔ صرف بذریعہ قانون انومان کے اسکا اثبات کرنا چاہتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ صنعت ہیں اور کوئی صنعت بلا صانع کے نہیں ہوتی جیسے گھٹ پٹ وغیرہ۔ اسیکے اوپر ہر دلیل اعتراض ہیں۔ اول تو اجسام سورج چاند وغیرہ کا صنعت ہونا ہی ثابت نہیں کیا گیا پس ایکٹ انومان کی دفعہ حروف الف کے موافق سرور پائیدہ دوش ہی اسپر کافی ہے۔ علاوہ اسکے جنکا کرنا دیکھا گیا ہے اور انکی نظریے

لے سرور پائیدہ یا ساؤھیہ سیم ہوتا بھاس ہے دلیل ناقص ہے جو خود ثبوت کی محتاج ہو۔
ہیتو بھاس کی دیگر اقسام :-

(۲) انیکانٹک یا سو بھیا۔ (۱) **अनेकान्तिक या सव्यभिचार** :- وہ دلیل

ناقص ہے جو مخالف دعوے کے لئے بھی درست ہو۔

۱۔ نشیخت و پکش برتی۔ جو موضوع دیگر کے محمول مخالف پر بھی صادق آئے۔

۲۔ شکت و پکش برتی۔ جو ادبی موضوع میں مخالف محمول کا امکان بھی ظاہر کرے۔

(۳) وردھ (विरुद्ध) :- وہ دلیل ناقص ہے جو دعوے کے خلاف کو ثابت کرے۔

(۴) اکیختل (अकिञ्चित्कार) :- وہ دلیل ناقص ہے جو سب پکش بھاس باوجہ

پکش بھاس کے اثبات میں پیش کیجاوے (دیکھو کتاب ہذا کا صفحہ ۳۱۳ فٹ نوٹ سطر ۱۵)

۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸ فٹ نوٹ سطر انانیت ۱۵

(۵) پر کرن سیم (प्रकरणसम) :- وہ دلیل ناقص ہے جو بزرگیت یا زیرقیقات کا کوئی خبر نہ ہو

(۶) کالاتیت (कालातीत) :- وہ دلیل ناقص ہے جو میوتو و بے محل پیش کیجاوے

یا جہن وقت کا فرق یا عدم ثابت ہو۔

کیونکہ پرتیکش تو سدا عام ہوتا ہے یعنی اگر ملکیت کا کرتا پرتیکش ہوتا تو کسی کو بھی اس میں

(۱۴) اُنٹو بھاشٹ۔ اہل مجلس جس مضمون کو بخوبی سمجھ لیا ہو اور مدعی نے بھی تین بار اسکا اظہار کر دیا ہو ایسے سمجھ اور جانے ہوئے دعویٰ کو شکریہ چاہنا اور کچھ جواب نہ دینا۔
(۱۵) اگلیاں۔ جس مضمون کو مدعی نے تین بار کہہ دیا ہو اور سامعین نے بخوبی سمجھ بھی لیا ہو اسے نہ سمجھنا۔

(۱۶) اپرتی بھا۔ فریق ثانی کے دعویٰ کو بخوبی سمجھ کر کبھی کسی خوف یا سہو وغیرہ کی وجہ سے وقت پر جواب کا نہ دیکنا۔

(۱۷) وکشیپ۔ جواب نہ دینے پر کسی ضروری کام وغیرہ کا عندیہ یا بہانہ پیش کر کے مباحثہ کو ملتوی کر دینا۔ یا اور کچھ جھگڑا ڈال دینا یا غصہ کرنا۔

(۱۸) تانا تو گیا۔ دعویٰ یا اثبات دعویٰ میں فریق ثانی نے جو نقص بتلایا ہو اسکی تردید نہ کر کے یہ کہنا کہ جو نقص تم میرے دعویٰ یا اثبات دعویٰ میں نکالتے ہو وہی نقص تمہارے دعویٰ یا اثبات میں موجود ہے۔

(۱۹) پرتیو جو پکشیٹ۔ فریق ثانی کو نگراہ استھان میں آجانے پر بھی اوسکی گرفت کرنا۔
(۲۰) زراتو جو بانو پوک۔ فریق ثانی کو نگراہ استھان میں نہ آنے پر بھی اوسکو نگراہ استھان میں آیا ہوا بتلانا۔

(۲۱) آپ سدھانت۔ اختلاف بیانی۔ یعنی جو امر پہلے تسلیم کر لیا ہو یا خود مان رکھا ہو اس سے مخالف کوئی بات کہنا۔

(۲۲) ہیتو اجماس۔ غلط دلیل دینا۔

یہ تو سدا عام ہے

تو کس پراٹ سے کیا جاتا ہے۔ یعنی پرتکیش پراٹ سے تو انکارا سہہ ہی نہیں ہوتا

تو گھڑا بھی غیر فانی ہی ہوگا۔

ایسے جواب سے فریقِ اول پر پرتگیا بانی دوش آتا ہے۔

(۳) پرتگیا و ردھ۔ دعویٰ اور دلیل کی آپس میں مخالفت ہونا۔

(۱۲) پرتگیا سنٹیا س دعویٰ کی تردید ہونے پر اس سے انکار کرنا کہ یہ میرا دعویٰ تھا۔

(۵) بیٹو انتر۔ ایک دلیل کی تردید ہو جانے پر دوسری دلیل دینا۔

(۶) رتھا تر۔ اُٹار مباحثہ میں کسی مطلب کو چھوڑ کر دوسری بحث کرنا یا کسی ایسی بات کا بیان

کرنا جس کا دعویٰ کے اثبات یا تردید میں کچھ تعلق نہ ہو۔

(۷) ترا تھک۔ بے معنی بحث کرنا۔

(۸) اوگیا تارھ۔ کسی مضمون کو ایسے الفاظ میں بیان کرنا کہ دوسرے نے تہرانے پر بھی نہ تو فریقِ ثانی

کی سمجھ میں آوے اور نہ دیگر سامعین میں سے کوئی سمجھ سکے۔

(۹) اپار تھک۔ ایسی بے سلسلہ گفتگو کرنا جس میں ایک بیان کا دوسرے سے کچھ تعلق نہ ہو۔

(۱۰) اپرا پت کال۔ اثبات دعویٰ میں بے ترتیبی کا ہونا اور ہریان کے لئے موقعِ دخل کا کچھ نہ ہونا۔

فکونا۔

(۱۱) بیٹون۔ مضمون کو پورا نہ بیان کرنا بلکہ اُوٹھورا چھوڑ دینا جس سے صاف کوئی نتیجہ نہ نکلے۔

(۱۲) اورھاٹ۔ ضرورت سے زیادہ بولنا اور ایک دلیل یا مثال مدلول کے اثبات کے لئے کافی

بہنے پر بھی اور اور دلائل یا امثال پیش کرنا۔

(۱۳) پیر کوکت۔ ایک ہی بات کو بلا ضرورت دوبارہ دوبارہ بولنا۔

بقیہ فریقِ ثانی

عدالت لحاظ فراموش کرے کلام پر کیا اگر اجسام سوچ جائز و غیرہ کا کربا ہی ثابت کیا جائے گا

(۱) پر گیا نتر۔ لے ہوئے دعوے کی تردید ہونے پر اسی دعوے میں کوئی اور بات بڑھا گھاڑا رست
بیان کرنا۔

مثلاً مدعی کا دعویٰ ہو کہ ”آواز فانی ہے“ کیونکہ وہ شل گھڑے وغیرہ کے حواس سے
محسوس ہوتی ہے۔

اس پر فریق ثانی اسکی تردید میں کہتا ہے کہ جس طرح عمومیت حواس سے محسوس ہونے پر
بھی غیر فانی ہے اسی طرح آواز بھی غیر فانی ہے۔

اسکے جواب میں فریق اول کا یہ کہنا کہ ”عمومیت ہر جا موجود ہونے کی وجہ سے حواس
محسوس ہونے پر بھی غیر فانی ہے۔ مگر چونکہ آواز شل گھڑے کے ہر جگہ موجود نہیں ہے
اسلئے گھڑے وغیرہ کی طرح یہ بھی ضرور فانی ہے“ پر گیا نتر نگرہستان دوش کہلاتا
ہے۔ کیونکہ یہاں دعویٰ میں آواز کا ہر جا موجود ہونا اور ایزاد کر دیا گیا ہے۔

(۲) پر گیا فانی۔ دعوے سے گرجانا بوجہ اپنی مخالفت مثال قبول کر لینے کے۔
مثلاً مدعی یہ دعویٰ کرے کہ ”آواز فانی ہے“ اور دلیل یہ پیش کرے کہ ”کیونکہ وہ حواس
محسوس ہونیوالی اشیاء میں سے ہے شل گھڑے کے“

اس پر فریق ثانی اس دعوے کی تردید کیلئے یہ مثال پیش کرے کہ ”عمومیت باوجود حواس
محسوس ہونیکے غیر فانی ہے“ اسی طرح آواز کو حواس سے محسوس ہونے پر بھی ہم غیر فانی ہی
کیونکہ نہ انہیں۔

اس پر فریق اول یوں جواب دے گا کہ عمومیت بوجہ حواس سے محسوس ہونیکے غیر فانی ہے

اور علم پرگز نہیں ہوا کہ ہماری عدالت لا حاصل ہو ورنہ بلا تامل ایسی نقضول کاری اور گناہ بے لذت سے دست برداری حاصل کر کے ہمارے خیال کے موافق اس انتظام کو کر دینی خوش آمدنی پیش پر چھوڑا جائے بلکہ اغلب ہو کہ اس نے ایسا کیا ہو اور باپ صاحب اپنی نافرمانی اور ناخبرداری سے ہنوز ایسا بیان کرتے ہوں ورنہ بخوبی روشن ہو کہ باپ صاحب کا ایشور محض نا تجربہ کار و نقضول شمار ہے۔ خلاف اسکے یہ کہنا کہ اسکو سب کچھ معلوم ہے ایسا ہے کہ مبیار و ذر روشن بین دوسرے کو لاشی بکڑا کر اسکے پیچھے ٹٹول ٹٹول کر چلنے والے کو تیز چشم اور عاقل مہذب بتلانا ہے۔

اب قانونی مباحثہ اور بھی ذرا غور طلب ہے۔

اول سیدہ پکشا بھاس دوش کی جو تردید کی ہو وہ بھی نادرست ہے کیونکہ کرنا تمام جگت کا ثابت کیا جاتا ہے اور گھٹ پٹ وغیرہ بھی اسی جگت کے اجزاء اور اعضاء ہیں پس چونکہ اونکا کرنا گھٹا وغیرہ سیدہ ہی ہے لہذا سیدہ پکشا بھاس دوش برابر عارض رہتا ہے۔ مگر اب جو اسکے خلاف یہ کہا گیا ہے کہ ہم سورج چاند وغیرہ اجسام کا کرنا جو سیدہ ہے اوسکیو سیدہ کرتے ہیں اس پر اگرچہ پڑ گیا ہے مگر وہ سخاں وغیرہ دوش آتے ہیں جن سے بقاء قاعدہ قانون مباحثہ اور بحث کرنیکی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر ہم چونکہ تمامی اعتراض اور شکوک کے رفع کرنیکو آمادہ ہیں لہذا ہم اس پر بحث کرتے ہیں۔

لے مگرہ استحقاق سے موقعہ گرفت۔ یعنی اتنا اسباختہ کہ کسی فریق کا ایسے موقعہ پڑا جانا جہاں فریق ثانی اسے گرفت کر کے آگے بڑھنے سے روک دے کا مجاز ہو سکے۔ یہ سب ذیل باتیں ہیں۔

تو وہ ہرگز نتیجہ چل ایک سروپ و فریغ نہیں ہو سکتا۔ پھر رحم کی وجہ سے سہجاند پر تو
 میں غل نہ سمجھنا بھی از بس نادانی ہے کیونکہ یہ ہے مانا اگر ایشور بہ تو ان کی خواہش بہت جلد
 پوری ہوتی ہے مگر پھر بھی خواہش اور حصول مراد میں خواہ ایک بقدر ہو تو غرض و رہ تو تلبہ پس
 سہجاند کیونکر کہہ سکتا ہے اسی ایک شے سے جا بجا ست شاسترون میں خواہش کو دھک
 کہا گیا ہے۔ اسکے علاوہ غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ رحم کی تولید ہی دھک سے ہے یعنی
 اول دھکی کے دھک کو انھو کے دل میں ویسا ہی دھک پیدا ہوتا ہے بعد رحم یعنی اگر
 دھک دور ہوئی خواہش ہوتی ہے پس مطلب یہ ہو اگر رحم کے ساتھ دھک لازمی امر ہے تو اب
 کہتے کہ خداوند رحیم کا سہجاند کہاں رہ سکتا ہے۔ اس طرح بتیراگنا اور رحمت میں بھی
 دشمنی ملا رہے کیونکہ پر نام صرف میں قسم کے ہوتے ہیں ایک کسی سے محبت اور اسکے دھک
 میں دھکی ہونا اور دھک رفع ہونیک خواہش کرنا وغیرہ یہ راگ اور رحم کے ذیل میں ہی۔ دوسرے
 کسی کو آزاد بنانا نفرت کرنا اور کسی کی تکلیف میں خوش ہونا وغیرہ یہ برہمہ دوش ہیں۔ تیسرے
 ان دونوں طرح کے خیالات سے آزاد اور برہمہ دہنا اس کیو بتیراگنا کہتے ہیں۔ ان میں تو قسموں
 زیادہ اور کوئی قسم نہیں ہو سکتی۔ اب خیال فرمائیے کہ رحم اور بتیراگنا میں کیسا اختلاف ہو یعنی وہ
 دونوں ایک وقت میں کیجا ہرگز نہیں رہ سکتے پس ہمیں کچھ شک نہیں کہ اگر ایشور رحیم ہے
 تو بتیراگ نہیں اور بتیراگ ہے تو رحیم نہیں۔ اور اس نقص کے رفع کرنے کے لئے اگر کہیں کہ
 کیسوت بتیراگ اور کیسوت رحیم ہے تو وہی تلون فرامی کا شواہد اسکی خدائی کو کل جاتا ہو
 ایسا ہی نا تجربہ کاری اور جاہلی کا اعراض بھی ہمارا لا جواب ہے بلکہ ایک اور نقص فصول کا
 کہ ہمراہ لیکر چک دھک سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب یہ ظاہر اور تسلیم بھی ہو کہ رحمت نہیں
 ہوتی بلکہ روز بروز گناہ المضاعف ہو تو ہر طور و فصیح ہے کہ خداوند عادل کو ہنوز یہ تجربہ

اب یہی بات کہ قانون آگم منی وید کی تردید میں تحریر پیش کی گئی ہے اسکی نسبت میں صرف اسوقت استدعا کہتا ہوں کہ وید کی خبات نہایت دشوار فہم اور اسکی ایک ایک نقطہ میں ہزار ہا زمینی محفوظ ہیں نہ معلوم لافاظ زیر بحث کا کیا مطلب ہے پس اغلب ہے کہ مترجم یا مفسر نے غلاف نتیجہ اخذ کر کے اعتراض کیا ہو لہذا جبکہ جب دلیلات مذکورہ سابق ہوں یا دعویٰ بخوبی ثابت ہے تو چونکہ وہ سراسر وید شریف کے موافق ہے لہذا وید کا لاف اعتراض ہونا خود بخود روشن ہے اور زیادہ فضول کیونکہ تفسیر اوقات کی جائے۔

حاضرین خوش ہوتے اور داد دیتے ہیں۔

پیران چند (ایسی کم فہمی کی وجہ سے کچھ بھونچڑھا کر) جناب عالی ایسی ہی تردید کا پیش کرنا غافلانہ عدالت اور رفیقین کی تفسیر اوقات کرنا ہے حیران ہوں کہ کب تک ایسی کچھ فہمیوں کی پردہ دری کرتا رہو گا عدالت ذرا غور کرے کہ بابو صاحب نے رحم اور عدالت کا اختلاف بخوبی تسلیم کر لیا ہے یا نہیں۔ یعنی اونکا قول ہو کر شیوہ کی وقت رحم کرنے سے رحیم اور بعض وقت انصاف کرنے سے عادل ہوتا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت میں دونوں صفت الیٹو میں ہرگز نہیں رہتیں پھر بعد اس بیان کے بھی یہ کہنا کہ عدالت میں اختلاف نہیں ایسا ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ میری مائتا نا بچہ ہے۔ یعنی یہ سوچنا باوہت ہے۔

اب اسکی علاوہ عدالت کو ایک اور قسم کی طرف توجہ دلانا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ بابو صاحب نے خود ہی اس بیان سے اس ذات پاک پر تلون فرامی کا بھی الزام لگایا جس سے اسکی نتیجہ اچل اپناشی وغیرہ صفات بھی رتہ ہوئیں کیونکہ جو کبھی رحیم ہوا وہ کبھی عادل وغیرہ

حقیقت کی نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو گھٹ پٹ وغیرہ کا کرنا بھی ایشو ہی ہے کیونکہ شروع میں جب عقد مضمتین میں وہ سب ایشو رہے ہی کی ہیں۔ اب کوئی خواہ او کی نقل کرتا رہو۔ پھر ہمدی لیل کے اوپر جو اسدہ دوش بتلایا وہ بھی دانی سے ہی کیونکہ اگر چال کا اثر وغیرہ مضمتین کے زیر بحث شیریں دیکھ کر وغیرہ انتہی ہی میں جیسا کہ ابھی مذکور ہے اور یہ بھی چار دوش ہرگز مائیزین ہوتا کیونکہ ایشو وغیرہ کا کرنا کوئی نہیں ہوتا کیونکہ وہ مضمت نہیں ہو جاسکے کہ غرض میں جو مضمت ثابت ہو مضمت نہیں ہوتا جیسا کہ اکثر دوش روح وغیرہ اور ہر کرنا میں مضمت ہوتے ہیں جس کی گھٹ وغیرہ جس کے کرنا کی بات ثابت کرتے ہیں تو ایشو وغیرہ مفروضات سے کیونکہ وہ بھی بتلایا جاتا ہے۔ اب چونکہ تمام غرضات کی تردید کر دی گئی لہذا دوسرا فقرہ ہمارا جو بلا اعتراض ہے خود ہی ثابت ہو گیا۔ یہ کوئی بات نہیں کہ ہم پہلے اس کے خلاف بیان کر دیا تھا کیونکہ اس کی تردید کی غرض سے تو یہ حجت پیش ہی کی گئی تھی پس بلصفات ایشو کا جگت کا کرنا ہونا بخوبی ثابت ہے۔ اچھا۔ اب یہ جو ظاہر کیا گیا ہے کہ قرضہ دلوانے وغیرہ کا منتظم کوئی ثابت نہیں کیا گیا اسکا اثبات ایشو کے کرنا ہونیکے اثبات پر منحصر ہے یعنی جبکہ جگت کا کرنا ایشو ثابت ہو جاوے گا تو قرضہ دلوانے وغیرہ کا منتظم بھی بلاشبہ وہی قرار پائے گا۔ اسی غرض سے اس کے لئے کوئی علیحدہ حجت پیش نہیں کی گئی تھی مگر چونکہ بلو صاحب کم فی سے علیحدہ دلیل مانگتے ہیں لہذا اس کے لئے بھی علیحدہ دلیل پیش کی جاتی ہے تاکہ اس خیال کی تردید کی جاوے کہ اس کے اثبات میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیجئے۔ قرضہ دلوانے وغیرہ جو سزا دہ جزا وغیرہ انتظام کا ناظم ہی ایشو جگت کا کرنا ہے کیونکہ جتنی جو خود بخود اپنے لئے انواع اقسام کی سزا گوارا نہیں کر سکتا اور نہ حسب دلخواہ آرام حاصل کر سکتا ہے جیسے کوئی ذی رعب نہیں چاہتا کہ محکوم کسی نوع کی تکلیف ہو۔ پس اس کی انتفا کرنا ہوں۔

چرتا رہتی ہے اور ایسا ہی رحم کرنے سے اسکے ہجائندہ سوپین بھی کچھ خلل واقع نہیں ہوتا کیونکہ جیسا کہ عوام الناس کسی پر رحم کھا کر اسکا دکھ دور کرنا چاہتے ہیں اور نہیں کر سکتے لہذا انکو دکھ ہوتا ہے ایسا ہی بابو صاحب نے سمجھا ہو گا کہ ایشور کو بھی دکھ ہوتا ہو گا مگر خیال اسکا غلط ہے کیونکہ اس قادر مطلق کی عیسیٰ خواہش ہوتی ہے خود آدیا ہی کالج واقع ہوتا ہے پس اسکے ہجائندہ سوپین خلل سمجھنا نادانی کی بات ہے۔ ایسا ہی اسکی سزا گناہین کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ دیا ہرگز راگ کا جزو نہیں کیونکہ راگ اور دوشی وہ کے پر نام ہیں اور دیا کیلئے دکھ دور کر نیکی خواہش کو کہتے ہیں۔ پھر اس ذات اقدس پر جو ناجائز کاری وغیرہ کا الزام لگایا ہے وہ بھی نادانی ہے کیونکہ وہ عادل مطلق عبرت کی غرض سے عدالت گستری کرتا ہے مگر مخلوق رکضل مختار ہے، خواہ عبرت حاصل کرے یا نہ کرے۔ اور اسکو سب کچھ معلوم ہے پس اسکی تجربہ کاری میں کیا اعتراض ہے۔

اب قافنی دلیلات کی تردید کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ اول ہمارے انومان کے فقرہ پر جو سہ سادہ مباحث دوش دیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ اگرچہ گھٹ پٹ وغیرہ کا کرتا سہ ہے مگر اجسام سوچ چاند وغیرہ کا نہیں کیونکہ ایسی اشیاء کا کرتا آپ نے مانا نہیں وہ بحث ہی کچھ باقی نہیں رہتی پھر قبول بابو صاحب کے بھی یہ دوش متعلق نہیں یعنی بلا شک ہم تمام جگت کے ایک لائانی صانع ایشور کو ثابت کرتے ہیں جو نہ تو اسدہ ہے۔ مگر اسپر جو باہت پیش کش کا اعراض پیش کیا ہے وہ بھی نادرست ہے کیونکہ اگرچہ گھٹ پٹ وغیرہ کا ایشور کی صنعت سے ہونا پریشکشاں باہت یعنی مشابہ کے خلاف ہے مگر اجسام سوچ و چاند وغیرہ اور دکھ سکھ وغیرہ کا صانع ایشور ہے یہ ہرگز باہت نہیں اور خاص طور پر انھیں کے کرتا ثابت کرنے سے غرض تھی علاوہ برین

یعنی جگت کا کسی صانع کی صنعت ہو یا جو دلیل جو وہ ثابت نہیں کیونکہ آکاش کال غیر
قدیم اور نئی ہیں وہ ہرگز صنعت نہیں ہو سکتے۔ اسکو بھی چھوڑ کر یہ تیسو قانون انوں
کی دفعہ حرج کے موافق دیکھا۔ یہی ہے کیونکہ اگرچہ گھٹ پٹ وغیرہ کا صانع ہوتا
مگر ایشور انیز آکاش وغیرہ کا کرنا ہونا انکو بھی تسلیم ہے۔ اب باقی رہا فقرہ دیم
اسکی بابت میں اسوقت سرت اتنا کہتا ہوں کہ جبکہ حسب تردید کورہ صد صانع کل
کا عدم ہی ثابت ہے تو اسکی ہمدانی وغیرہ صفات کا بیان کرنا بایچہ کے بیٹے کا بیاد چانا
ہے۔ پس کچھ ضرورت نہیں اسکی تردید کی۔ اور اول ہم ثابت بھی کر چکے ہیں کہ باصفا
مذکورہ صانع نہیں ہو سکتا۔ قانون الگ جو وہ کو بتلایا گیا ہے وہ محض غلط اور نادرست
ہے چنانچہ اسکی حقیقت تحریری نقشہ موسومہ کذب وید وغیرہ مذکور ترین سے بخوبی
واضح ہے اور زیادہ گزارش کرنیکی کچھ ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ البتہ کسی زمانہ میں وہی
قانون الگ خیال کیا جاتا تھا مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا بلکہ عہد سلطنت کوئن وکٹوریہ
مظہر قیصر ہند میں بوجہ آزادی عام ہر ایک کتاب کی حقیقت معلوم ہو گئی اور روز بروز
ہوتی جاتی ہے پس ہر چاہو یہ استیاء پکاش وغیرہ کو قانون الگ سمجھنا غلط ہے۔
اور قرضہ دولے وغیرہ کا منظم بھی کوئی ہے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ تردید کیجیے۔
سب حیران ہوتے اور غم کرتے ہیں۔

پرانابھاس (دکڑا ہوک) جناب عالی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے صفات ربانی میں ہرگز
وہا اختلاف نہیں۔ اولاً بصورت وہ عادل مطلق کسی شخص کو اس کے انحال کے موافق
سزا یا جزا دیتا ہے اسوقت اسکی عدالت رونق پاتی ہے۔ اور جبکہ وہ جمن الرحیم کسی گنہگار
کے من سے کئے ہوئے پاپ پشچا تاپ کرنے وغیرہ پر معاف کر دیتا ہے اسوقت اسکی دیا

مشاہدہ کے موافق ہر پھر یہ دلیل موجود ہے فہم حرف الف قانونِ مذکور کے اسلئے صحیح ہے

دعویٰ یہہ نیک آدمی ہے
 ۱۔ کیونکہ یہ کبھی کسیکے ساتھ ہی نہیں کرتا
 ۲۔ شخص کبھی کسیکے ساتھ ہی نہیں کرتا وہ نیک ہی
 ہوتا ہے۔

یہاں کسیکے ساتھ ہی کرنا نیک آدمی کے بغضِ ردا آدمی کا سمجھاؤ ہو۔ اسکی نفی
 سے اس شخص کا نیک آدمی ہونا ثابت ہے۔

۱۔ مستثنیٰ، بھاس وہ دلیل ناقص ہو جو غلطانِ صداقت ہو، مستثنیٰ خود ثبوتِ ملب ہو
 رہتی و قاضیہ

۱۔ استثناء۔ لاد جو غلطانِ صداقت دلیل۔ جیسے آواز میں رنگت ثابت کر نیکی کے
 یہ دلیل خیر کرنا کہ ”وہ آگھ سے دیکھا جاتی رہتی ہے“

چونکہ آواز آگھ سے ہرگز محسوس نہیں ہوتی اسلئے یہ دلیل غلطانِ صداقت ہے یہی
 ہے۔ پس اسی دلیل ناقص سے آواز میں رنگت کا ہونا ناقابلِ تسلیم رہا۔

۲۔ استثنیٰ۔ مستثنیٰ دلیل۔ جیسے دوسرے دھواں یا بھاپھ اوٹھتی ہوئی دیکھو دھواں
 آگ کی موجودگی ثابت کر نیکی کے لئے یہ دلیل پیش کرنا کہ ”دھواں دھواں اوٹھ رہا ہے“
 چونکہ جب تک یہ تحقیق نہ ہو جلتے کہ دھواں ہی ہے بھاپھ نہیں ہے دھواں کا
 تسلیم کر لینا دلیلِ مستثنیٰ ہے۔ اسلئے اسی دلیل ناقص سے اس مقام پر آگ کی
 موجودگی ناقابلِ یقین ہی رہی۔

جولا ہے کو اور نکاح صانع بتلاتے ہیں جو پیش رو کے آگے ہونیکے خلاف ہوا اور کیون بتا دین کر وہ

(۴) پر ڈھم اُنپلجھی جسمین دعویٰ اور دلیل کا مقدمہ سبکری قضایا سے موجب ہیں اور دلیل کا مقدمہ صغریٰ قضیہ سالبہ ہو۔

۱۔ سادھ کے وِڈ ڈھ کا کارہ

دعویٰ - اس شخص کو کوئی نہ کوئی مرض لگا ہوا ہے ...
 ۱۔ کیونکہ اسکے چہرہ پر تندرستی کی علامات نہیں پائی جاتیں
 ۲۔ جسکے چہرہ پر تندرستی کی علامات نہ پائی جائیں اسکو
 کوئی نہ کوئی مرض ضرور لگا رہا ہے۔

یہاں تندرستی کی علامات کا ہونا مرض کے نقیض (تندرستی) کا کارہ ہے جسکی اُنپلجھی
 (نفی) سے مرض کا وجود ثابت ہے۔

۲۔ سادھ کے وِڈ ڈھ کا کارٹ

دعویٰ - اس شخص کو دُکھ ہے
 ۱۔ کیونکہ اسکو کسی کوشش میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی
 ۲۔ جس شخص کو اپنی کسی کوشش میں کامیابی نصیب
 نہیں ہوتی اسکو ضرور دُکھ ہوتا ہے۔

یہاں کوششوں میں کامیاب ہونا دُکھ کے نقیض (دُکھ) کا کارٹ ہے جسکی نفی سے دُکھ
 کا وجود ثابت ہے۔

۳۔ سادھ کے وِڈ ڈھ کا سبھاو۔

گھٹاٹ وغیرہ کا سلع ایشو ہونا پر تکیس اور مت پر چنانچہ خود بابو صاحب کھا اور

یہاں کرنا کا طلوع روہنی کے طلوع کا مری پور چر ہے۔ اس کے طلوع کی نفی سے روہنی کے
طلوع کی نفی ثابت ہے

۴۔ ساؤھ کا اتر چر پ ساؤھن

دعویٰ۔ اب سے دو گھڑی قبل بھرنی نچھہ طلوع نہیں ہو تھا
۱۔ کیونکہ اس وقت کرنا نچھہ کا طلوع نہیں ہے ...
۲۔ کرنا کے سول دیگر نچھہ کے طلوع سے دو گھڑی قبل
بھرنی نچھہ طلوع نہیں ہوا کرتا

شال

دلیل

یہاں کرنا کا طلوع بھرنی کے طلوع کا لازمی اتر چر ہے۔ اس کے طلوع کی نفی سے بھرنی
کے طلوع کی نفی ثابت ہے

۵۔ ساؤھ کا سہ چر پ ساؤھن

دعویٰ۔ اس ساوی ڈنڈی کی ترازو میں ڈنڈی ایک طرف

اونچی نہیں ہے

۱۔ کیونکہ دوسری طرف ڈنڈی نیچی نہیں ہے

۲۔ جب تک ڈنڈی کسی ایک طرف سے نیچی نہیں ہوتی

۳۔ دوسری طرف سے اونچی نہیں ہوتی

شال

دلیل

یہاں ترازو کی ڈنڈی میں ایک طرف سے نیچا ہونا دوسری طرف سے اونچا ہونا لازمی

سہ چر پ اس ایک طرف نیچا ہونے کی نفی سے دوسری طرف اونچا ہونے کی نفی ثابت ہے

دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا سلع ایشو ہونا پر تکیس اور مت پر چنانچہ خود بابو صاحب کھا اور

دفعہ ۴ حوت ب کا ضمیر نمبر ا عاید ہوئے یعنی یہ بادعت پکشا تجاس ہے۔ کیونکہ

۳۔ سادھ کا کاریہ روپ سادھن

دعویٰ۔ یہاں دھوئیں دار آگ نہیں ہے
 اکیونکہ دھوان نہیں ہے
 ۲۔ جہاں دھوان نہیں ہوتا اسی دھوئیں دار
 آگ نہیں ہوتی
 مثال } دلیل

یہاں دھوئیں آگ کا لازمی کایہ جو اسکے نہونے سے دھوئیں دار آگ کی نفی ثابت ہے۔

۴۔ سادھ کا کارٹن روپ سادھن

دعویٰ۔ اچھگدہ دھوان نہیں ہے
 ا۔ کیونکہ آگ نہیں ہے
 ۲۔ جہاں آگ نہیں ہوتی وہاں دھوان نہیں ہوتا
 مثال } دلیل

یہاں آگ دھوئیں کا لازمی کارٹن ہے جس کے نہونے سے دھوئیں کی نفی ثابت ہے

۵۔ سادھ کا پورب چر روپ سادھن

دعویٰ۔ اب سے دو گھنٹی گزرنے پر دہری پنچتر طلوع نہوگا
 ا۔ کیونکہ اسوقت کر کا پنچتر کا طلوع نہیں ہے
 ۲۔ کر کا کے سوا کسی دوسرے پنچتر کے طلوع سے دو گھنٹی
 بعد دہری طلوع نہیں ہو سکتا
 مثال } دلیل

ہم تمام جگت کے ایک صانع یعنی ایشور کو ثابت کرتے ہیں تو اسپر قانون انومان کی

(۳) ابروڑھ اپنیکہ جی جسمین دعویٰ اور دلیل دونوں قضایاے سالیہ ہوں۔

۱۔ ساؤدھ کا سبھا اور پ ساؤدھن (وہ دلیل کہ دلول کے خواص میں داخل ہو)

دعویٰ۔ اس مقام پر گھڑا نہیں ہے۔

مثال } دلیل { ۱۔ کیونکہ باوجود نظر آسکتے قابل ہونیکے نظر نہیں آتا
۲۔ جوتے باوجود نظر آسکتے قابل ہونیکے کسی خاص مقام
پر نظر نہیں آتی اسی اس مقام پر نفی ہوتی ہے۔ . .

یہاں نظر آسکتے قابل ہونا گھڑے کا خاصہ ہے۔ اسکی نفی سے گھڑے کی نفی ثابت ہے۔

۲۔ ساؤدھ کو پاپ یا ویاپک روپ ساؤدھن

دعویٰ۔ اس مقام پر شیشم نہیں ہے

مثال } دلیل { ۱۔ کیونکہ کوئی درخت نظر نہیں آتا
۲۔ جہاں کوئی درخت نہیں ہے وہاں شیشم درخت کی
بھی نفی ہے

یہاں درخت ویاپک ہے اور شیشم ویاپ۔ پس گل کی نفی سے جزو کی نفی ثابت ہے۔

دعویٰ۔ یہ آگ نہیں ہے

مثال } دلیل { ۱۔ کیونکہ اس میں گرمی محسوس نہیں ہوتی
۲۔ جس شے میں گرمی محسوس نہیں ہوتی وہ آگ نہیں ہوتی

یہ مثال ساؤدھ کا سبھا اور پ ساؤدھن اور ویاپک یا ویاپک روپ ساؤدھن دونوں کے لیے درست ہو سکتی ہے

صانع مین دیکھو بیان لاکھنچیت چند صاحب کو۔ اور اگر ابو صاحب اسپر سید کہیں کہ

یہاں سورج کا چھنا تاریکی کے نفیض در روشنی کا کارٹن ہو۔

۴۔ ساؤدھ کے پڑوہ کا پوتہ پڑ (جبکا ہونا مول کے نفیض کے قبل لازمی ہو)

دعویٰ۔ اب سے دو گھڑی گھنٹے پر وہی پختہ طلوع ہوگا سائبہ جزئیہ

مثال } ۱۔ کیونکہ اس وقت ریوتی پختہ طلوع ہو رہی ہے مندرجہ موجب جزئیہ
دلیل } ۲۔ ریوتی پختہ کے دو گھڑی بعد وہی طلوع نہیں آتا کبریٰ سائبہ کلیہ

یہاں ریوتی پختہ کا طلوع ہونا وہی پختہ کے طلوع کے نفیض (اسی پختہ) کا پوتہ پڑوہ

یعنی ریوتی پختہ اسنی کے دو گھڑی قبل طلوع ہوا کرتا ہے نہ کہ وہی کے۔

۵۔ ساؤدھ کے پڑوہ کا اثر چہر (جبکا ہونا مول کے نفیض کے بعد لازمی ہو)

دعویٰ۔ اب سے دو گھڑی قبل بھرنی پختہ طلوع ہوا تھا۔ سائبہ جزئیہ

مثال } ۱۔ کیونکہ اس وقت پختہ پختہ طلوع ہوا ہے صغریٰ موجب جزئیہ
دلیل } ۲۔ پختہ پختہ کے دو گھڑی قبل بھرنی پختہ طلوع نہیں آتا۔ کبریٰ سائبہ کلیہ

یہاں پختہ کا طلوع ہونا بھرنی کے طلوع کے نفیض (پختہ پختہ) کا اثر چہر ہے۔ یعنی پختہ پختہ

پختہ پختہ کے دو گھڑی بعد طلوع ہوا کرتا ہے نہ کہ بھرنی کے۔

۶۔ ساؤدھ کے پڑوہ کا سہرہ (جبکا ہونا مول کے نفیض کے ساتھ لازمی ہو)

دعویٰ۔ اس ترازو کی ڈنڈی اس طرف سے نیچی نہیں ہے قضیہ سائبہ جزئیہ

مثال } ۱۔ کیونکہ اس طرف سے نیچی ہے صغریٰ موجب جزئیہ
دلیل } ۲۔ جب ترازو کی ڈنڈی سائبہ پختہ نیچی ہوتی ہے تو وہی پختہ پختہ کبریٰ سائبہ کلیہ

یہاں کیونکہ ڈنڈی نیچا ہونا دوسری طرف سے نیچا ہونے کے نفیض (اوپر ہونا) کا سہرہ ہے

یگانہ سکا یہاں تک اثر ہے کہ جہدِ مستقین ہیں اور قدیم صلہ مانتے ہیں یعنی بہت

(۲) پڑوہ اُلبہ جی حسین دعویٰ اور دلیل کا مقدمہ گبری قضیہ سالبہ ہون اور دلیل کا مقدمہ صغریٰ قضیہ موجب ہو۔

۱۔ سادہ کے پڑوہ کتاب روپا دھن (وہ دلیل حسین مدلول کے نقیض کا حلول لازمیہ)

دعویٰ۔ یہ سرد شے نہیں ہے قضیہ سالبہ جزئیہ

۱۔ کیونکہ اس میں گرمی محسوس ہو رہی ہے مقدمہ صغریٰ موجب

۲۔ جن اشیاء میں گرمی محسوس ہوتی ہے وہ سرد

نہیں ہوتیں مقدمہ گبری سالبہ کلیہ

بیان گرمی کا محسوس ہونا سرد شے کے نقیض (گرم شے اگنی) سے دیا ہے روپا دھن

۲۔ سادہ کے پڑوہ کاریہ (وہ دلیل جو مدلول کے نقیض ہی کا نتیجہ لازمیہ ہو)

دعویٰ۔ یہ سرد شے نہیں ہے سالبہ جزئیہ

۱۔ کیونکہ دھوان نکل رہا ہے صغریٰ موجب جزئیہ

۲۔ جن اشیاء سے دھوان نکلتا ہے وہ سرد

نہیں ہوتیں گبری سالبہ کلیہ

بیان دھوان سرد شے کے نقیض (اگنی) کا کاربہ ہے۔

۳۔ سادہ کے پڑوہ کاسٹ (مدلول کے نقیض کا سبب لازمیہ)

دعویٰ۔ بیان تاریکی نہیں ہے سالبہ جزئیہ

۱۔ کیونکہ سوچ چمکتا ہے صغریٰ موجب جزئیہ

۲۔ جہاں سوچ چمکتا ہے وہ تاریکی نہیں ہوتی گبری سالبہ کلیہ

ہم بھی جانتے ہیں پس سہجہ کو سادہ بنا قانون انومان کے خلاف ہے بحسب تفسیر کلام

مثال } دعویٰ - وہاں سایہ ہے قضیہ موجب جزئیہ
 دلیل } ۱- کیونکہ سامنے چھاتا نظر آ رہا ہے مقدمہ صغریٰ موجب جزئیہ
 ۲- جہاں چھاتا ہو تلے وہاں سایہ ضرور پڑتا ہے مقدمہ کبریٰ موجب کلیہ
 ۳- سادہ کا پورب پڑ (جس کا ہونا مدلول کے قبل لازمی ہو)

مثال } دعویٰ - روہنی بچھر دو گھڑی بعد نکلتا موجب جزئیہ
 دلیل } ۱- کیونکہ کرتا بچھر ابھی نکلا ہے صغریٰ موجب جزئیہ
 ۲- جب کرتا بچھر نکلتا ہے تو اس کے دو گھڑی بعد روہنی بچھر ضرور نکلتا ہے کبریٰ موجب کلیہ
 ۵- سادہ کا اثر پڑ (جس کا ہونا مدلول کے بعد لازمی ہو)

مثال } دعویٰ - بھرنی بچھر دو گھڑی قبل نکلا ہے موجب جزئیہ
 دلیل } ۱- کیونکہ کرتا بچھر ابھی طلوع ہوا ہے .. صغریٰ موجب جزئیہ
 ۲- جب کرتا بچھر نکلتا ہے اس سے دو گھڑی قبل بھرنی بچھر ضرور نکلا کرتا ہے کبریٰ موجب کلیہ
 ۷- سادہ کا سہجہ (جس کا ہونا مدلول کے ساتھ لازمی ہو)

مثال } دعویٰ - اس شے میں یہ (شکل شائستہ) ہے موجب جزئیہ
 دلیل } ۱- کیونکہ اس میں یہ (ذائقہ) ہے صغریٰ موجب جزئیہ
 ۲- ذائقہ مکھنوں والی ہے نہ کہ روہنی روہنی کبریٰ موجب کلیہ

وغیر صنعت میں امن سب کے صانع کما رو جو لارہ ہے وغیرہ میں یہ سب سہمی ہوئی

ذیل میں اس کے معنی و مفاسد وغیرہ کی کس قدر ضربت توفیق کیجاتی ہے۔ ناظرین در انوار کی نگاہ
اسے دیکھیں نیز کہ اسی پر تمام تصورات و تصدیقات قباسی کے اثبات کا دار مدار ہے۔

بدیہ یا سادہ۔ وہ دلیل سادہ کاملہ ہے جس کا اپنے سادہ (مدلول محمول) کے ساتھ ابنا
(لزام) ہو۔ یعنی جو مدلول کو لازمیہ ثابت کرے۔

اسکی تمام حربے ذیل ہیں

۱۔ دعوے اطمینان میں دعویٰ اور دلیل دونوں قضایاے موجبہ ہیں۔

۲۔ سادہ سے سادہ روپ سادہ (وہ دلیل جس میں مدلول کا علول لازمی ہو)

۱۔ دعویٰ نام احسام انسانی تغیر پذیر ہیں قضیہ موجبہ کلیہ محمول

۲۔ کیونکہ سب حادث ہیں مقدمہ مغربی موجبہ معلوم

۳۔ جو حادث میں سے تغیر پذیر ہوتے ہیں مقدمہ مغربی موجبہ

۲۔ سادہ کا کاریہ (مدلول کا نتیجہ لازمیہ)

دعویٰ یہ شخص اگر نری بان جاتا ہے قضیہ موجبہ جزئیہ

۱۔ کیونکہ وہ اگر نری میں گفتگو کرتے ہیں مقدمہ مغربی موجبہ

۲۔ جو اگر نری میں گفتگو کرتے ہیں سے سب کبریٰ

۳۔ زبان ضرور جاتے ہیں مقدمہ کبریٰ موجبہ

۳۔ سادہ کا کارٹن (مدلول کا سبب لازمیہ)

بتیو انجنگر متیو اجاس ہی یعنی اویں فقرہ کا مطلب ہے کہ جگت میں جب قدر گھٹ پڑے

۱۔ پرتکلیں بادھت اخلاف بہیات جیسے آگ کو سر ثابت کرنا یہ دلیل دیکر کہ پانی آگ کے
ہے جو سرد ہے اور آگ بھی ایک عنصر ہے اسلئے یہ بھی ضرور سرد ہے۔

۲۔ انوان بادھت۔ (خلاف قیاس) جیسے آدھ کو لا تیرہ لا تدل ثابت کرنا۔
یہ دلیل دیکر کہ وہ حادث ہے۔

۳۔ آگم بادھت۔ (خلاف کلام تقدیر نام) جیسے اعمال حسنہ کو عاقبت (آئندہ)
میں تخلیف دہ ثابت کرنا۔ یہ دلیل دیکر کہ اعمال ستیہ بنکا فاعل انسان
آئندہ زندگی کے لئے باعث تخلیف مہتے ہیں اور اعمال حسنہ کا فاعل بھی
انسان ہی ہے اسلئے یہ بھی آئندہ زندگی کے لئے ضرور تخلیف دہ ہیں۔

۴۔ لوک بادھت۔ (خلاف عقاید غوام) جیسے انسانی کھوٹری کو نیاک ثابت کرنا۔
یہ دلیل دیکر کہ سب سے پہلے کو جو بانداروں کی استیون ہیں ان کوک میں نیاک
جاتا ہے اور ان میں ہی ایک باندار ہی اسلئے اسکی کھوٹری بھی ہندو یا کہ
۵۔ سوچن بادھت۔ (خلاف کلام) جیسے یہ ثابت کرنا کہ میری ماں عقیدہ ہے۔

یہ دلیل دیکر کہ غلام سے اسکے محل قرار نہیں جاتا۔

۶۔ انجنگر متیو اجاس۔ دلیل ناقصی دہتہ ہے جو سدھ پکنا اجاس بادھت کھاس
کہ ثابت میں متیو اجاس۔

۷۔ متیو اجاس۔ دلیل ناقصی دہتہ ہے جو سدھ پکنا اجاس بادھت کھاس
کہ ثابت میں متیو اجاس۔

حروف اور دونوں حرف دعا مض ہے یعنی او سکا پیش سہ پکشا بھاس ادا سکا

۱۵ پکش = دعویٰ۔

پتر گیا یعنی دعویٰ و درجن سے مرکب ہوتا ہے۔ ایک دھرمی یا پکش (حکوم علیہ) یعنی
یا مقدم، دوسرا دھرم یا سادھیمہ (حکوم) یا محمول یا تالی (دھرمی یا پکش وہ ہے
جس کی نسبت کچھ ثابت کرنا ہے یا جس پر حکم لگایا جاتا ہے اور دھرم یا سادھیمہ وہ ہے
جس پر دھرمی کی نسبت ثابت کرنا ہے یا اس پر جو حکم لگایا جاتا ہے۔
مگر بعض مواقع پر لفظ پکش دعویٰ کے ہر دو جزو مجموعی کے لئے بھی لائے جاتے ہیں جیسا کہ یہاں
لایا گیا ہے۔

۱۶ سہ پکشا بھاس = امر سہ بہر دو فریق۔ یعنی ایسا پکش جو فریق ثانی کو
کو بھی پہلے سے ہی تسلیم ہو۔

پکش کے لئے حسب ذیل تین صورتوں کا ہونا لازمی ہے۔

۱۔ آبدھ۔ یعنی جو فریق ثانی کو تسلیم نہ ہو۔

۲۔ ایشٹ۔ یعنی جو اپنے موافق ہو مضاف نہ ہو۔

۳۔ ابادھت۔ یعنی جو صریح جھوٹ و خلاف نہ ہو۔

یہیں جو پکش ان تین صورتوں میں سے کسی ایک سے بھی خالی ہو وہ پکشا بھاس کہلاتا ہے
صورت اول سے خالی کو سدھو پکشا بھاس کہتے ہیں۔

صورت دوم سے خالی کو ایشٹ پکشا بھاس کہتے ہیں۔

صورت سوم سے خالی کو ابادھت پکشا بھاس کہتے ہیں جو پانچ اقسام میں سے

افسان ہے فائدہ ایک تہی بھرتیں۔ اول قصان بھی عظیم ہے یعنی خدا کی عدالت صحت پر جمی کی ہے۔ اور جو اس سے عبرت و غیرہ کا فائدہ بیان کیا جاتا ہے وہ مفید نہیں ہے صاف ظاہر ہے کہ عدالت کرتے ہیں اشیاء کو ہزاروں برس پہلے اور ہر وقت بلکہ ہر لمحہ کرتا رہتا ہے اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ یہ کس خطا کی سزا دیتا ہے اور کون دیتا ہے تاکہ کوئی عبرت حاصل کرے اور کسی کو ہنوز عبرت حاصل ہوئی بلکہ موز پروردگار کا نفع المضاعف ہو چنانچہ زبان زد عوام ہے کہ زبان بڑا آتا جاتا ہے اور کسی بزرگ کا قول بھی قسور ظلم اعلیٰ دین جہاں کم بود ہر کہ آمد بران فریاد کرد + اور پوچھنا شامین کے موافق بھی مست یگستے کھجک تک تواتر گناہ ایزاد موتا آیا ہے اور ہوتا ہوا پھر اگر اشیاء کی عدالت اس غرض سے ہے تو بالکل غلط اور لاعلمی و ناجبر بکاری سے ہے اور ہر اس رسم کی شہ ہے۔ البتہ اگر حکمان خود باری کی طرح علانیہ اشیاء کو حکم سناتا اور فرد قہر اور جرم بھی سنائی جاتی اور سب کے دیکھتے ہیں فرشتہ یا ان کے کوئی پرچم کو زحرا لیجالت اور رکھتے تو عبرت ہو سکتی تھی اور ہوتی۔ اور تب ہی اشیاء کی سزا دیا اور عدالت شرعی وغیرہ سے کچھ نفع اور فائدہ تصور ہو سکتا تھا اور ہوتا بھی۔ اب تو نقصان ہے۔ اور ہمارے گواہ عدالت میں صرف عدالت کی طلبی کی وجہ سے آئے بڑی نادانی کی بات ہے کہ اس اعتراض سے ان پر طرفداری کا شک بخونہ کیا جاتا ہے۔ یوں تو کوئی گواہ بھی طرفداری سے میرا نہیں ہو سکتا کیونکہ سب عدالت میں ضرور ملتے ہیں۔

اب لیجئے قانونی دیلیات کی تردید۔

اول قانون انومان کا فقرہ جو بیان کیا گیا ہے اس پر قانون انومان کی دفعہ

پیسہ کھویا اور پیسہ کمایا چنانچہ اسکا وہی نتیجہ ہے جو میں نے عرض کیا کہ ایشور نے مجسرم پر بیرجمی کی اور باقی پر (اگر عبرت ہو) رحم۔ پس مثال خود ہمارے موفقی ہی یعنی اوس سے عدالت اور جہت کا اختلاف ثابت ہی ہے۔ ہاں البتہ اوس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ پیسہ کے نقصان سے اگر پیسہ کا فائدہ تصور ہو تو اس عمل میں کیا ہرج اور کیا عیب ہے۔ یعنی اگر دو چار یا سو پچاس کو نہرا دینے سے ہزاروں پر رحم ہوتا تو ایسا عمل ایشور کے حق میں کیوں ناجواب کہا جائے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عوام کے لئے پیسہ کا نقصان روپیہ کے فائدے کے لئے کرنا ناجائز نہیں اسلئے وہ داخل فائدہ سمجھا جاتا ہے مگر ایشور بتیراگ (کسی سے محبت و نفرت نہ رکھنے والا) کے حق میں کسی پر عبرت پہنچانے وغیرہ کے لئے بیرجمی کرنا اوسکی اس بتیراگ صفت پر داغ لاتا ہے مثلاً اگر کوئی ظالم جابر بادشاہ یا کوئی دیگر صاحب طاقت یا ڈاکو وغیرہ کسی پر بیرجم کار دھرتا تاکہ دنیا سے کہے کہ ”اگر تم فلاں شخص داپنے ہاتھ سے سخت بیرجمی کے ساتھ قتل کر گے تو ہم فلاں پچاس یا سو بیگناہوں پر کسی قسم کا جبر و ظلم نہ کریں گے ورنہ یاد رکھو تمھاری حکم عدولی سے یہ سب ہمارے ہاتھوں سے تکلیف پائیں گے“ ایسی صورت میں کیا وہ زاہد تارک الدنیا یہ سمجھ کر ایک کو ایذا پہنچا سکتا ہے بہت سے لوگ ایذا پانے سے بچنے میں ایسے بیرجمی کے کام کو خود عمل میں لائیں گے۔ نہیں۔ ایسا ہی بتیراگ ایشور کا کسی ایک یا ہزار کے لئے بھی اپنے کو بیرجمی کا داغ لگانا سخت جہالت ہے۔

بیان تک میں نے بابو صاحب کی مقبول باتوں کو انکرہی بحث کی ہے۔ اب یہ دیکھتا ہوں کہ یہ بیان بابو صاحب ہر اس غلط ہی۔ یعنی یہ کہ اس عمل میں نقصان ہی

۳۔ جیسے زیور وغیرہ کا سنار وغیرہ اور ہر تیشیل

۴۔ چونکہ جگت کا صانع تمام جگت کا خالق ہے اپنے (تکرار دہل)

۵۔ اسلئے اسکو بھی محیط کل و مہمان و مہمان و غیرہ

باصفات ہونا لازمی ہے لگن (نتیجہ)

پس اس سے ایشور کا بہرہ صفت موصوف ہونا بھی ثابت ہوا یعنی ہر دو دیلالت سے

میں نتیجہ برآمد ہوا کہ جگت کا صانع کوئی ضروری اور وہ باصفات ہے۔ اور قافلہ آگ

جو اُپور سے (अपौरव्य) نامزد شدہ ویت تحریری ثبوت میں داخل کئے گئے ہیں وہ

ہم سے موافق ہیں ہی۔ پس سمجھ خراشی کی کیا ضرورت ہے۔ کافی سمجھتا ہوں

انجین دیلالت لارگو۔

سب حیران ہوتے اور خوش ہو کر یہاں چند کی طرف دیکھتے ہیں۔

یہاں چند دکھارہا کہ اور کچھ دکھاتے ہوئے، جناب عالی بعض اسلئے کہ اگر دیگر اشخاص

کو عبرت بھی ہوتی ہو تا ہم رحمت اور عدالت میں بہت کچھ تفاوت اور مغایرت بھی کیونکہ

ظاہر ہے کہ عبرت کی وجہ سے دیگر اشخاص پر رحم ہو یا کچھ اور عرض۔ لیکن عدالت میں شخص

محرم سخت جبری ہوتی ہے کیونکہ رحم موم کے دکھ میں دکھی ہونے اور حتیٰ اوسع

اوسکو منع کر لیکنا نام ہے جو راگ (محبت) کا جزو ہے اور عدل محرم کو بلا رحمہ حق تعالیٰ

سزا دینے کو کہتے ہیں جو دوش (نفرت) سے متعلق ہے پس دونوں میں زمین آسمان

کا تفاوت ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ بعض پر جو عبرت ہو نیکی رحم ہو تلہے اور بعض پر

بوسیدگی کی جبری۔ اور یہ کے نقصان سے روپیہ کے پیدا کر نیوالے کو بھی

موٹی نظر دالے خواہ کچھ کہیں لیکن باریک بین اور حقیقت دان جانتے ہیں کہ اوسنے

بلکہ عدل اور علم ایک ہی ہیں۔ یعنی تمام گمراہ شخصوں کو عبرت دلائیکے لئے عدالت گسٹری سے کسی مجرم کو نرا دینا حرم میں ہی داخل ہے مثلاً فون کے مفہد میں نکلنا فوجداری سے جبکہ کسی کو بچانسی کا حکم ہوتا ہے تو تمام مایا خوت کھاتی ہے اور اس جرم کے وقوع میں کمی آتی ہے پس ایک شخص کے لئے سے جو کو نرا دینا شخص کا بچا دینا ہذا وہ داخل جرم ہے جیسا کہ ایک پیسے کے نقصان میں اگر روپیہ کی یا کی امید ہو تو وہ داخل نقصان نہیں۔ اور گواہان مدعی اگر بتیراگی جوتے تو عدالت میں کیوں آتے ہیں انکا بیان بھی طرفداری سے خالی نہیں ہو سکتا ہذا نا مقبر میں۔

اب میں قانونی دلیلات بھی پیش کرتا ہوں۔ اول قانون الزام سے ہی ثبوت لیجئے۔

۱۔ جگت کا صانع و قلم ضرور ہے پڑ گیا (دعویٰ)

۲۔ کیونکہ صنعت ہے اور کوئی صنعت بلا صانع کے نہیں ہوتی۔ ہیتو (دلیل)

۳۔ جیسے گھڑے کا صانع کھار اور پارچہ کا جولاہہ اداہرن (تشیل)

۴۔ چونکہ جگت بھی صنعت ہے اپنے (نکر ادیل)

۵۔ پس اسکا بھی صانع ضرور ہے نگمن (نتیجہ)

ہیہ قانونی حجت تو کافی ہے صانع کے اثبات میں۔ اب چونکہ با صفات صانع پر بھی اعتراض کیا گیا ہے لہذا اسکو بھی ہم ثابت کرتے ہیں۔

۱۔ اُس جگت کے صانع کو جو کچھ اکل و سہہ وہن ہو سہہ توانا فوڑ

صفات سے موصوف ہونا لازمی ہے پڑ گیا (دعویٰ)

۲۔ کیونکہ ہر اعلیٰ اپنے نعل میں محیط اور اس نعل کا عالم توانا

وغیرہ بھی ضرور ہوتا ہے ہیتو (دلیل)

۴۰
۱۔ تہذیب نامہ نیک
۲۔ تہذیب نامہ نیک
۳۔ تہذیب نامہ نیک

جب ضرورت ہوئی تو بتیر لگ سچا ند سوپ کہاں رہا اور گواہ دوم اگر مہکتا ہے کہ میرا بیان ٹھیک ہے الا اسکا یہ کہنا بھی چہالت کی حالت کا ہے لہذا اگر کوئی قبل اعتبار نہیں جیسا کہ کسی شرابی کا خاک کی حالت میں یہ کہنا کہ میرا بیان درست ہے کبھی پذیرائی کے قابل نہیں ہوتا۔ اب اگر ایسے گواہان کے بیان پر ہی استدلال کیا جاتا ہے تو فہما کیا ضرورت ہے عدالت کا زیادہ وقت ضائع کرنے کی۔ ورنہ اپنے قانونی مدد جو رکھتے ہوں پیش کریں۔ اور جملہ گواہان کے بیان پر اس لئے استدلال کرتے ہیں کہ باوصف حقیقی بتایا ہونے کے طریقہ شہادت اور قرینہ سے دلیلات لازم سے ان کے بیان کی صداقت ظاہر ہے اور عدالت کے نزدیک بھی وہ باوقار اور مقرب و متدین ہیں کیونکہ وہ بتیر لگی ہیں یعنی کسی سے غرض و حسد نہیں رکھتے جو موضوع کی بنیاد ہے۔ پس اگر ایسے گواہان کے بیان پر بھی بھروسہ نہ ہوگا تو کیا جو عدالت کی رائے میں نامعتبر اشخاص ہیں ان کے بیان پر اطمینان کرنا چاہیے اور میں عرض بھی کر چکا ہوں کہ عدالت کو بیانات کی مقبری و نامقبری میں امتیاز کرنا ضرور ہے۔ غلات اسکے گواہان معا علیہ ہرگز ایسے نہیں بلکہ سر لگی ہیں۔ قطع نظر اسکے اگر فرض کریں کہ ہمارے گواہان کے بیان نامعتبر ہیں تو بھی اوس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہماری شہادت سے مدعا علیہم کے بیان کی تردید نہیں ہوتی لہذا وہ تردید خود ان کے گواہان کے بیانات سے ہی کہ خیر بابتوت تھا ہوتی ہے۔

پیرانا بھاس (کچھ شرمندہ ہو کر) حضور اگر چاس بیان کے تردید کرنے کی ہم اب کچھ ضرورت نہیں سمجھتے۔ کیونکہ قانونی مباحثہ میں سب اسوات طے ہو جائیں گے لیکن صرف اس قدر کہتا ہوں کہ حجت اور عدالت میں ایک اور طرح سے بھی موافقت ہے

کی پرشد داری کی وجہ سے نامعتبر بتلاتے ہیں۔

پیرمان چند۔ حضور گواہان مدعا علیہ کا بیان اگرچہ حلفیہ ہے لیکن بیلازمی بات نہیں کہ حلفی بیانات میں شک کیا جاوے ورنہ حرج اور باعث وغیرہ کرنے کی کچھ ضرورت نہ ہے اور خصوصاً ایسا بیان جو مختلف اور ناممکنات سے ہو کیونکر راست اور درست سمجھا جاتا ہے۔ خود بخاری اور مجبوری کے مسئلہ کی بحث کو میں بھی ثانوی دلیلات کے وقت پر ہی چھوڑتا ہوں۔ نسبت کا مل اور اپادان کارن بتلانے میں اختلاف گواہان کا بالخصوص۔ کو تسلیم ہی ہے اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ اصلی واقعہ میں اختلاف نہیں مگر حرج کا مطلب یہی ہے جو اصل واقعہ میں اختلاف کریں اور نگاہ بیان اس طرح چھوٹا ثابت کیا جاتا ہے۔ اور صفات کے بائیں میں نے یہ ثابت کر ہی دیا ہے کہ بتیراگ وغیرہ صفات سے موسوم اشیاء کا صانع ہونا غیر ممکن ہے جسکی کوئی تردید تو نہیں لگے گی بلکہ اسکے جواب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بلا صفات کے بھی صانع کل ہونا غیر ممکن ہے اسپر ہو کو کوئی اعتراض نہیں بس نتیجہ یہ ہوا کہ بتیراگ وغیرہ صفات سے موسوم صانع کل ہو سکتا ہے اور نہ بلا صفات یہی ہمارا اصلی مطلب ہے۔ اور دیرجی و عدالت کا اختلاف کبھی رقم نہیں ہو سکتا اور نہ کیا گیا ہے بلکہ اس بیان سے کہ سیوقت میں ریم اور سیوقت میں مادل ہے اس ذات پاک پر ایک سقم توں مزاجی کا اور عارض کیا گیا۔ اور یہ بھی کہ نہ وہ ریم کامل ہے نہ مادل۔ ایسا ہی بتیراگ سچا نہ سروپ اور صنعت وغیرہ کی خواہش میں بھی اختلاف لا رہے کیونکہ اول تو اسکی ہمت توانائی ثابت نہیں پناختہ آئینہ دکھا ہر جگہ پھر لہرض اسکے کہ وہ توانا بھی ہے اور اسکی توانائی سے فوراً عجیب ہاش فضل وقوع ہو جاتے ہیں مگر خواہش تب ہی ہوتی ہے کہ جب کوئی ضرورت درپیش ہو اور

دلائل بالکل درست اور اس کے اس بیان قبل کے حروف و نوافق ہے کہ ہر مانع کسی دلیل کا
نتیجہ اٹھانے میں مجبور اور اس نتیجہ کا نینے والا وہی علم کل پر مشیور ہے۔ چنانچہ اسکی بحث
مفصل قانونی دلیلات میں عرض کیا دگی۔ پھر یہ اختلاف جو بیان کیا گیا ہے کہ ایک گواہ
پر مشیور کو سخت کارن بتلائے اور دوسرا پکارا۔ اگرچہ یہ اختلاف واقعی درست ہی
مگر اصل واقعہ یعنی جگت کی صنعت ہونے میں اختلاف ہرگز نہیں یعنی ہر دو گواہوں میں
ہیں کہ جگت صنعت اور تائیدیم ہے۔ صفات کی بابت اگر ابو صاحب کا طلب یہ ہے
کہ باصفات صانع نہیں۔ بسکنا یہ اوکی غلطی ہے کیونکہ باصفات کے صانع ہونا ممکن
ہے۔ باقی جو رحمت و عدالت وغیرہ میں اختلاف بتلایا وہ بھی غلط ہے کیونکہ جو رحمت
اپنی عدالت گسٹری سے ہر ایک ذی روح کو اس کے اعمال کا ثمرہ بلا کم و کاست دیتا ہے
اسوقت وہ عادل کامل ہے۔ اور جب من سے کئے ہوئے پاپوں کو دیشیا پ کرنے پر
معاف کر دیتا ہے تب تائیدیم پس ہر دو صفات کا اثبات اوس میں ہے۔ ایسا ہی سچا نہ
سروپ او صنعت کر نیکی خوش میں بھی کچھ اختلاف نہیں کیونکہ وہ ہمہ توانا ہے جسوقت
اسکو خواہش ہوئی فوراً انواع خلقت ہو گئی پس سچا نہ سروپ میں کچھ جہن واقعہ نہیں ہوتا
اور گواہ دویم اگرچہ کہتا ہے کہ جسکو اور یا مال ہے لیکن ساتھ ہی اس کے بیجا ظاہر کرتا ہے کہ
یہ بیان میرا حقیقت میں درست ہے پس ایسے گواہان کی شہادت پر کیوں استدلال
کیا جاوے۔ علاوہ اسکے ہم کچھ گواہان کے بیان پر بھی حصر نہیں رکھتے بلکہ بات پاس
دلیلات قانونی بہت کچھ میں لیکن وہ گواہان کے بیان کے ساتھ کہ بعد ظاہر ہو گیا ہو
پھر ابو صاحب کی ہیئت بدوستی دیکھئے کہ اپنے گواہ حالانکہ مدعی کے حقیقی نیا میں ہوئے
بیان پر تو آپ استدلال کرتے اور غانونا جائز بتلاتے ہیں مگر ہمارے گواہان کو میرہ

نہیں ہو سکتا مثلاً حضور کہ منصب سببی ہیں اگر آپ کے سامنے یہ مذہب پیش کیا جاوے کہ
کہ معاملہ غریب اور چاہ ہے لہذا ادائیگی قرضہ سے بری کیا جاوے اور حضور کو واسطہ
رحم آجاوے تو یہ آئین انصاف سے بعید ہے۔ پھر ایسا ہی اچل ایک سروپہ تغیر
اور وقتاً فوقتاً انواع صنعت کی صانعی وغیرہ میں مذہب ہے اور نیز بتیگر آئندہ سروپ
اور جگت یہ اگر انکی خواہش وغیرہ میں۔ پس ہر نوع ثابت ہے کہ جسمیں صفات مذکورہ قہری
ہمیں وہ جگت کا صانع ہرگز نہیں ہو سکتا اور یا جو جگت کا صانع ہوگا وہ میں صفات مذکورہ
نہجگی پس بہرہ و صورت بیان گواہان مذکور کا محض نامعتبر ہے۔ قطع نظر اسکے گواہ دوم
خود قبول کرتا ہے کہ مجھ کو بھی اور یا یعنی حیالت (جو اصلیت کے خلاف دکھلائی والی ہے)
حایل ہے میں تعجب ہے کہ ایسے جاہل کے بیان پر کیونکر اسناد لال کیا جاتا ہے یا تو فی
عذر ہنوز کوئی پیش نہیں کیا گیا کہ جسکی تردید کیا جاوے لاکھ تختہ چند کے بیان پر
جو اعتراض ہے وہ محض نا فہمی سے ہے اور انجا بیان تو فی الحقیقت اصلیت کی روح اور
حقیقت کی جان حرف حرف ہے موافق ہے چنانچہ بوقت تجویز مقدمہ عدالت پر روشن
ہو جاوے گا اور ہمارے دونوں گواہان کی نسبت جو یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مدعی کے تایا
میں لہذا قابل اعتبار نہیں یہ غلط ہے کیونکہ بیٹے کے مقدمہ میں باپ کی گواہی بھی قانوناً
جائز ہے لیکن او میں عدالت کو امتیاز کرنا چاہئے کہ آیا وہ بیان اور وہ طریقہ شہادت
طرفداری سے خالی ہے یا پڑاؤ بنیتی و بے ایمانی۔

پیرانا بھاس۔ حضور جاوے گواہ اگرچہ بیہوش چند معاملہ کے نمبرہ میں لیکن انکا
بیان حلیہ ہے پس او میں شک کرنا بیجا ہے۔ علاوہ اسکے ہمارے گواہ آریہ چند
کا تسلیم کہ انکے شخص مال چوری گیا اور انکو کسی فعل سابقہ کی سزا منتظم حقیقی پر پیش کرنے

بیان کی تردید اول منکر گواہان کی غیر موجودی پر لحاظ فرمائیے کہ دونوں کو سپریت چند مٹا
 کا بیروہ ہوا تسلیم ہے جسکی طرف سے وہ شہادت میں پیش کئے گئے ہیں۔ علاوہ اسکے گواہان
 کی لغزش بانی دیکھئے اول وہ کہتا ہے کہ میوہ نرنگ و بد فضل کے کر نہیں خود مختار ہے اور
 پھر جوہر کی تفصیل میں اقرار کرتا ہے کہ جس شخص کا مال چوری گیا اسکو کسی فعل سابقہ کی سزا
 دلانے کے لئے پریشور ہی نے چور کے ماتھے سے یہ فعل بد کر ایا جسکے صریح یہ معنی ہیں کہ
 چور اپنے چوری کے فعل بد کرنے میں مجبور ہے۔ دوم چوری کا فعل بد پریشور کی طرف سے
 کرانا بیان کرنے میں پریشور کی مقدس و غیرہ صفات حمیدہ سلبہ پر بھی سخت الزام آتا
 ہے۔ اسکو بھی چھوڑ کر غور کیجئے اگرچہ ہر دو گواہ کہتے ہیں کہ جگت کا صانع ایشور ہے
 مگر طریقہ نسبت میں باہم اختلاف ہے یعنی گواہ اول پریشور کو جگت کا نعمت کارن
 بتلاتا ہے اور گواہ ثانی کہتا ہے کہ تمام اشیاء برہم سروب جی میں یعنی برہم اوداوان
 کامل ہے پس دونوں مختلف بیان خود ایک دوسرے کو رد کرتے ہیں صفات کی بابت
 جو جرح لگی تھی اسکا تعلق ہوتا تو باوجود صاحب کو خود ہی معلوم ہو گیا ہوگا لیکن اون کے
 سیرایہ مطلب ہرگز تھا کہ میں ایشور میں او کی نفی ثابت کروں بلکہ ہماری غرض یہ ہے
 کہ جگت کے صانع کا صفات ربانی سے موصوف ہونا ہرگز ممکن نہیں اور نہ بتیراگ وغیرہ
 صفات سے موصوف پریشور کی سطح جگت کا صانع ہو سکتا ہے اور نیز جو صفات مغز
 گواہ صاحب نے بیان فرمائی ہیں اون میں باہم اختلاف بھی ہے یعنی دو ایسی مختلف
 صفتیں ایک وقت میں ایک موصوف میں ہرگز نہیں رہ سکتیں چنانچہ مختصر اود کی
 قطع ٹھوڑی جاتی ہے :-

اول حمت اور عدالت میں ہی سخت اختلاف ہے یعنی جو عامل ہوتا ہے وہ برہم ہرگز

پر مانا بھاس۔ بہت اچھا حضور۔ اگر وہی ارشاد ہے تو اول میں ہی شروع کرنا ہوتا

مباحثہ

پر مانا بھاس۔ ہمارا اول نمبر یعنی بگت کا صانع الیشور ہے اور بگت صنعت ہے
ہمارے مقرر گویا ان باوجود یہ چند و دیدانت سنگ کی متبر اور غیر محجوب شہادت سے
بخوبی ثابت ہے جن پر باوجود پان چند صاحب کلیل مدعی نے صرف یہ جج کی محی کر اوس
صانع بالکل انردنوا الجلال میں صفات۔ بانی موبودین یا نہیں جس سے اغلباً او کھا
مطلب یہ ہو گا کہ اگر اوس میں صفات مذکورہ نہیں تو اس کا صانع ہونا ہرگز ممکن نہیں۔
یہ بات بہت ٹھیک اور درست ہے۔ الا وہ بگت کا صانع یہہ دانی وہہہ تو انانی
وغیرہ جملہ صفات سے موصوف ہے چنانچہ گویا ان مذکور نے ہر صفت کا اقرار و اظہار
بخوبی نہایت توضیح اور شیع کے ساتھ کیا باقی اور جج جستہ کی گئی وہ سب غیر متعلق
ہے پس میں اول شہادت لسانی پر ہی استدلال کرتا اور کافی سمجھتا ہوں قانونی دلیل
بعد میں ظاہر کر دینگا۔ اور شہادت تزییدی کی حقیقت عدالت پر خود ہی ظاہر ہے کہ لاوتھت
صاحب کے بیان سے تو کچھ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ کی قدر ہمارے موافق
ہی ہیں ایک جہت چند کا بیان ہے لیکن وہ اکیلا قانوناً ناکافی ہے علاوہ برین ہر دو گویا
کو تسلیم ہے کہ مدعی کے تائید میں پس بالغ ہے کہ او کو مدعی کی خاطر داری منظور
و قبول ہو ایسے گویا ان پر ہرگز بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ دستاویزی ثبوت کی قلعی کھولنے
کے لئے تو حضور یہ ایک نہرست پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائی جاوے۔

پر مان چند (کھڑا ہو کر اپنے دل کے لئے جوے نوٹ لکھ کر کے) اب لیجئے حضور اس

منصوب پر اسے ملا۔

ہوا اور (فریقین کے پاس جا کر) اپنے صاحب بلائی میں سہارا
سب حاضر ہوئے ہیں۔

عدالت (دو فریقین سے) اچھا اب ہمارا شروع کیے گونا سب معلوم ہو گا
کہ ہر شخص کی بابت علیحدہ علیحدہ بحث ہو۔

سب وکلار بہت مناسب ہے حضور۔

عدالت۔ اچھا شروع کیجئے۔ اول کسی جانب سے ہو گا۔

پیرانا بھاس (وکیل مدعا علیہم) حضور مدعی کی جانب سے ہو گا۔

پیرانا چند (وکیل مدعی) حضور ہم بینک کہ کوئی ہمارے خلاف ثابت کرے کیونکہ اور
کسی تردید کرین اور کیا ضرورت ہے۔ پس جو کچھ کہنا ہے اول بابو صاحب کہیں۔

پیرانا بھاس۔ جناب۔ دعویٰ آچکا ہے۔ بینک آپ اور کو ثابت کریں تو ہم کیونکر تردید
کریں۔ یہاں قراض آپ کے اوپر آتا ہے نہ کہ ہمارے۔

پیرانا چند۔ بابو صاحب یہ ابلا اس ہے۔ ذرا سوچ کر گفتگو کیجئے۔ بھلا ہمارا دعویٰ کیا
ہی کہ ہے۔ یعنی حریف بھون آپ کو تسلیم ہے۔ جواب یہی آپ کی نئے ڈھنگ سے ہے اسکو

نجات کرنا آپ کا فرض ہے نہ کہ ہمارا۔

عدالت۔ بینک۔

پیرانا بھاس۔ حضور اول شہادت ہماری جانب سے ہوئی مباحثہ اس طرف سے ہو چکا
عدالت۔ اسکی کیا ضرورت ہے یہ کیا کوئی حد کشی ہے شہادت بھی ایک ہی ہے اور

مباحثہ بھی پس یہ بھی اول آپ کی طرف سے شروع ہو گا۔

تھیات ناشک ناک

سین ہفتم

اعاطہ عدالت دیوانی

بتاریخ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۷ء

کثرت شائقین مناظرین اور شاگردان زیر تعلیم سے تمام اعاطہ عدالت بھرا ہوا ہے۔
 ایک مسٹر گمین صاحب بیادرنج و مسٹر بیریا صاحب بہادر کلکٹر متعلقہ سسٹنٹ
 کلکٹر و صاحب ہتھ بند بست و غیرہ موجودیت سی غاۃ و سنجیدہ لیڈیوں کے تقدیر
 موصوفہ کے باعث کے استماع کے لئے تشریف لاتے اور لوگوں کے اشتیاق کو بڑھاتا
 ہیں۔ حج ماتحت جرم صاحبان حکام کے لئے کرسیاں بچھواتے اور بہت اعزاز و اکرام
 سے مشکوری ظاہر فرماتے ہیں۔

عدالت (منہرے) اچھا لگتیے صاحب و کلکٹر تعلیم کو۔

کتاب نایاب زمانہ

سید جلال آرا مہر شہر سے مل سکتی ہیں
ایک روپیہ سے زیادہ کی کتاب کے خریدار کو جسے بیماری
فی ہویہ ار سے ورنہ کمیشن بھی دیا جاتا ہے۔
(۱) انمول بوٹی۔ اس کتاب میں ایک ہی
عجیب اثر ہوئی ہے جو ہر شخص کو ہر مقام پر اور ہر
موسم میں بآسانی مفت میں دستیاب ہو سکتی ہے
تب لڑو سکھائی سائنس کہ نہ۔ پڑھنی بھی دینی
میں۔ درد شکم۔ باد گولہ۔ درد پی۔ تپ۔ گھٹیا۔ فالج۔ قیہ
نشیج۔ درد گوش۔ گرائی گوش۔ درد سر۔ آدھاسی
مرکی۔ جلد حرقت۔ بعض نزلہ شہر۔ آتش و شہر
سلاحی شہر۔ غارش شہر۔ دم شہر۔ کان۔ و حلقہ
آتشک۔ بد ضعف۔ باد۔ بواہر غوی۔ باد دی نہرو
نا سور۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ غارش شکم۔ تر۔ داو بیہ
چھپ۔ زکام۔ نزلہ۔ درد دندان۔ گنج سر اور نہر
و پھر و طیوہ امراض کے حکم علاج معائنہ امراض کی
علامات و نشانات و اسباب و فیرو کے ایسے آسان
ادیکل میں گئے ہیں کہ ہر شخص کو بھیچے مفت میں یا
کوڑھوں میں ہر مرض کا بیچھا علاج کر سکتا ہے قیمت
بفرض رفقاء علمہ اسبندہ اوصاف ۲۸
(۲) انمول بوٹی۔ خورد کتاب مذکور کا آٹھ
سہمیں ہر مرض کا حرف۔ ایک ایک تجربہ علاج دینے کی
قیمت ۲۰
(۳) فلاذر ہر حصہ اول۔ اس میں سانس کے
کاٹے کے ساتھ علاج۔ بچھو کے ساتھ۔ دیوانہ کے
کے تیس۔ زہور۔ (سرخ نند بھڑا کے تیس۔ بخور او
شہد کی مٹی کے دس۔ کڑی کے کاٹے اور پھلنے کے

دس اور چار چار پانچ پانچ دیگر جاندارانہ بندہ ملی۔
چھپکی۔ جوا۔ آدھی۔ بیشک۔ وغیرہ کے کاٹے کے
آسان و محبوب اور حکمی علاج معہر ہر مرض کی علامات و
نشانات کے درجہ کے گئے ہیں قیمت ۱۰
(۴) فلاذر ہر حصہ دوم۔ اس میں سکھاسہر
و بارہ و غیرہ معدنیات اور جانگلوہ و بھلاوہ و کپاڑ
نانات کے زہروں کا آٹا ہے۔ زیر طبع
(۵) ہفت جواہر۔ اس کتاب میں (۱) علم
کے تجربہ شے (۲) علوم انخاص کی اردو سے ہر شے
کی بات چیت کر کے طریقہ (۳) اہل ہند کے فلسفہ
رومانی کی ایک کتاب جو سومہ سا گھہ درین کا ترجمہ
(۴) ہندوؤں کے دھرم شاستروں و شریعتی کا انتخاب
(۵) مختلف عالمات کے حکم کے منتخب اقوال و نصیحت
(۶) حل طلب سوالات و معائنہ و قسم کے دیکھ
شعیدات و غیرہ (۷) انتخاب از کتاب کیمین (۸) دھرم
یہ سات مضامین میں دیکھ کو کوڑہ میں بھر دیا ہے
قیمت جلد اول ۵ جلد دوم ۵ جلد سوم ۵
جلد چارم زیر طبع۔
(۶) گنجیات ناشک نامک۔ اس کتاب
میں ایک مقدمہ مدالتی کے پوائین ہر ہر جیکے اصول
و عقاید و لہجہ نامک ایک نہایت دلچسپ اور دلچسپ
جن اصحاب کو میں بودہ۔ آریہ۔ ساکھیہ و شیشک
نیاک۔ اسلام۔ آریہ اور عیسائی و غیرہ مذاہب اور
ان کے فروعیت کے سائنس اور عقاید و اصول کی آگاہی
موصول کرنی بودہ اس چھپ نامک کو لا خطہ فرنگ
فرور لطف اچھا جن عجیب سے طرز کا نامک ہے
قیمت جلد اول ۴ جلد دوم ۶ جلد سوم ۱۰
(۷) برہم کمال حیرت و حیرت و حیرت و حیرت

انجیرو فرود پسندی بر دیران پند

آ

متحیات ناشک نالک

جسین ایک مقدمہ عدالتی کے پرایم ہر ایک ست کی آزادانہ بحث کر کے
سچ اور جھوٹ کے گھرے کھوٹے کا امتحان کیا گیا ہے

قصہ سوم

مصنفہ پندت رکب داس صاحب متوطن قصبہ جلا کا ضلع سہارنپور
جبکو

حسب فرمائش بناب بابو سوہجھان صاحب کیل عدالت ضلعی دیوبند
نامہ لکھ بہار لال دسی لکے۔ جت بندہ شہ بنی مصنفہ عنوان پر تیار کیا
وفاؤ پر واصل ہوئی و بہت بجا و غیرہ و تہہ جم بھرتہ پری دیرانگ شتک معہ
جسین دیرانگ شتک و بھرتہ پری جت شتک و چانک جتی دیران و غیرہ نے
بعد نظر ثانی

مطبع برن پکاش بندہ برن ہاتھامشی پری دیران

۱۹۰۱ء بمطبع عیسوی

آریہ چند کیون کیا ہوا۔

اسلام علیہ السلام ہوا کیا آخر مجبور ہو گئے نہ۔

آریہ چند۔ کس بات میں۔

اسلام علیہ السلام۔ جی ہاں اب کیون یاد رہنا تھا۔ کیا تم نے پہلے یہ کہہ کر شہرخص کی نعل
نکال یاد کئے کہ تم نے میں خود مختار ہو چکے یہ نہیں کہا کہ چوک ہاتھ سے پریشور ہی نے لاکر
کمان نو سر دلائی جسے صریح یہ معنی ہیں کہ چور چوری کا عمل بہ کر نیلے لٹی خداوند کریم کی طرف سے
مجبور تھا۔

آریہ چند بیشک۔ بنو ہبنا۔ اربین نہ کہتا تو بھی تو کئی سنس یہ پاتے تھے اچھا آپ ہی کہہ
آپ نے کیا تھوڑا

اسلام علیہ السلام۔ کیون۔

آریہ چند۔ تم نے خود مومن کی واسطے جھوٹ بولنا بھی تسلیم کر لیا اور ان تم نے اور شر کر چکے نہیں
دونوں نے خود روزت کے خود بخود ہونے اور پھانسنے یا یہ کہ خود ہوئیے کیون انکار کیا۔

اسلام علیہ السلام۔ بیشک۔ یہ تو ٹھیک ہو لیکن چر اور کیا ہے۔

آریہ چند۔ تو بس خود رافضیت و دیگر رافضیت ہی جانتے ہو۔

بودھ چند۔ بس جی کا بل کی کوٹھری میں سے سان نکل آئے تو ہم ہی۔

آریہ چند۔ کیا کہنے گراہنی دانست میں۔

بودھ چند۔ کیون۔

آریہ چند۔ کیا تم نے عدالت میں معی دعا علیہ وغیرہ کو شناخت نہیں کیا۔

بودھ چند۔ بیشک۔ کیا۔

پیران چند شہادت ہاوت تو سب اچھی ہو گئی اور جرمین آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں نے کس قدر
جانتائی کی ہے مگر بھوکا سپر کچھ اشتباہ ہوتا ہے کہ عدالت نے لاکھ شخصیت چند
صاحبہ جیو کے پنج بھوتک ہوئی بابت دوبارہ کیوں دریافت کیا۔ اس وقت کا انکا طرز
انداز زبان کا بوجہ وغیرہ مجھ کو اچھا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ خیر دیکھا جا د گیا۔

تو اتھ چند (آہ سرد بھر کر) بابو جی آپ کے ہی اختیار ہے۔

پیران چند۔ بھائی تم تو عجیب دل کے کچے دیکھنے میں آئے۔ اسے بھائی ابھی سے کہا گیا ہے
یہ تو صرف خیالی باتیں ہیں دیکھنا تو کیا بھل بھول لگتے ہیں۔

بیک۔ چند۔ جی ہاں میں ہی چاہئے۔ (تو اتھ چند سے) بھائی گھبراہٹ کیوں ہو
ابھی تو سب اچھے میں گل کھلیں گے۔ لو آؤ ملیں (کھڑے ہو کر) اچھا بابو جی بے جینہ۔

پیران چند۔ بے جینہ۔ دیکھو گھبراہٹ نہیں بالکل۔

بیک۔ چند۔ نہیں جی گھبرائے کیوں۔

تو اتھ چند اور بیک چند وغیرہ جلتے ہیں اور پیران چند سی ٹھوٹے فاصلہ پر
پرانا بھاس پنہ کے بستر پر پریت چند وغیرہ بیٹھے ہیں۔

پریت چند۔ (پرانا بھاس سے) کیوں بابو جی کہیے گواہان کے بیان کیسے ہوئے۔

پرانا بھاس۔ بیان سب کے بہت اچھے ہو گئے گھبراہٹ تسکین نہ کھو۔

پریت چند وغیرہ سب۔ اچھا تسلیم جناب۔

اور ب جاتے ہیں۔

اسلام علی خان (آریہ چند سے ملاہن) کیوں صاحب منشی جی کہوں یا پندہ جی
اپنے سلاہن ہی بیٹھ کر گواہان بنائی آتی ہیں آج بابو پیران چند کے سولات پر کیوں جواب دیتے ہیں

پیران چند (اپنے بھتیجے محرم) غشی جی لا تو دو چار تھکا کاغذ ایک نقشہ طبار کرنا ہی بہت جلدی
محرم کاغذ تیار ہی اور پیران چند چند نقشے پیکر تیار کر دیکتب خدما علیہم بہت جلد تیار
کر کے ایک درخواست لکھنا۔

تو ار تھ چند مدعی بنام پیرت چند وغیرہ علیہم

دعویٰ نمبری زیر نمبر

جنا بعلی

مقدمہ مذکور جہذا ان میں نقشہ منسلک درخواست ہذا پیکر تیار کر دینا نہایت عجری
جدگانہ ہر مدعا علیہم داخل کرنا ہوں جنکاسل میں شامل رہنا امر اہم اور نہایت عجری
ہے لہذا امید وائوں کہ حسباً بطشامل مشل میں فقط

فدویٰ تو ار تھ چند مدعی محرم پیران چند وکیل

نور محمد صاحب

तत्त्वार्थचंद्रबकःखु०

تو ار تھ چند دستخط کر کے اور نقشہ تیار کر دہ باپو پرائیجہ کو دیکر نہایت خوش ہو کر واہ
باپو جی واہ! یہ نقشے تو خوب مرنب کئے۔

بیک چند۔ بھائی آخر تو وکیل ہیں۔ اور وکیل بھی کیسے ٹب لایق۔

پیران چند (نقشہ تیار کر کے درخواست کے ساتھ منسلک کر کے محرم) غشی جی جلدی داخل کرنا
عجری کرنا ہی اور عدالت میں پہنچا کر منصرم کو دیتا ہے۔ عدالت کیلے۔

منصرم۔ مدعی کی جانب سے ایک درخواست وریہ نقشے میں مدعا علیہم کے کتابی ثبوت کی تردید میں
عدالت (ملاحظہ کر کے منصرم سے) اچھا لکھ و شامل سل ہیں۔

منصرم لکھ کر شامل سل کر رہے اور محرم پس آتا ہے۔

تو ار تھ چند (پیران چند سی) خیر باپو جی! کام سے تو غل غل ہے اب کچھ شہادت کی تو بائیں

کتھنچیت سبرگی بھگوان کی ہدایت یعنی صین سدھانت کے بھروسہ پر کہ وہی تمام ایکانت کے مرض سے دھندلی آنکھوں کا آئین ہو۔

عدالت (پریان چند سے) آپ نے وہ سدھانت داخل کئے۔

پریان چند۔ حضور نہیں وہ داخل نہیں کئے گئے اور نہ ہم داخل کرنا چاہتے ہیں۔ عرض بوجہ اسکے کہ عدالت میں انکی تعظیم کی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ اسلئے وہ شائع بھی نہیں کئے جا سکتے۔ حالانکہ عوام ہمارے اوپر پوشیدہ رکھے گا لازم نکلتے ہیں اور ہم سب گواہ کرتے ہیں۔ لیکن البتہ جسوقت کوئی دیکھنا چاہے تو دکھا سکتے ہیں۔

پریانما بھاس۔ حضور داخل ضرور ہونے چاہئیں۔

عدالت۔ صاحب جب وہ نہیں داخل کرتے تو انکو اختیار ہو۔

منصرم۔ لو صاحب دستخط کیجئے۔

کتھنچیت چندر (تلم لیکر)
 कथंचितचन्द्रबकलमखु

عدالت۔ بس اور تو کوئی گواہ نہیں

پریان چند۔ بس حضور۔

عدالت۔ تو اچھا بابرہ کل پر کھئے ابقت بھی تنگ ہو گیا ہوا اور ہمیں آپ صاحب کو

بھی سہولیت دینی۔

پریان چند۔ بہت مناسب ہے حضور۔

سب ملکر۔ آداب۔

فریقین کو یہ علاقہ باہر آتے ہیں اور فریق مدعی بابو پریان چند کے سترے کی طرف کو

اور فریق مدعا علیہم بابو پریان بھاس چند کے سترے کی طرف کو خوش خوش جاتے اور جا جا کر ٹھہرتے ہیں۔

دور نے سنگ۔ بھلا صاحب کیونکر ہوا کیونکر نہیں۔

کتھنچیت چندر۔ بلحاظ عقل جسمانی مدعی میرا برادر زادہ ہے اور میں اسکا تایا ہوں
مگر بلحاظ عقل روحانی نہ کوئی جیو سیکاپ ہے نہ بیاسپ جھٹی باتیں اور بیچ بڑن۔
اس جیو کاپنے ہی جسم سے جب اہل کوئی رشتہ نہیں تو دوسرے کے جسم سے کیسے ہو
ہے۔

عدالت۔ اور پوچھنا ہے کچھ۔

پہرانا بھاس۔ بس حضور ان سے اور کیا پوچھیں خاک۔

عدالت۔ اچھا صاحب ایک سوال پوچھتے ہیں۔ بھلا کیا آپکا یہ تمام بیان سچ
اور قابل تسلیم ہے اور مدعا علیہم کا عذر جھوٹا۔

جملہ فریق مدعا علیہم (اس سوال کو سنگ) ابا ابا واہ کیا اچھا سوال کیا ہو!
کتھنچیت چندر۔ بیشک۔

پہرانا بھاس۔ حضور لکھو لیجئے بیشک ہے کہ میں تو انیکانت چھوٹا۔

کتھنچیت چندر۔ بناب آپکو یہ بھی خبر ہے کہ وہ انیکانت بھی انیکانت نہیں۔

کتھنچیت انیکانت ہی ہے۔ اور یا یوں لیجئے کہ کتھنچیت میرا بیان بھی جھوٹ ہو سکتا

ہے جبکہ اسلئے کسی خبر یعنی ایک نے انیکانت پر اڑا جاسے۔ اور کتھنچیت مدعا علیہم کا

مذہب بھی ٹھیک ہو سکتا ہے جبکہ وہ کتھنچیت لفظ کے ہمارا ہن کہا جاسے۔

پہرانا بھاس (بیدل ہو کر) لو صاحب محل آیا آہیں مجی انیکانت۔

عدالت (متعجب ہو کر) اچھا اب یہ فرمائیے کہ یہ یلین آپکا کس اعتبار پر ہے۔

کتھنچیت چندر۔ کتھنچیت معقولیت پر مبنی ہو کہ تمامی عقل سلیم اس پر تفریق ہیں اور

دور نے چند (کھڑا ہو کر) اچھا اب یہ فرمائیے کہ تھی اپنی وغیرہ پنج بھوت سے علیحدہ
جیو کیونکر ہے اور کیونکر نہیں۔

کتھنچیت چندر بیوارنے کے لمانا سے پنج بھوت روپ اجسام ہی جیو کہلاتے ہیں
چنانچہ کہا جاتا ہے کہ میں نے فلان جیو کو قتل کیا یا فلان کو زخمی کیا وغیرہ اور وہ خود بھی
سمجھتا ہے کہ میں بالک یا جان یا بڑھا ہوں یا میں مارا گیا کاٹا گیا۔ زخمی ہوا وغیرہ۔
لیکن حقیقت میں جیو کچھ اور چیز ہے اور پنج بھوت کچھ اور۔ چنانچہ دوتا دوتا جیو کو خیال
ہوتا ہے کہ میں شکھی ہوں یا دھکی ہوں مجھ کا اچھا جسم ملے یا میں اس جسم کو چھوڑا
ہوں وغیرہ۔

عدالت (جس کے دل میں اول ہی بیان ناستیک چند کاموثر پڑا تھا) صاحب کو
ذرا اور شرح فرمائیے کہ جسکے علیحدہ جیو اور کیا چیز ہے۔

کتھنچیت چندر حضور جیو کوئی مجسم چیز تو ہی نہیں جو آنکھوں سے دکھلایا
جائے۔ انسان سے ہی سہہ ہوتا ہے یعنی شہر یا جیتن سے بڑھ کر گن چیتتا والا
کوئی ہے اوسیکو جیو کہتے ہیں

عدالت لکھ کر اور غور کرتی ہے۔

دور نے چند بس اور کیا۔

پرانا نا بھاس۔ انکا مدعی سے جو تعلق تہ زدہ تو ظاہر کر دو۔

دور نے سنگ۔ ان کیوں صاحب آپ مدعی کے حقیقی تایا ہیں۔

کتھنچیت چندر۔ کتھنچیت ہوں اور کتھنچیت نہیں بھی۔

پرانا نا بھاس۔ اوہ غضب آمین بھی حال ہی ملی۔

جسم میں جاسکتا ہے۔ مگر حقیقت چونکہ کوئی حیوان بغیر آلوکرم پورا ہوتا ہے موجودہ جسم کو نہیں چھوڑ سکتا اسلئے اسی جنم میں اوسکا کوئی پرویس دوسرے جسم میں نہیں جاتا۔

کلکال چند۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ دراصل حیوان کا کوئی پرویس کسی حالت میں ایک ہی جنم میں دوسرے جسم میں نہیں جاتا۔

کتنھنوت چند۔ صاحب میں کہہ چکا ہوں کہ میرا ہر ایک بیان انیکانت ہے۔ یعنی سمدگھات کے وقت ایک حیوان کے پرویس دوسرے جسم میں کیا بلکہ تمام لوگ میں بھرتا ہے۔

سب تعجب کرتے ہیں۔

کلکال چند (آگرہ چند سے) اوصاحب آئیے آپ بھی۔

آگرہ چند (گھڑا ہو کر) ہاں صاحب بھلا یہ کہئے کہ جگت کی تمام چیزیں نہت کیونکر ہیں اور نہت کیونکر۔

کتنھنوت چند۔ نہت تو یوں ہیں کہ تین لوگ میں جس قدر درپ ہیں کبھی کسی وقت اُن میں سے نہ ایک ذرہ کم ہو سکتا ہے اور نہ زیادہ اور نہ اُنکے خواص و صفات وغیرہ کبھی زایل ہو سکتے ہیں۔ اور نہت اس طرح کہ اوکلی پرلیے یعنی حالتیں ہمیشہ لحظہ لحظہ بدلتی رہتی ہیں۔

آگرہ چند۔ ذرا اور شرح کہو یا کوئی تشیل بیان کرو۔

کتنھنوت چند۔ مثلاً مٹی قدیم اور نہت ہے مگر اسکی حالتیں ہیٹ و گھڑا وغیرہ ہر گھڑی تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

آگرہ چند۔ بس اور کیا۔

کو ہر حالت میں صرف دل کی صفائی سے کیونکر نجات مل سکتی ہے اور کیونکر نہیں۔
 کتھنچیت چندر چونکہ ہر ایک شخص خواہ وہ کسی فرقہ و ملت میں ہو صرف دل کی صفائی
 سے مرگ پا کر اور پھر کسی اتم چھتیر اور اتم کل میں جنم لیکر کم ناس کر سکتا اور نجات پاسکتا ہی
 اسلئے بلحاظ ٹیکم نے کہا جاسکتا ہے کہ ہر قوم و ہر فرقہ کے مرد و عورت سب ہی کو ہر حالت
 میں صرف دل کی صفائی سے موکش مل سکتی ہو جس طرح کہ کسی شخص نے سفر کا ارادہ کیا
 تو اسکو کہہ سکتے ہیں کہ سفر کو جاتا ہی خواہ وہ ابھی اپنے مکان ہی میں بیٹھا ہو۔ مگر نشیمن
 چونکہ جب تک اتم درت۔ اتم چھتیر۔ اتم کل۔ اور اتم بجا و وغیرہ جملہ سامان ظاہری و
 باطنی عمدہ سے عمدہ نہیں ملے گی کیونکہ بھی موجودہ جنم سے نجات نہیں مل سکتی اسلئے بلحاظ
 برہم سوتر نے کہا جاسکتا ہے کہ ہر قوم و ہر ملت کے ہر شخص کو اور ہر حالت میں نجات
 نہیں مل سکتی جس طرح کہ وہی شخص جسے سفر کا ارادہ کیا ہے جتنا کہ وہ سفر پر روانہ ہوگا
 اور گام فرسائی کرے اسکو مل میں "سافر" یا یہ کہ "وہ سفر کو جاتا ہی" نہیں کہہ سکتے۔
 "سفر کو جائیگا" یا "سفر کو جانو والا ہے" ایسا کہنا چاہئے۔

کلکال چند۔ اچھا خراب یہ فرمائیے کہ کس طرح پر اسی جنم میں جیو دوسرے جسم میں جا
 سکتا ہے اور کس طرح نہیں۔

کتھنچیت چندر چونکہ عالم ڈاکٹر ملن۔ حکیمون۔ فلاسفرون اور علم سمرنیم کے
 جاننے والوں کا اور بزر آدمہ گیانی دین پر گیانی و کیول گیانیوں کا علم دیگر اجسام
 کے اند تک جاتا ہے جس سے وہ اپنے جواں دہی حالات معلوم کر لیتے ہیں اور علم عالم
 یعنی جیو کی صفت ہے جو اپنے موصوف سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی اسلئے آئندہ علم کا
 دیگر اجسام میں جانا گویا جیو ہی کا جانا ہے پس اس لحاظ سے تو جیو اسی جنم میں بھی دوسرے

میں لے سکتا اور استعمال کر سکتا اس عرصہ میں اس کی مالک سمجھا جاتا ہے الا دوسری طرف غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کا اپنے مقدر کے موافق کوئی مالک ہوا جب تک وہ اپنی ضمانت سے بلا معاوضہ یا معاوضہ اس کا انتقال کرے دوسرا ہرگز اس کا مالک نہیں ہو سکتا بلکہ بالفاظ اس کا اگر ملکیت کا دعویٰ کرے تو بددیانت۔ خائن یا چور کہلاتا ہے اور ایک دفعہ خاص ہو جاتا ہے کہ نشیے نے سے کوئی ایک دربیہ کی دوسری دربیہ کا مالک کسی حالت میں اور کسی وقت نہیں ہو سکتا۔ پس قبضہ و ملکیت نہیں لیکن اپنے اپنے گن پر یا یعنی اوصاف اور نام و مشابہت وغیرہ ہر ایک کے قبضہ میں ہیں اور ہر ایک وہ گنے مالک ہیں لہذا قبضہ سے ملکیت ہوتی بھی ہے۔

زباندار از خان کیا جس گھر میں کوئی پیدا ہوتا ہے اس کی چیزیں کا وہ مالک نہیں ہوتا۔ کتنی چیزیں ہیں جن پر کسی ایک پر کار ہوتا ہے کیونکہ اپنے طالع کے موافق جس باب سے کوئی پیدا ہوا اس کا ترکہ انصافاً اس کو پہونچتا ہے۔ اور کسی ایک پر کار نہیں بھی۔ کیونکہ ہزاروں محروم بھی جلتے ہیں اور ترکہ جس کے مقدر میں ہوتا ہے اس کو پہونچ جاتا ہے خواہ اس کا باپ اپنی حیات میں اسے منتقل کرے یا کسی اور طرح سے۔ یا یوں سمجھئے کہ نشیے نے سے چونکہ کوئی درخت کسی درخت کا دراصل مالک نہیں۔ سب اپنے اپنے گن پر یا ہے ہی کے مالک ہیں اس لئے وہ لڑکا بھی اس مکان کی کسی شے کا مالک نہیں۔ گرد و سہری صورت میں جو چیز کسی کے مقدر کے موافق کسی پہونچ گئی وہی اس کا مالک ہے اور وہ خود اپنے کو اس کا مالک سمجھتا اور میری میری کرتا ہے۔

زباندار از خان۔ بس۔

کلا کال چند (کھڑا ہو کر) ہاں صاحب یہ بھی فرمائیے کہ ہر قوم و ہر فرقہ کے مرد و عورت

جانتے ہیں اسلئے اگر ان سے روپیہ کا تقاضا کیا جائے تو ضرور ہے کہ وہ لوگ قرض خواہوں کی بیعتی کیلئے بامید حصول دولت اور بھی زیادہ ایسے گمراہ ہوں گے کہ ہزار ہا ہزار چنڈو بن جائیں گے۔
 کاغذ بہانے جس سے متقاضی قرض خواہوں کی گردن پر بھی اس گناہ کا بار پڑے گا تو ایسے لوگوں سے روپیہ کا تقاضا کرنا محض نادمہ ہے بلکہ اگر ہو سکے تو ایسے ظالموں کی شکل تک نہیں کھے۔
 بقول سعدی شیرازی

ز باہل گر زندہ چون تیر باش
 نیامختہ چون شکر شیر باش

پیر مانا بھاس چند (اور زیادہ حیران ہو کر ادب دہشی زباند از خان کی طرف مخاطب ہو کر)
 لو صاحب اب آپ دریافت کریں۔

زباند از خان (کھڑا ہو کر) مان صاحب نہ اسکی بھی شیخ کیجئے کہ خالق کیونکر
 ہے اور کیونکر نہیں۔

کتھنچیت چند رچو کو دنیا کی تمام چیزیں دے دیا تھا کہ نے سے یعنی بلانا اپنے جوہر کے
 قدیم اور غیر فانی ہیں نہ نیت سے ہست ہوتی ہیں اور نہ ہست سے نیت۔ پس مخلوق
 نہونے سے ادھکا کوئی خالق نہیں مگر چونکہ پرایا تھا کہ نے سے یعنی بلانا اپنے عرض کے
 سب ہی چیزیں مریخ نئی پیدا ہوتی اور مدمم ہوتی ہتی ہیں۔ پس جو انکو ہست میں لایا
 ادھکا سبب ہو وہی ادھکا خالق ہوا۔

زباند از خان۔ اچھا یہ بتاؤ کہ قبضہ حاصل کرنے سے کوئی کسی چیز کا مالک کیوں
 نہیں ہوتا اور کیوں ہوتا ہے۔

کتھنچیت چند راسطرن اگر دیکھئے کہ جو چیز کے قبضہ میں آگئی وہ ہی اسکو اپنا اختیار

کیونکر ہے اور کیونکر نہیں۔

کتھنچیت چندر۔ چونکہ تمام جگت حیویا برہم سے بھرپور ہے۔ کوئی ذرہ برابر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں وہ ہر دم موجود نہ ہو۔ پس سب میں اس کی موجودگی کی وجہ سے سارے جگت کو معدہ پگل وغیرہ کے بلحاظ سنجوگ نئے کے برہم نام سے پکار سکتے ہیں جس طرح اگنی کو لہر وغیرہ کے ذرہ ذرہ میں موجود ہونے سے سوائس کو لہر وغیرہ کے جو پر تھوی کا جز ہے اگنی ہی نام سے کہلاتے ہیں۔ یا کسی کتاب کو جسکی صرف عبارت اور ترتیب لفظا کسی مصنف کی تصنیف ہیں مد کا غلہ کے جس میں وہ تصنیف بھرپور ہے تصنیف ہی نام سے پکارتے ہیں۔ مگر چونکہ دراصل برہم اور صیر ہے اور پگل یعنی برکرتی یا مایا وغیرہ اور چیز۔ ان کے اوصاف و افعال صاف آگاہ الگ لکھائی دیتے ہیں یعنی حیویا برہم ایک دیکھنے جاننے والی طاقت چتین سرپ کا نام ہے اور پگل چتین جس میں دیکھنے جاننے وغیرہ کی طاقت نہیں۔ اس لحاظ سے تمام جگت ایک برہم سرپ نہیں بھی ہے۔

پیر مانا بھاس چندر۔ اچھا گیہ میں خرچا ہوا روپیہ کیون قابل وصول ہوتا ہے اور کیون نہیں۔

کتھنچیت چندر۔ گیہ جس میں معصوم حیوانات کی جانیں ناحق جھونک جھونک کر دھرم سمجھا جاتا ہے صریح جالاند اور بڑی جیرمانہ حرکت ہے۔ ایسے ظالمانہ کاموں میں خرچا ہوا روپیہ اگر نہ رچند بھی ان ظالموں سے وصول کیا جاوے تو بھی وہ کبکدوش نہیں ہو سکتے بلکہ اس سخت ظلم کے معاوضہ میں انکو جہنم کی آگ میں جلنے کی تکلیفیں ملتی اور باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ خیال کیا جاوے کہ چونکہ گیہ کر نیوالے لوگ اپنے عقیدہ کے موافق اس عمل کو حصول جنت کے علاوہ افزونی دیت اور حصول اولاد کا ذریعہ بھی

سنگیا۔ سنگیا۔ لکشن وغیرہ کے تفاوت سے الگ لگ ہیں جیسے گھٹ کا اصل نہ کھا
 اور پٹ کا جولاہہ وغیرہ وغیرہ۔ اس لحاظ سے انیک بھی صانع ہیں یا دوسرے طور پر یوں سمجھئے
 کہ جب نیالی ساری چیزیں اپنے اپنے سجاوا اور خواص سے بنتی بگرتی ہیں تو سب کے
 بننے بگرنے کا سبب انکا ایک سجاوا ہی ہے جس سے حضرت اسلام علی اپنی اصطلاح میں
 قدیت اور شکر کہ پچھنیزم نہی وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے
 تو سب اشیاء کا صانع ایک اور انکا سجاوا یا نیچر ہی ہے مگر بلحاظ آداب و نعمت و سادہ
 کاروں کے انیک بھی ہیں جس طرح ایک گھر کے بننے میں مٹی اپا دان کارن کہتا
 نعمت کارن اور چاک و ڈورا وغیرہ سادہ کارن کارن ہیں۔

سب شے جو بنے ہیں۔

پرانا نا بھاس چند۔ اچھا صاحب یہ تو کہئے کہ جو یا برہم ایک ہی یا بہت ہیں۔
 کتنی چیت چند۔ ایک بھی ہے اور بہت بھی۔

پرانا نا بھاس چند۔ یہ کیونکر۔

کتنی چیت چند۔ ستر مٹے سے جو یا برہم لفظ کر سب جو ایک ہیں۔ مگر مجید نے کے
 لحاظ سے سب جو اپنے اپنے وجود میں الگ لگ ہیں۔ یا یوں لیجئے کہ بلحاظ اوصاف ذاتی کسی
 حیوین کسی قسم کا تفاوت نہیں اس لئے ایک ہی ہیں۔ مگر بلحاظ صفات ماضی سب میں فرق
 اور علیحدگی صاف نظر آتی ہے۔ اس لئے انیک بھی ہیں۔

پرانا نا بھاس چند (تنگ ہو کر) خیر۔ اچھا یہ فرمائیے کہ تمام جگت ایک برہم ہو

نہیں۔ جگت کی ساری چیزیں اپنے اپنے سبب و سبب سے بنتی اور گرتی ہیں کوئی کسی کا
صلف و منتظم نہیں۔

پیرانا بھاس چند۔ تو کیا گھٹ پٹ وغیرہ اشیاء کے صلف و سبب تو کھار و جولاہہ
وغیرہ ہیں مگر بعض اجسام کے نہیں بھی ہیں۔

کتھنچیت چندر۔ یہ کتنی ٹھیک ہے اور کتنی سچ نہیں۔
پیرانا بھاس چند۔ کیونکر۔

کتھنچیت چندر۔ چونکہ جگت میں ساری چیزیں خاک باد آب آتش وغیرہ ہی سے
ہیں اور ان ہی سے بنی و تبدیل سے بنتی گرتی ہیں۔ اور ان سب ہی میں حیو یا برہم ہر دم
موجود ہے جس طرح کھار وغیرہ کے قالب بن ہے پس اس لحاظ سے تو سب ہی چیزوں
کا صلف حیو کو کہہ سکتے ہیں مگر چونکہ سب اشیاء کی صنعت بالکل سبط صبر نہیں ہوتی
جس طرح گھٹ پٹ وغیرہ کی ہم دیکھتے ہیں اور اسی سے کوئی ان کا صلف مثل کھار و جولاہہ
وغیرہ کے ہونے نظر نہیں آتا۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ بعض چیزوں کا صلف
ہے اور بعض کا نہیں بھی۔

پیرانا بھاس چند۔ کیون صاحب بھلا یہ تو بتائیے کہ سب چیزوں کا صلف
ایک ہے یا انیک۔

کتھنچیت چندر۔ کتنی سچ ایک ہے اور کتنی سچ انیک بھی۔
پیرانا بھاس چند۔ کیسے۔

کتھنچیت چندر۔ لحاظ اسکے کہ ایک حیو ہی کھار و جولاہہ وغیرہ کے قالب میں
اگر ساری جگت میں کام کر رہا ہے جگت کا صلف ایک ہی ہے مگر چونکہ سب کے صلف

کی تھی تو انھوں نے خود ہی جیو کو متیہ ایک سروپ بیان کیا ہے۔
 دُر نے سنگمہ اور یون نہیں کہا کہ خاکی بادی وغیرہ ہی جیو کا فراج ہے۔
 آگرہ چندہ بان کہا ہے۔

پر مانا بھاس - بھائی یہ تو سچ لیکن ذرا سمجھو تو وہ بیان اوکھل میں تو کہیں نہیں
 آگرہ چندہ - اچی سل میں گو نہو عدالت پر ظاہر ہے۔
 دُر نے سنگمہ نہیں جناب پوچھ گئے ضرور خدا نکے اپیل میں تو گنجائش رہیگی۔
 پر مان چندہ دو کا ارمہ علیہ سے مخاطب ہو کر اوصاحب جمع کر لیجئے۔
 پر مانا بھاس چندہ - حضور اگر بجمع کی کچھ ضرورت نہیں لیکن صرف تفصیل پوچھ لیتا ہوں
 عدالت - اچھا۔

پر مانا بھاس - کیون صاحب بگت کا صلہ کیونکر ہے اور کیونکہ نہیں۔
 گتھنچیت چندہ - جناب اسطون اگر دیکھئے کہ گھٹ پٹ روپ بگت صنعت اور کھا
 و جولاہہ وغیرہ انکے صانع میں تو صانع ہونے میں کچھ شک نہیں اور اگر کسی ایشو غیر پرست
 با صفات کے ذریعہ الزام لگایا جاوے تو ہرگز ثابت نہیں کیا دوسری طرح یوں سمجھئے
 کہ جیو ہی جسے ویدانت سنگمہ اپنی اصطلاح میں برہم سا کھ چندہ برتس - اسلام علی برتس -
 اور ستر کر سچینترم سول وغیرہ ناموں سے بولتے ہیں - اوصاف ماضی تو بگت کا
 صانع و منتظم وغیرہ سب کچھ ہے کیونکہ وہی کھا و جولاہہ وغیرہ کے روپ میں پیدل کے
 نقل سے جسے ویدانت سنگمہ لایا بولتے ہیں سا کھ چندہ اپنی اصطلاح میں پرستی کہتے ہیں
 اسلام علی آتہ اور ستر کر سچینترم سول وغیرہ کہتے ہیں سائے بگت میں کام کر رہا ہے
 اگر یہ صفات ذاتی وہ سدا بکار بر آکا را و آتہ سروپ ہے اسے ان جھکروں سے کچھ گرو

پرمان چند۔ گیت نیک عمل ہی یا نہیں اور اس میں نہ رچا ہوا انقضہ قابل طلب ہوتا ہے یا نہیں۔

کتھنچیت چندر۔ دونوں باتیں ٹھیک ہیں۔

پرمان چند۔ کسی چیز کا کوئی مالک قبضہ کے لحاظ سے ہوتا ہے یا مقدس۔

کتھنچیت چندر۔ ایک طرح یہ بھی ٹھیک ہے اور ایک طرح مد بھی۔

پرمان چند۔ کیا ہر ایک قوم اور دنیا کا آدمی ہر حالت میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔

کتھنچیت چندر۔ کبھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔

پرمان چند۔ کیا اسی بنیاد پر بھی دو سو جسم میں چلا جاتا ہے۔

کتھنچیت چندر۔ چلا بھی جاتا ہے اور نہیں بھی۔

پرمان چند۔ اچھا یہ کہنے کا کیا تمام جگت کی چیزیں نہت ایک سرور پر اور بغیر تغیر میں۔

کتھنچیت چندر۔ نہ ہر حالت میں تغیر ہی میں نہ غیر تغیر۔

پرمان چند۔ کیا نئی مہجوت روپ ہی جو ہے۔

کتھنچیت چندر۔ کتھنچیت ہے اور کتھنچیت نہیں۔

وکیل مخالف سب خوش ہوتے ہیں اور باہستہ آپس میں کہتے ہیں۔

کلکال چند۔ بس جی اب ان سے مرج کی کیا ضرورت ہے اور کیا مرج کر گئے صرف ان کے

بیلن کی تفصیل پوچھ لیتے ہیں۔

زباندر ازخان اور تفصیل بھی کیوں پوچھتے ہو کیونکہ معلوم کیا کہ طلب۔

پرمانا بھاس۔ نہیں تفصیل میں نہ مافرا آؤ گا۔

آگرہ چند۔ مجھے تو کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جب حج اچھت صاحب نے خراج پرسی

عدالت یہ کہنے یہ کیا۔

کتھنچیت چندر آپ کو معلوم نہیں جناب اگر دیکھنا چاہتے ہیں تو جیوت ایک
سروپ غیر تغیر ازلی وابدی ہمدان ہمہ توانا اور بلا خواہش وغیرہ یہ صفت موصوف ہر
اور وہی اسکا مزاج ہر پس ہمیشہ آئندہ وہ ہے مگر بلا طرز یا یہ تھکاتے کہ یہ جیوت
و حیوان اور ہستی و جہنمی انیک موصوف ہے۔ محبت و نفرت، خواہش و کوشش، پیدائش و
موت، صنعتی و بیماری اور شک و گمان وغیرہ میں مبتلا ہے اور غامبی، بادی، آبی و آتش و غیر
ہی اسکا مزاج ہر پس اس حالت میں سطح آرام اور عیش حاصل ہو سکتا ہے اور خصوصاً ہمہ
توان و ذوق و شہوان کے ہجوم کا موجب۔

عدالت اسکا اچھا گھر ہم یہ نہیں سمجھتے کیا بوقت ہر۔

کتھنچیت چندر۔ جناب اس کے سمجھانے کو بہت وقت چاہئے ذرا مہربانی سے آپ
میرا اظہار قلمبند کریں۔

پیران چند مضمون یہ تو سب کچھ سمجھنا پڑے گا

عدالت (نام و ولایت وغیرہ لکھ کر پیران چمکے) چاہو بیٹے صاحب

پیران چند۔ کیا صاحب کیا کوئی جگت کا مسلح یا خالق ہر؟

کتھنچیت چندر۔ کتھنچیت ہے اور کتھنچیت نہیں بھی۔

ایک ماعلیٰ سب ہتے ہیں اور باہم کہتے ہیں "اگر کسی شک تو ہمیشہ ایسی ہی ہو گئی

ہے۔

پیران چند۔ چاہا عام جگت میں صرف ایک ہی چیز ہے۔

کتھنچیت چندر۔ کتھنچیت ایک ہے اور کتھنچیت انیک۔

۲-

۳-

۴-

۵-

۶-

۷-

۸-

۹-

جہنمُت چندر۔ جو آنکھوں سے نظر آنیکے لائق ہی ہیں۔

دُر نے سنگ۔ پھر آپ کیونکر کہتے ہیں کہ جو کوئی علیحدہ چیز ہے۔

جہنمُت چندر۔ یوں کہ مٹی وغیرہ پانچوں چیز سے اسکی تولید غیر ممکن ہے۔

دُر نے سنگ۔ اچھا بس۔

پرمان چند۔ ایک سوال مجھے کراہے حضور۔

عدالت۔ اچھا۔

پرمان چند کیون جی کوئی اشیاء اور بھی ایسی ہیں جو آنکھوں سے نظر آنیکے قابل ہیں۔

جہنمُت چندر۔ بہت ہیں۔

پرمان چند۔ مثلاً

جہنمُت چندر۔ آکاش کال و پرمانو وغیرہ۔

پرمان چند۔ بس مستحق کر دیجئے۔

جہنمُت چندر۔ لیکر دستخط آتا ہے

پرمان چند۔ اچھا صاحب لاکھنچوت چند کو بھی بلا لیجئے۔

لواد (باہ باکر) حضور شریف لے چلے۔

لکھنچوت چندر۔ اچھا چلتے ہیں (اند باکر) جئے جنید صاحب۔

پرکیشک چند (تعلیم سے کھڑا کر) جئے جنید جناب آئے آئے مزاج شریف

اچھے ہیں؟

لکھنچوت چندر۔ ہاں لکھنچوت اچھے بھی ہیں۔

پیرانا بھاس (زباندارخان سے) اچھا اب آپ پوچھیے صاحب۔
 زباندارخان۔ بس میرا مطلب تو آپ کے سوالات سے ہی مل ہو چکا (کلکال چند کی طرف
 مخاطب ہو کر) بابو صاحب آپ کچھ پوچھئے۔

کلکال چند۔ کیون جی مہاشیروامی کو اوند نے برہمنی کے گرجہ سے کشتہ زنی کے گرجہ میں
 بلا تھا؟

جنمٹ چند۔ نہیں۔

کلکال چند۔ بس تو اوند ہم کیا پوچھیں۔

آگرہ چند۔ کیون جی جگت میں کتنے دہ ہیں۔

جنمٹ چند۔ پچہ ہیں۔

آگرہ چند۔ کیا اول میں سے کچھ کم ہو سکتے ہیں۔

جنمٹ چند۔ ہرگز نہیں۔

آگرہ چند۔ بس اوکیا۔

دور نے چند۔ اچھا جی ہر شیا جو موجود ہیں مثلاً آئین یا بابو پان چند صاحب نہیں

لکے پھنے سے اب کچھ تفاوت اور تغیر ہوا یا نہیں۔

جنمٹ چند۔ بیشک ہوا۔

دور نے چند۔ پھر کیا یہ تغیر دفعتاً ایک مرتبہ ہی ہو گیا یا لولچہ میں ہوتا رہا۔

جنمٹ چند۔ لولچہ میں۔

دور نے چند۔ اچھا اب یہ کہنے کی شئی واپانی وغیرہ سے علیحدہ کوئی حیو درت آپ نے

دیکھا ہے۔

سب بھڑکڑا کر ٹپے ہوتے ہیں اور اول بابو پرانا بھاس چند جرج کہتے ہیں۔

بابو پرانا بھاس سکیوں صاحب فوتی بدایش لین دین نفع نقصان وغیرہ انواع اقسام کے انتظام کو کر رہے ہوئے اور ہوتے ہیں۔

جہنم چند رہائین سے بعض تو ہٹا ہٹا کے کئے ہوئے ہیں جیسے کھا کا بنایا ہو اگڑا اور جولاہے کا بنایا ہو اڈر اور غیرہ۔ اور بہت سے حسن اتفاق سے اپنے سب کے ملنے ہی بحسب قانون قدرت خود بخود قیام میں آتے ہیں۔

پرانا بھاس کوئی فیذاؤ کی بھی بیان کر سکتے ہو۔

جہنم چند بہت مثلاً بادل و بجلی اور لے اور انواع اجسام وغیرہ وغیرہ۔

پرانا بھاس اچھا پنا نقصان اور دکھ یا مرض وغیرہ جیو خود کیونکر قبول کر لیتا ہے۔ اور کیوں با وصف خواہش زندگی کے جسم کو چھوڑ جاتا ہے۔

جہنم چند کرم کے اڈے کی مجموعی سے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔

پرانا بھاس یہ کرم کیا جیتیں ہیں۔

جہنم چند نہیں اچیتیں ہیں۔

پرانا بھاس اچھا اب یہ فرمائیے کہ گئیہ کرنے سے کچھ آب و ہوا کی اصلاح ہوتی ہے یا نہیں۔

جہنم چند نہیں۔ کیونکہ اصلاح اسکا نام ہے جو نفع پہنچا دے مگر گیمین اس کے خلاف زیادہ تر ضررت پہنچتی ہے۔

پرانا بھاس مدعی سے آپکا کیا رشتہ ہے۔

جہنم چند میں مدعی کا تانا یا ہوتا ہوں۔

جہنم چند نہیں بلکہ جب تک کہ مسلمان فذالعی ظاہری و باطنی حسب سبب مدد
عجہ نہیں بیسترتے کسی کو بھی لوکش نہیں ملتی یا مدد سبب عالی نسل و صلوٰۃ الاعتراف کو
بھی مل سکتے ہیں۔

پیران چند۔ اسی جسم میں بھی ایک جسم سے دوسرے جسم میں جیو بل جاتا ہے۔
جہنم چند ہرگز نہیں ہو سیکر کسی کو اسکے کرم کے موافق مل گیا پھر وہ عمر بھر تک
نہیں چھوڑتا۔

پیران چند۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ کیا تمام جگت کی اشیاء زنت ایک سروپ ہیں۔
جہنم چند۔ افسوس ظاہری باتوں میں بھی نہ معلوم کس طرح مشبہ ہوتا ہے۔ لیکن
سے صاف نظر آتا ہے کہ کسی چیز کو لحاظ اپنے نام اور شکل و شبہات وغیرہ کے قیام و
بقا نہیں

پیران چند۔ پھر کیا ہر شے بے قیام اور ہر دم تغیر پذیر ہے۔
جہنم چند۔ کوئی شے بجا ناپنے جو ہر کے بے بقا نہیں ہو یعنی ہر چیز کا جوہر تو دوم
قائم و باقی ہو کر عرض ہر دم تغیر و فنا ہے۔

پیران چند۔ اچھا جو کیا تھی۔ پانی۔ ہوا۔ آگ اور آسکاش سے ملکر بن جاتا ہے۔
جہنم چند۔ نہیں بلکہ جیو علیحدہ ہی دیت ہے۔

پیران چند۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے ان باتوں کا۔
جہنم چند۔ ہزاروں نہیں سد عانت جو سری سرگئیہ جگو ان کے فرمان کے موافق
لکھے گئے۔

پیران چند۔ بس لو صاحب پوچھے جو کسی صاحب کو پوچھنا ہو۔

پر مانا بھاس چند رہیں ہرگز نہیں۔ دیکھئے آپ کا ہاموہ سنگہ سے کس درجہ
قدیم الایام سے ربط مضبوط تھا حتیٰ کہ اس سال میں مارہنت سنگہ سے بھی مخالفت ہی
مگر نہیں چھوڑا ان سے اپنا تعلق۔ لیکن اب عدالت میں ٹیھار دیکھئے اُن سے بھی کس طرح
پیش آتے ہیں۔

پرمان چند کیوں صاحب کیا کوئی تمام جگہ ایک صالح یا خالق ہے۔
جہنم چند نہیں۔

پرمان چند کیا صرف ایک ہر قسم ہی تمام ملک روپ ہے۔
جہنم چند ہرگز نہیں بلکہ دنیا میں علیحدہ علیحدہ انواع مختلف اشیاء موجود
ہیں۔

پرمان چند نگینہ عمل ہے یا بے اور اسمین خرچا۔ اور یہ قابل طلب ہوتا
ہے یا نہیں۔

جہنم چند ریگینیہ حسین بچا ہے بے زبانوں کی جانیں جھونک جھونک کر دھرم
مانا جاتا ہے بڑے جو روئے ظلم کا کام ہے اسکے لئے خرچا ہوا روپیہ اگر نہر چند بھی دیا جا
تو بھی سبکدوشی نہیں ہوتی۔

پرمان چند کوئی کسی چیز کا مالک کس طرح ہوتا ہے۔

جہنم چند جو چیز کسی کے مقدمہ کے موافق کسی کے قبض و دخل میں آگئی ہینک
وہ اپنی رضامندی سے بلا اکراہ و اجبار صحت نفس و اس میں کسی کو منتقل اور
معاف نہ کرے تب تک ہی اسکا مالک ہے۔

پرمان چند کیا ہر ایک قوم اور نیاں آدمی ہر حالت میں نجات حاصل کر سکتا ہے

عدالت - صاحب ہمارا کیا ہے۔ بہنو ہر روز ایسے ہی منجالی بن پڑے ہوتے ہیں۔

جنت چندر - اور حضور پڑے بجائی صاحب بھی تو طلب ہیں۔

عدالت - اوہو کیا لالہ کتھنچٹ چند صاحب بھی تشریف لائے ہیں۔

جنت چندر - ہاں۔

عدالت - خیر اچھا تو آپ اظہار لکھو دیجئے۔

جنت چندر - بہت اچھا (اور کھڑے ہوتے ہیں)

عدالت (نام و ولایت و سکونت وغیرہ لکھ کر پان چند سے) اچھا صاحب پوچھئے آپ سے کیا پوچھنا ہے۔

بابو پرانا بھاس چندر تباہست دُسنے سنگد وغیرہ سے) اوہو بجائی انکی تو بڑی تعظیم کریم ہوتی اسکی کیا وجہ ہے۔

دُسنے سنگد - آپکو معلوم نہیں۔ جناب صدر اعلیٰ صاحب باب یتیم تھے تو جنت کے والد اہنت سنگد نے ہی تو اوکو بذریعہ ماتا شرواکے بروشن کیا پڑھایا لکھایا اور آخر میں اس دعب کو پونچایا ورنہ پہلے تو بچائے پرکھیو پرکھیو نام سے پکاتے جلتے تھے باب نشی پرکینگ چندر صاحب بہادز ہو گئے۔

آگرہ چندر - اوہو جناب اگر یہ حال ہو تو خاندانی رعایت کا احتمال ہے۔

پرانا بھاس چندر - نہیں جناب یہ بات نہیں۔ ویسے غایت درجہ کے مقبرہ اور شہیدین ہیں اگر ان میں باغ لگ جائے تو بھی صدر اعلیٰ صاحب کی جانب سے ایسا احتما کرنا بجا ہے۔

کمال چندر - پھر بھی جناب کچھ تو خیال آہی جاتا ہے۔

پران چند۔ بلاوجہ لالہ جنت چند کو۔
 بواو (باہر مار) حضور شریف لے چلے۔
 جنت چند (کھڑا ہو کر) سہری چنانیمہ (کتھنچت چند سے) لو صاحب چلے ہیں
 کتھنچت چند۔ اور کیا جائے۔
 جنت چند اندر جاتے ہیں۔
 عدالت جنت چند کو آنا دیکھ کر، آئے جناب (کرسی بھجوا کر) کہیے آپ کا مزاج
 اچھا ہے۔
 جنت چند رہ بہ مال اچھا ہوں
 عدالت کیون ایسے کیوں بولتے ہو۔
 جنت چند ہم گزرتھ بیتراگ ہا گیا اچھا کیا بُرا۔ علاوہ اسکے دنیا میں ایسا
 کون ہے کہ جو بالکل اچھا ہو خصوصاً اپنے اوپر تو اندلوان دشمنوں کا حملہ ہے۔
 عدالت کیا آپ کے بھی لوگ دشمن ہیں۔
 جنت چند میرے نزدیک تو نہیں کیونکہ میں تو حیوان تر کا خیر خواہ اور جہاد دہوں
 لیکن کچھ بڑا کا اثر ہی ایسا ہے کہ ابوصف اسکے بھی لوگ خود بخود اور خواہ مخواہ کینے اور
 نہیں سے بھرے ہیں۔ سعدی شہزادہ نے کیا اچھا کہا ہے۔ **فرد**
 تو نام لیکر نیا نام امرن کسے و مسود را کہ کم کو ز خود بیخ در دست
 عدالت (تو اتھ چند سے) بھائی آپ کو کیوں تکلیف دی۔
 متواتر چند۔ حضور کیا کیجئے دنیا داری میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے چنانچہ آپ بھی تو
 میری وجہ سے کشمکش کے جال میں پڑے ہیں۔

ناستک چند بیشک ہے۔

پرمان چند بس اور کیا۔

منصرم۔ لوصاحب دستخط کرو۔

دُر نے سنگ۔ ذرا ٹھیرے صاحب (عدالت سے) حضور دو ایک سوال محکموں پر پھینکے۔

عدالت۔ اچھا آپ بھی پوچھئے۔

دُر نے سنگ۔ کیوں جی ہر مرتبہ کی جتنی میں جل کیوں نہیں رہتا۔

ناستک چند۔ یہی پانچون اشیاء مقدارنا سب پر جمع نہیں ہوتیں۔

دُر نے سنگ۔ یہ۔ اچھا اور مردہ اجسام میں روح کیوں نہیں ہوتی۔

ناستک چند۔ یہی وجہ ہے کہ جو میں نے عرض کی بلکہ یہی سبب کی دریافتی عقل

ہر انسان و حیوان وغیرہ کا ہے۔

دُر نے سنگ۔ اچھا اب یہ کہیے کہ اس مقدمہ میں آپ نے یا لا الہ الا انت سنگ نے

مجھٹ بولایا نہیں۔

ناستک چند۔ ہرگز نہیں۔

دُر نے سنگ۔ اچھا بس دستخط کرو۔

ناستک چند۔ ظالم لکھو دستخط کرتا ہے۔ ناستک چند قلم خود اور جاتا ہے۔

عدالت (پرمان چند سے) بھلا صاحب اب آپ کہیے آپ بھی کوئی گواہ دینگے۔

پرمان چند۔ حضور ضرورت تو کچھ نہیں کیونکہ ثبوت ہی بالکل نا کافی ہے۔ الا احتیاطاً

دو گواہ کا اہتمام قلب بند کر لیجئے۔

عدالت۔ اچھا بلاؤ۔

ناستک چند۔ انھیں پانچوں کی بے اعتدالی سے۔

پیرمان چند۔ جو صفت ہے یا موصوف۔

ناستک چند صفت ہے ان ہی پانچوں بیرون شی پانی وغیرہ کے اجتماع کی۔

پیرمان چند۔ تنوار وغیرہ کے صدر سے ایک تخت روح مفروز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

ناستک چند۔ ہو جاتی ہے۔

پیرمان چند۔ اجسام کے ہر حصہ میں علیحدہ علیحدہ روح ہوتی ہے یا سب جگہ وہی ایک۔

ناستک چند۔ وہی ایک۔

پیرمان چند۔ بھوت پریت و شیرو بھی رہتے ہیں یا نہیں۔

ناستک چند۔ مشہور عام قول البتہ ہیں لیکن کسی نے دیکھے نہیں۔

پیرمان چند۔ بودھ چند گواہ آپ کے بھائی میں۔

ناستک چند۔ مان ہیں۔

پیرمان چند۔ مری سے تمھیں کچھ پرچاش ہے۔

ناستک چند۔ ہمیشہ سے ہے۔

پیرمان چند۔ اچھا یہ کہنے کہ جبکہ دوزخ و بہشت اور کرم یا کرم پھل کچھ ہیں تو جیٹ

بولنا وغیرہ میں کیا سچ ہے۔

ناستک چند۔ کچھ نہیں ضرورت کے وقت سب کچھ روا ہے شل ہے کہ۔

سارے کوئی مانے نہیں جھوٹے جگ پتیاے۔

پیرمان چند۔ اچھا یہ بھی کہو کہ اس مقدمہ میں ایکنات سنگ کو فتنیابی کی شد

ضرورت ہے یا نہیں۔

ناستک چند۔ ہر دفعہ نہیں رہتا۔

پیران چند۔ اب بتاؤ جی کہ یہ پانچون اشیاء جو تینے بلن کین وہ مجسم من یا غیر مجسم۔

ناستک چند۔ آکاش غیر مجسم ہے اور باقی چار مجسم۔

پیران چند۔ اور روح جو پیدا ہوتی ہو وہ مجسم ہے؟

ناستک چند نہیں۔

پیران چند۔ یہ اشیاء اجیتن بھی ہیں؟

ناستک چند ہاں۔

پیران چند۔ اور روح۔

ناستک چند جیتن۔

پیران چند۔ پھر انکے ملنے سے کیا ہو جاتا ہے۔

ناستک چند۔ جیسے گل ہو اور جو گوڑہ وغیرہ کے اجتماع سے نشہ کی طاقت پیدا

ہو کر شہ اب بخاتی ہو ایسے ہی تپتی واپتی وغیرہ کے چند قسم کے ذرات ملنے سے آنکھ

اگر وغیرہ بن کر دیکھنے سننے وغیرہ کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

پیران چند۔ اچھا مردہ اجسام کی روح اس وقت کلی ہو اور تین یہ پانچون اشیاء

موجود ہوتی ہیں یا نہیں۔

ناستک چند بیشک ہوتی ہیں۔

پیران چند۔ مگر ان میں روح نہیں ہوتی۔

ناستک چند نہیں۔

پیران چند۔ بیماری کیوں ہوتی ہے۔

دورنے سنگ۔ کیون صاحب جو کیا چیز ہے۔
 ناستک چند۔ زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا ادا کاش ابن پانچوں کے اجتماع سے ایک
 طاقت علم و عقل کی پیدا ہو جاتی ہے اور سیکور روح کہتے ہیں یا جیو۔
 دورنے سنگ۔ اچھا کسی چیز کا کوئی مالک کس طرح ہوتا ہے۔
 ناستک چند۔ جس گھر میں جب طریق مذکورہ کوئی روح پیدا ہوتی ہے اور اس گھر
 کی تمام چیزیں بیتک اور کے بعد زمین ہر تہی ہیں تب تک ہی اچھا مالک جو مہلک اشیاء
 الداعیہ والنجاریہ کے۔

دورنے سنگ۔ غدا راہ کرم لکھا بھی کوئی چیز ہے۔
 ناستک چند۔ یہ سب انواع و نسب کے مقید و ن کے غم و غم ہیں اظہار قیام
 دورنے سنگ۔ پران چند سو بس لو صاحب پوچھے ان سے بھی۔
 پرمان چند۔ بھلا جی بہ زمین ویانی وغیرہ کیوں اور کس طرح مل جاتے ہیں۔
 ناستک چند۔ اپنے ذاتی خاصہ اور حسن اتفاق سے۔
 پرمان چند۔ اچھا جب یہ علیحدہ ہیں تب بھی ان میں کچھ طاقت علم و عقل کی ہوتی ہے۔
 ناستک چند۔ نہیں۔

پرمان چند۔ کیا آپ انکو جمع نہیں کر سکتے۔
 ناستک چند۔ کر سکتا ہوں۔
 پرمان چند۔ پھر زمین روح بھی پیدا ہو جاوے گی۔
 ناستک چند۔ نہیں۔
 پرمان چند۔ اچھا یہ کہے کہ عورت مرد کی جفتی میں ہر مرتبہ حمل ہوتا ہے یا بعض مرتبہ۔

پیرمان چند۔ اچھا بس جانیے۔

منصرم۔ لود دستخط کرو۔

بودہ چند قلم لیکر دستخط کرتا ہے۔ بودہ چند قلم خود۔ اور جاتا ہے۔

دور نے سنگ۔ اچھا بلاوجہ لالائنا تک چند کو بھی۔

بواد (باہر جا کر) اسے کوئی ناستک چند گواہ حاضر ہے۔

ناستک چند۔ حاضر ہے۔ آتا ہوں (اندرا کر اور جھک کر سر پر ہاتھ رکھ کر) حد۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

ناستک چند۔ ناستک چند۔

منصرم۔ باپ کا نام۔ ناستک چند۔ جو پیشیت ہیں اونکا باپ اور عمر کیا

منصرم۔ بجائی آخر کوئی تو ہو گا۔

ناستک چند۔ اچھا میرے تپنی ہاتا تا برس پستی جی لکھد عجب

منصرم۔ رہنے والے۔ ناستک چند۔ مٹھیاں لڑے۔

منصرم۔ اچھا حلف دیا حلف۔

بواد۔ کھوجی پر مشور کو حاضر و ناظر جب اگر سچ بیان کروں گا۔

ناستک چند۔ صاحب اگر سچ کہتا ہے تو پر مشور کو کوئی بھی نہیں حاضر ہو سکتا

پیرمان چند۔ اچھا یوں کہیے کہ اگر جھوٹ بولوں تو دوزخ میں جاؤں۔

ناستک چند۔ میں نے دوزخ و دوزخ بھی کوئی نہیں دیکھی نہ کہیں ہی لیکن ویسے

سچ کہوں گا۔

پیرمان چند۔ خیر یوں ہی ہے۔

بودھ چند۔ اسی لحاظ میں۔

پرمان چند۔ کسی چیز کا ناش کیون ہوتا ہے۔

بودھ چند۔ ناش خود بخود ہی ہوتا ہے ایسا ہی سبھاؤ ہے۔

پرمان چند۔ اچھا آپ مدعی مدعا علیہ یا بالوڈر نے سنگہ کو بھی جانتے ہیں۔

بودھ چند۔ خوب جانتا ہوں۔

پرمان چند۔ اچھا ادھر دیکھو اور اس مجمع میں سے انکو شناخت کر کے بتلاؤ۔

بودھ چند (اگلی کے اشارہ سے) یہ تو اتھ چند اور یہ ایکانت سنگہ ہیں اور یہ

بالوڈر نے سنگہ صاحب آپ کے پاس کھڑے ہیں اور جسکو پوچھے بتا دوں۔

در نے سنگہ۔ حضور یہ جلد سوالات غیر متعلق ہیں۔

عدالت۔ اے پرمان جانے دو خیر دیکھا جاوے گا اب بیٹے دو کام۔

پرمان چند۔ اب بتائیے صاحب کرایا کانت سنگہ نے تمکو طلب کرایا تھا یا تمہارے

ہی انکے ہمراہ آئے ہو۔

بودھ چند۔ نہیں طلب کرایا تھا سن ریسری اطلاعاتی اور دستخط ثبت ہیں۔

پرمان چند۔ کب تمکو اطلاع ہوئی۔

بودھ چند۔ شاید آٹھ یا نو نومبر کو۔

پرمان چند۔ یہ جو کچھ آپ نے بیان کیا سب آپ کو یاد ہے۔

بودھ چند۔ بیشک یاد ہے۔

پرمان چند۔ دیکھو حلف سے کہو کہ مدعی سے کچھ تمہاری سداوت ہے۔

بودھ چند۔ ہاں البتہ اس سے ہماری ہمیشہ سے مخالفت ہے۔

بودھ چند بہت اچھا (اندھا کر) آداب۔

بواو۔ کہو پریشور کو حاضر ناظر جا کر سچ کہو گا۔

بودھ چند۔ پریشور کو حاضر ناظر جا کر سچ کہو گا۔

منصم۔ آپ کا نام۔

بودھ چند۔ بودھ چند۔

منصم۔ باپ کا نام۔

بودھ چند۔ بدھ کیرت اور بہت مہنی بہا تا کو تم بدھ۔

منصم۔ عمر۔

بودھ چند۔ جب سے جگت ہے تب سے ہی میں ہوں۔

منصم۔ بنے والے۔

بودھ چند۔ تیغیات لگ۔

دور نے سنگ۔ کیون جی جگت کی سب شین نت ہیں یا انت۔

بودھ چند۔ نت کون دیکھتا ہو۔ لفظ غلط خود ناپید ہوتی ہوئی اپنی جگہ دوسرے

بہ مشکل کو پیدا کر ماتی ہیں۔

دور نے سنگ۔ بس پرمان چند سے) بابو صاحب جرح کر لیجئے۔

پرمان چند۔ کیون صاحب کوئی تمہیں اس بیان کے موافق آپ کو معلوم ہو۔

بودھ چند۔ بہت۔ دیکھئے دیکھ کی آہ کو۔

پرمان چند۔ اچھا یہ بتلائیے صاحب کہ جو چیز ناش ہوتی ہو وہ اپنی بہ شکل دوسری

چیز کو اسی لفظ پیدا کرتی ہو یا دوسرے میں۔

سانکھ چند - نہیں۔

پرمان چند (ایک کاغذ کا کڑہا تھینا اور ٹھا کر) اچھا اگر ہم اس کاغذ کو چوکھ لیں
تو کیا ہوتا ہے۔

سانکھ چند - خال ہو جاوے گی۔

پرمان چند - اچھا اب نے جو کل آب و طعام لھایا تمنا اب کہاں ہے۔

سانکھ چند - اسکا تو پانا نہ پیشاب وغیرہ بن گیا۔

پرمان چند - اچھا آدمی جو یہ کہتا ہے تو وہ مڑتا بھی ہے۔

سانکھ چند - صاحب جید تو ظاہر باتیں میں اسے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ ضرور

مڑتا ہے دار فانی تو دنیا کا نام ہی ہے۔

پرمان چند - آپ سے اور نے چند سے کیا رشتہ ہے۔

سانکھ چند - میں اونکا داماد ہوں۔

پرمان چند - اچھا بس۔

منصہ - اودستخط کرد۔

سانکھ چند قلم لیکر دستخط کرتا ہے

دُر نے سنگ (کھڑا ہو کر) اچھا لائے صاحب ہمارے گواہ لالہ بودھ چند کو۔

عدالت - اور کتنے گواہ ہیں۔

دُر نے سنگ - بس حضور میں دو گواہ ہمارے ہی باقی ہیں۔

عدالت - اچھا

لواد (باہر جا کر) لالہ بودھ چند صاحب چلے۔

ہے۔ پر کرتی سے مہت متوناک بد بھی ہوتی ہے اور اس سے اچھا اور ابھار دے رہا ہے
 ریش گندہ۔ پیرش اور شبہ پیاچ تو تن ماتر اور اکھٹا۔ غیرہ پیاچ گیان باہری اور
 ہاتھ۔ پانون اور غیرہ پیاچ کرم اندری اور ایک من ہیرہ سولہ لکن پیدا ہوتے ہیں۔ اور پیاچ
 تن مانراولن میں سے روپ سے لگتی۔ ریش سے بل گندہ سے پتہ تھوٹی۔ سپریش سے
 باہر اور سب سے آکاش کی پیدائش ہے۔ ان میں کام و کرتی ہے۔ ان پر کرتی اور
 و کرتی سے الگ ایک پیمپوان سو پتہ ہے۔ ان جیسے تھوٹن سے ہر ساری مخلوق
 کی پیدائش انتظام وغیرہ سب کچھ ہے۔

پیرمان چند۔ پیر لے بھی ہوتی ہے؟

سانکھ چند۔ مان۔ اور جب پیر لے ہوتی ہے تو جس سے جو پیدا ہوتا ہے انہی میں سے
 ہو جاتا ہے۔

پیرمان چند۔ بھلا صاحب جب دو دھن مناس سے میں آویا۔ بتا ہے
 اگرہ چند۔ نھی یہ صاحب بلکہ ان سوال کا مدد سے کیا ہوتا۔
 عدالت۔ بیشک بابو صاحب یہ سوال تو غیر متعلق معلوم ہوتا ہے۔

پیرمان چند۔ حضور یہ آٹھویں سوال غیر متعلق نہ بن۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ با چند
 کے وقت معلوم ہو گا کہ ایسے سوالات کا کس درجہ تعلق ہے۔ گویا جان میں تمام قدم کی
 عدالت۔ اچھا خیر۔ پوچھیے۔

پیرمان چند (گواہ سے) مان صاحب کہئے۔

سانکھ چند۔ یہی ہو جاتی ہے۔

پیرمان چند۔ دو دھن تو نہیں رہتا۔

سانکھ چند اندا کر اور جبک کر سلام کرتا ہے۔

لواد۔ کہو پیشور کو ماضی ناظر جا کر سچ کہو گا۔

سانکھ چند۔ پریشور کو ماضی ناظر سمجھ کر سچ سچ بیان کرو گا۔

منصم۔ آپ کا نام۔

سانکھ چند۔ سانکھ چند۔

منصم۔ باپ کا نام۔

سانکھ چند۔ میں تو انادی اور تدمیم ہوں۔

منصم۔ بجائی آخر کوئی تو ہو گا۔

سانکھ چند۔ اچھا خیر پرستی مہاتما پلہنی لکھ لیجئے۔

منصم۔ عمر۔

سانکھ چند۔ حجاب۔

منصم لکھتا ہے۔

آگرہ چند۔ کیوں جی دنیا کی تمام چیزیں ت ایک سروپ ہیں یا انٹ۔

سانکھ چند۔ ت ایک سروپ ہیں۔

آگرہ چند۔ اور یہ جو لین دین وغیرہ انواع رد و بدل نظر آتا ہے؟

سانکھ چند۔ ارتقا وجود دراصل بھرم مادہ و ہم سے ہی جیسے معاملات خواب۔

آگرہ چند۔ اد کیا ہیں

پرمان چند۔ اچھا جی یہ بتاؤ کہ دنیا کی پیدائش کس طرح ہے۔

سانکھ چند۔ ستوگن۔ رجوگن۔ تسوگن۔ ان تین گنوں کی سم اوٹھا کا نام پرکاتی

کلا کرتے ہیں بجات ہو گئی۔
 پرمان چند۔ کیا عوتین بھی موش ملی باتی ہیں۔
 سویتا مہر سنگ۔ بیشک۔ چنانچہ ملی سوامی عورت ہی تھی؟
 پرمان چند۔ اچھا ایسی ہی کوئی نظیر اسکی بھی بیان کر سکتے ہو کہ ہی جنم میں بھی جو
 ایک جسم سے دوسرے جسم میں بدل جاتا ہے۔
 سویتا مہر سنگ۔ اسکی تو کوئی نظیر اسوقت یاد نہیں۔ لیکن جبکہ سری تھا
 سوامی کو اندر نے پرہیز کے حل سے نکال کر برسر لانی کے گر بھین رکھ دیا تو بیان بظہرہ
 میں کیا شک اور تعجب باقی ہے۔
 پرمان چند (عدالت سے) دیکھئے حضور سوال سے زیادہ بیان گواہ کے رعایتی
 ہونیکا ثبوت ہے مینی صرف سوال یہ تھا کہ کوئی نظیر آکھو معلوم ہے یا نہیں جسکا جواب
 نہیں تھا اس کے علاوہ یہ اس قدر مضمون رعایتی ہے۔
 عدالت (شکر کر کے) ہون۔ خیر۔
 پرمان چند۔ اچھا صاحب یہ بتلائیے کہ آپ سننے سے سنگھ مراد علیہ کے رشتہ دار
 ہیں؟
 سویتا مہر سنگ۔ بیشک میں اونکا نواسہ ہوں۔
 پرمان چند۔ اچھا بس۔ جاؤ دستخط کر دو۔
 سویتا مہر سنگ۔ قلم لیکر دستخط کرتا ہوں۔
 آگرہ چند (دکھڑا ہو کر) اچھا جی وار دہات گواہ سا نکھ چند کو۔
 لہواد (بہر جا کر) سا نکھ چند گواہ چلو۔

سو تیا مبر سنگہ بٹیک بل جاتا ہے لیکن جب کوئی دیوتا بل دیکے یا ایسا ہی کوئی اور کلام ہو۔

کلکال چند۔ اچھا اور ہر قوم اور ہر پیشہ کے اشخاص کی ہر حالت میں نجات ہو سکتی ہے یا نہیں

سو تیا مبر سنگہ نجات کسی ایک کی ملکیت تو ہے ہی نہیں اسی لئے اس کے لئے کسی قوم و مذہب و عرق و ملک خصوصیت نہیں ہر ایک آدمی کی ہر حالت میں صرف دل کی پاکیزگی اور صفائی سے نجات ہو سکتی ہے اور گرد و بند سے مبرا ہونا جانتے ہیں۔

کلکال چند۔ یہ تمام سبقت سے کہتے ہو۔
سو تیا مبر سنگہ (بہل سے کتاب میں نکال کر) یہ جو ہمارے گوتم پرکیت وغیرہ گرنہ میں ان میں لکھا ہے۔

کلکال چند۔ اکالکھا کیوں ہے۔
سو تیا مبر سنگہ یہ بگیکہ کے ذہن کے مطابق لکھے گئے ہیں۔
کلکال چند۔ اچھا بس (پران چند سے مخاطب ہو کر) تو صاحب پوچھا اختیار ہو چکا ہے تو
عدالت۔ ٹھیکہ۔ اچھا لائے صاحب یہ گرتھ سسل میں رہینگے۔

سو تیا مبر سنگہ دیتا ہے۔
پران چند۔ دیکھو جو آپ کو کوئی تمثیل یاد ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ ہر ایک کی ہر حالت میں برکس ہو جاتی ہے۔

سو تیا مبر سنگہ۔ ان کئی ایک معلوم ہیں دیکھو ایک سدا کا کو جھار دیتے ہوئے اچھا سدا میں کیوں گیان ہو گیا تھا۔ ایسا ہی ایک نٹ کو بانس چڑھے

عدالت۔ صاحب عدالت میں آنے سے تو کوئی نہیں روکتا اگر آپ کے غل ہونے سے
مقدمہ کی تحقیقات میں ہرج واقع ہوئے آپ درخاستوش ہی پہنچے۔

پرمانا بھاس۔ بابا صاحب کیا فائدہ کیونکہ بڑے ہونڈا آپ علیحدہ ہی رہتے گا۔
یوادی۔ (باہر جا کر) سویتا میر سنگ گواہ ماضی ہے۔

سویتا میر سنگ۔ ماضی ہے۔

اماند جا کر سلام کرتا ہے۔

یوادی۔ کہو پیشو کو ماضی ناظر جا کر سچ بیان کروں گا۔

سویتا میر سنگ۔ پیشو کو ماضی ناظر سمجھ کر سچ بیان کروں گا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

سویتا میر سنگ۔ سویتا میر سنگ۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

سویتا میر سنگ۔ ارہنت سنگ۔

پرمان چند۔ یہ لو۔ اچھا خیر لکھوائے اس سے ہم کیا غرض۔

منصرم۔ عمر۔

سویتا میر سنگ۔ تمغینا سوا اٹھارہ سو سال۔

منصرم۔ ساکن۔

سویتا میر سنگ۔ تمغیات نگر۔

کلکال چند۔ کیوں جی ایک جسم سے دوسرے جسم میں اسی جسم میں بھی میو بدل

بات ہے۔

منصوم۔ دستخط کرتے جائیے۔

گواہ نکلم لیکر *Christianism*

کلکال چند (بٹھر بٹھر کر کھڑا ہوتا ہے) اچھا بلائیے صاحب ہمارے گواہ و قیامبر
کو (پیران چند سے) دیکھو صاحب آپ گواہوں کے بہت کچھ لیتے ہیں معاف کیجئے
ہمارے گواہ ایک ہی پچا رہتی ہیراگی ہیں انکو تنگ کرنا آپکی عادت ہے خراب۔
عدالت۔ (خفا ہو کر) کیا مطلب کہ ان سے جج کیجئے۔

کلکال چند۔ حضور یہ کون کہتا ہے۔ مگر یہ تو شیطانوں دیتے ہیں ذرا مختصر ہوئی پچائے
پیرکیشک چند۔ پھر یہ تو خود ہی ہماری تاکید ہے۔

ہماموہ سنگہ۔ جناب وہ تو مدعی کے بھائی بھی ہیں انکو بھلا زیادہ گھبرا گیا
مناسب ہے؟

پیران چند۔ واہ صاحب خوب عدالت کو بھی دھوکھا دیتے ہیں آپ۔ تمہارے
ادمانکے کہنے سے کیا بھائی ہو گئے۔ اور اچھا فرض کیا کہ بھائی ہی ہی لیکن جب وہ مثلاً
گوئی کر نیئے تو کیا ان سے جج کریں۔

عدالت (ہماموہ سنگہ سے) دیکھئے صاحب ہم آپ سے کہہ چکے ہیں کہ آغا خوش
رہئے ورنہ اچھا ہو گا۔

پیران چند۔ حضور متیک انکو تنبیہ کیا دیگی مقدمہ گزرا یہ تحقیقات کو نہ پہنچ گیا
عدالت۔ دیکھئے آپ کے سامنے دو مرتبہ تو منع کر چکا ہوں مگر آپ کو اب الٹ کا کچھ خیال نہیں آتا
مجھ ذرا اسکا لحاظ آتا ہے کہ ہمیشہ سے میرے صاحب ہیں۔

ہماموہ سنگہ (خفا ہو کر) تو کیا ہم عدالت میں نہ آویں۔

گواہ۔ خود تھے۔

پیرمان چند۔ توریت اور انجیل میں کچھ اختلاف ہے۔

گواہ۔ ہرگز نہیں۔ یہی تو او انکی صداقت کی بڑی سند ہے۔

پیرمان چند۔ ذرا ہوش سنبھالکے ٹھیک کہیے کہ کچھ تھوڑا بہت اختلاف ہے یا نہیں۔

گواہ۔ کچھ ایسا اختلاف نہیں صرف اتنا تفاوت ہے کہ جستہ طفلی اور شبابت میں

کرار کا جوان ہونے سے کچھ بدل نہیں جاتا۔

پیرمان چند۔ اچھا اب یہ کہئے کہ آپ اور اسلام علی گواہ الہیٰ خان مدعا علیہ کے

شاگرد ہو؟

گواہ۔ بیشک۔

پیرمان چند۔ کیا ابراہیم اور اسکے بیٹے اسحاق نے اپنی عورتوں کی بابت جھوٹ بولا

تھا کہ یہ ہماری ہمشیرہیں۔

گواہ۔ البتہ کہا تھا لیکن اس خون سے کہ سب ادا لوگ اور کوا انکی عورتوں کے لئے راہیں

کیونکہ وہ بہت حسین تھیں۔

پیرمان چند۔ خدا نے ابراہیم اسحاق سے کچھ وعدے کئے تھے اور وہ کیا تھے۔

گواہ۔ ۵۔ پیدائش باب ۱۵ آیت ۵ و باب ۲۲ آیت ۱۵ اور ۱۱ اور خروج باب ۱۲ آیت ۲۴

وغیرہ میں لکھا ہے کہ خدا نے ان سے پختہ وعدہ کئے اور زمین کھائی تھیں کہ میں تمہیں اور

تمہاری اولاد کو ہر طرح کی ترقی دینگا اور ہر حال میں تمہارا مددگار رہو گا وغیرہ وغیرہ۔

عدالت۔ بابو جی ہیں کرو۔

پیرمان چند۔ اچھا جاؤ۔

یا نہیں۔

گواہ نہیں۔

پیرمان چند۔ موسیٰ نے کیا کیا مجھ سے دکھائے اور کیوں دکھائے۔

گواہ۔ مختصر ایہ ہے کہ موسیٰ نے شہر مصر کی تمام مذہبوں کو خون کر ڈالا اور تمام شہر کی زمین کو مینہ کون سے بھر ڈالا اور اس ملک کے تمام گردنواں میں تمام جوہن کر ڈالیں اور پھر وہاں کے جھنڈ کے جھنڈ پیدا کئے اور وہاں کے چوپایوں میں ایسی وبا ڈالی کہ وہ مر گئے اور پھر ایسے اولے و پھر بریلے کر وہاں کے سب درخت اور گھاس نیست و نابود ہو گئے اور پھر ایسی تہی آئی کہ جو کچھ اولہ وغیرہ سبچ رہا تھا وہ سب چاٹ گئی اور تین روز تک شہر مصر میں ایسی تاریکی رہی کہ ایک ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا تھا لہذا انکو موسیٰ نے مگر بادشاہ سے کہا آج رات تیرے اور تیری رعیت کے پہلوئے مر جاویں گے اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے موسیٰ کے ذریعہ سے اپنا غضب شہر مصر پر اس واسطے ظاہر کیا کہ وہاں کا بادشاہ فرعون بابر اسہم کی ماطلا دہر اسٹین کو ناحق غلام بنا کر وہاں سے نہیں جانے دیتا تھا۔ اور بعض جگہ کی تحیر سے یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ معجزے اس غرض سے دکھلائے گئے کہ دین موعیٰ دین حق خیال کیا جاوے۔ چنانچہ ان سارے معجزوں کی مفصل کیفیت خروج باب دوم ۱۰۹ و ۱۱۰ میں موجود ہے۔

پیرمان چند۔ لوط بھی کوئی مقبول خدا تھا۔

گواہ۔ کیوں نہیں۔ جب خدا نے سدوم کو بلایا تو ہرن اوی کو تو مہ اوس کے خاندان کے زندہ نکالا تھا اور مینیک وہ نہ نکالتا تک خدا سدوم کو نہ جلا سکا۔

پیرمان چند۔ ابراہیم اور اسحاق بھی مقرب خدا تھے۔

تھے۔ ہزاروں مجرے اونھوں نے دکھلائے پیشین گوئیاں کہیں۔ مردہ زندہ کئے ملے
کوشٹا بخشی غرضیکہ ہر طرح اسیہر حالت میں اونکا مدگار احد و مشدیک تھا۔

پیرمان چند سچ بھی پیہر اور بدل تھا۔

گواہ۔ کیوں نہیں وہ تو خدا کا بیٹا کہلاتا ہے۔

پیرمان چند۔ وہ اھذا ایک ہیں یا دو۔

گواہ (چکر کر) اگر چہ باپ بیٹا اور روح القدس یہ تین کہلاتے ہیں لیکن لکھا ہے کہ یہ
تینوں ایک ہیں اور اسکو اسطرح مان لینا چاہئے کچھ بحث مباحثہ کرنا چاہئے۔

پیرمان چند۔ کہاں لکھا ہے۔

گواہ۔ ہتی باب ۲۸ آیت ۱۹ اور یوحنا باب ۵ آیت ۷ اور یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۰ وغیرہ میں۔

پیرمان چند۔ جب تین ہیں تو ایک کیونکر ہو سکتے ہیں۔

گواہ۔ اس بات کا سمجھنا انسان کی عقل سے بیرون ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اگر ایک
بات خدا واحد کی کہنے سے ہمارا دلائل عقلی قبول کر لیں تو کیا تعجب ہے۔

پیرمان چند۔ اچھا سچ بھی بھوکھا پیاسا اور اسکو بھی بول دو براؤ وغیرہ عاجز تھے نہ ہیں
گواہ۔ ضرورت تھی اور بھوکہ پیاس بھی لگتی تھی۔

پیرمان چند۔ خداوند سچ کیوں پیدا کیا گیا تھا۔

گواہ۔ جب آدمیوں نے خدا کی مشرعت کے برخلاف کیا اھسنہ انکو لایق ہونے
تو خدا نے سچ میں ہو کر دنیا کو آپ سے لایا انکی تعمیر میں کا حساب نہ لیا ایسا ہم کیا کر

اپنا اکوتا بیٹا بخش دیا کہ اسنے آکر شریعت کو پورا کیا اھگنا ہوئی سنہ اپنے اوپر اٹھا
پیرمان چند۔ اب تم میں بھی مردہ زندہ کرنے اور نصیوں کو شفا بخشنے وغیرہ کی طاقت ہے

پیرمان چند۔ کیون جی دھوپ میں تپ جب اپنے سر پر چھاتا کھولتے ہیں تو اس کے ساتھ
گو آپ یا کوئی اور بنا لے یا کر خود پہنا لے۔

گواہ۔ وہ تو خود ہی ہو جاتا ہے اسکو کون کرتا۔

پیرمان چند۔ اور بھلا مقناطیس کی طرف جولوہ کی سوئی جاتی ہے تو اسکو بھی کئی
جیرا کھینچتا ہے۔

گواہ۔ اسکو بھی کوئی نہیں کھینچتا وہ خود ہی بہب کشش مقناطیسی کے لوہے کی
طرف کو کھینچ جاتی ہے۔

پیرمان چند۔ ان کو فعل مختار بنایا گیا یا نہیں۔

گواہ۔ ضرور فعل مختار بنایا گیا ہے۔

پیرمان چند۔ آدم بہشت سے کیوں اور کس طرح نکالا گیا۔

گواہ۔ طول قصہ ہے یہ کتاب میں جو داخل ہیں ان میں سب موجود ہے۔

عدالت۔ بابو جی مہربانی سے وہی سوال اس سے بھی کر لیجئے بس کافی ہوگا۔

پیرمان چند۔ بہت اچھا حضور (گواہ سے) اچھا جی یہ بتلاؤ کہ آپکا جو کچھ بیان ہے
وہ بائبل کے مطابق ہے۔

گواہ۔ ضرور۔

پیرمان چند۔ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا وہ سب سچ ہے۔

گواہ۔ بھلا کلام خدا کیونکر جھوٹ ہو سکتا ہے۔

پیرمان چند۔ آپ کو کس طرح معلوم ہے کہ یہ کلام خدا ہیں۔

گواہ۔ اسکے لئے یہی سننا کافی ہیں کہ جن پیغمبروں کو یہ کتاب میں عطا ہوئیں وہ کراماتی

اولاد ہوئی جیسے اب ہوتی ہے۔

پیرمان چند سانپ۔ چھوٹے سانپ سب موزی بھی خدا کے پیدا کئے ہیں ہونگے۔

گواہ۔ بلا شک چنانچہ لکھا ہے کہ سانپ سب جانوروں سے جو خدا نے بنائے تھے
بڑے تھا جسے آدم کو عدن سے نکھوایا۔

پیرمان چند۔ انکو خدا نے کس لئے پیدا کئے تھے۔

گواہ۔ اس کے روزِ مکت کو دہی جانے۔

پیرمان چند۔ خدا میں کیا صفتیں ہیں۔

گواہ۔ ہر توانا۔ ہمدان۔ صادق۔ مقدس۔ رحیم۔ عادل۔ و احد۔ غیر تنہا۔ غیر مجسم۔
قدیم۔ لازوال۔ وغیرہ صفت موصوف ہے۔

پیرمان چند۔ خدا خلقت کو پیدا کر کے بہت خوش ہوا یا ماض۔

گواہ۔ خوش کیون نہوتا۔ مگر کتاب پیدائش کے باب ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر نوح
کے وقت میں جب خلقت بگڑ گئی اور تمام اندھیر ہو گیا تھا تو خدا بہت ناراض ہوا اور
پچھتایا اور افسوس کیا اور نوح سے فرمایا کہ کل اجسام کا اخیر میرے سامنے آن پہنچیں
کیونکہ ان سے زمین پر اندھیر ہو گیا ہے اور دیکھ کہ او کو مودہ طبقہ زمین نیست کر دینگا۔

پیرمان چند۔ خدا نے کیون اس بکھیرے کو پسند کیا۔

گواہ۔ خلقت صرف اس واسطے خلقت کو پیدا کی کہ اپنے کو اور اپنی اوصاف حمیدہ کو
ظاہر کرے اور ہر ایک مخلوق اپنی اپنی قدر کے موافق خالق کی مانند خود پرہو کے خوشی

شناھے چنانچہ ۱۹ زبور کی پہلی آیت اور ۱۴ زبور اور ۱۵ زبور کے مکتوب باب اول

آیت ۱۹ و ۲۰ میں یہی لکھا ہے۔

تمام ساگ پات نباتات اور حیوانات چرند پرند وغیرہ کو قصص دیا اور وہ تھکے کھانکے لئے ہون گے۔

پیرمان چند۔ خدا نے یہ تمام مخلوقات کیونکر پیدا کی۔

گواہ۔ جیسا خالق مطلق اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرما گیا وہی ہی ہوتا گیا اور ساتویں روز تمام کا ختم کیا۔

پیرمان چند۔ آدم کو کس چیز سے بنایا۔

گواہ۔ زمین کی خاک سے۔

پیرمان چند۔ کوئی عورت بھی بنائی تھی۔

گواہ۔ کیونکہ نہین و نہ کام سطح چلتا عورت کا نام تھا۔

پیرمان چند۔ حوا کو کس چیز سے بنایا۔

گواہ۔ خدا نے جب دیکھا کہ تمام حیوانات میں سے انسان کے لائق کوئی مددگار

نہ ملا تب آدم کو بڑی لہری زمین میں ڈالا اور جب وہ سو گیا تو او کی ایک پسلی نکالی اور اسکی جگہ گوشت بھڑپایا اور اسی پسلی سے ایک عورت بنائی حوا اسکا نام رکھا۔

پیرمان چند۔ کیا خدا کے پیدا کئے ہوئے آدم میں بھی ہڈی خون بول و براز وغیرہ تھوڑے

گواہ۔ ضرور تھے۔ اور خدا کے لئے تو سب ہی ہیں۔

پیرمان چند۔ وہ بھوکھا اور پیاسا بھی تھا۔

گواہ۔ بیشک۔ چنانچہ عدن میں رہتا اور ادمان کے پھل کھایا کرتا تھا۔

پیرمان چند۔ پھر خلقت کو ترقی کس طرح ہوئی۔

گواہ۔ آدم نے حوا سے اور ہر قسم کے حیوانات نے اپنی اپنی نوج سے صحبت کی اور ان

گواہ - امین کیا شک ہے۔

زباندار خان (پرانچند سے) لو صاحب آئیے۔

پیرمان چند (کھڑا ہو کر) کیون جی شروع میں خالی نے کیا پیدا کیا۔

گواہ - شروع میں آسمان اور زمین کو بنایا۔ زمین موتی تھی اور بیڈول اور گہراو پر اندھیا راتھا اور خدا کی روح پانی پر تیرتی تھی۔

پیرمان چند - مخلوقات کے بنانے میں کس قدر مصروف ہوا۔

گواہ - چھ روزہ ساتواں دن اوسنے اپنی پستش کیلئے مقرر کیا۔

پیرمان چند - کس ردیف سے خلقت پیدا کی گئی۔

گواہ - اول روز تو دن اور رات کو بنایا دوسرے روز آسمان پیدا کیا اور اسکا نام

بہشت رکھا اور آسمان زمین کے پانی کے علیحدہ علیحدہ دو حصے کے تیسرے روز

آسمان کے نیچے کے پانی کو خشک کر کے زمین بنائی اور پانی کو ایک جگہ اکٹھا کر کے

سمندر بنا دیا اور زمین کی تمام گھاس پات وغیرہ نباتات کو بنایا۔ پھر روز چہارم قہار

کے سیارے اور چاند و سورج وغیرہ بنائے کہ جسے گھڑی گھنٹہ اور دن ہفتہ فصل

برس وغیرہ کی تمیز ہوتی ہے۔ اور پانچویں روز مچھلی وغیرہ جانور ان آبی سے پانی کو اور

طایران و پرندگان وغیرہ سے آسمان کو بھر دیا۔ اور دہشتم تمام اقسام کے ذی حین

حیوانات وغیرہ اور حضرت انسان کو بنایا۔

پیرمان چند - انسان کو کیسا بنایا۔

گواہ - آدم کو اپنی شکل و شبہات پر اور اپنی مانند بنایا اور اسکی مخلوقات

اور تمام حیوانات کو ملک قرار دیا چنانچہ صاف لکھا ہے کہ خدا نے آدم سے کہا کہ میں نے

کر سچ پختیرم۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ سچ بیان کر دنگا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

کر سچ پختیرم۔ سچ کر پختیرم۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

گواہ۔ حضرت سچ۔

منصرم عمر

گواہ۔ تخمیناً اویس سو سال۔

زباندار از خان۔ کیون جی دنیا کا ظہور کس طرح ہوا۔

گواہ۔ خدا تمام مروجہاں کا مالک ہوا۔ اپنے قدرت کا طے اس کو پیدا

کی ہے۔

زباندار از خان۔ کسی چیز کا کوئی مالک کیونکر ہوتا ہے۔

گواہ۔ جب تمام اشیاء پیدا ہو چکیں تو خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے

انسان کو اور کمال مالک قرار دیا چنانچہ جو شخص جس گھر میں تولد ہوتا ہے اور جب جب

جس جس چیز پر قبضہ پاتا ہے وہی اوس اوس چیز کا مالک ہوتا جاتا ہے۔

زباندار از خان۔ جہر حرکات و سکنات خدا کی مرضی سے ہوتی ہیں یا کیا۔

گواہ۔ تمامی جزئیات و کلیات حرکات و سکنات کا مالک و عاقل ایک ہی ہے۔

زباندار از خان۔ ہر ایک کے اعمال کے موافق سزا جزا دینے والا بھی ہی ہے۔

گواہ۔ ان۔

زباندار از خان۔ یا نبیل کلام خدا ہے یا نہیں۔

اسلام علی - اول درجہ کے ایماندار قبیل فدا ہیں۔

تو اترتھ چند (پران چند سے) بابو جی یہ اونکھاٹ گرد بھی ہے۔

پران چند - اچھا۔ کیون جی ایڈ تاد وک آپ اونکے شاگرد ہیں؟

اسلام علی (ہلکی زبان سے) مان ہوں تو۔

پران چند - اچھا جیسے۔

زباندار از خان - شکر ہے (عدالت سے) حضور ایک سوال کی بجھو بھی مرث
پیدا ہوئی اگر اجانت ہو۔

عدالت - اچھا۔

زباندار از خان - کیون جی آپ نے جو یہ بیان کیا کہ ایماندار کے لئے جھوٹ
بولنا جائز ہے اسی گیان خان ایمان دار ہے، تو کیا آپ نے اسکی خاطر کچھ چھوٹی
شہادت دی ہے۔

اسلام علی - نہیں جناب حرف پر فہم ہے طیفہ ہے۔

زباندار از خان - اچھا پس جاؤ دستخط کر کے۔

اسلام علی قلم لیکر دستخط کرتا ہے۔ مولوی اسلام علی خان بقلم خود

پران چند - اچھا بلائیے صاحب اور گواہ۔

زباندار از خان - درخواست دیکھ کر، سٹرک سپٹیرم صاحب۔

لواد (باہر جا کر باؤ از بند) سٹرک سپٹیرم صاحب چلے۔

کر سپٹیرم (انداز کر) گوڈا رنگ نہ۔

لواد - کہئے خدا کو حاضر ناظر کا کچھ کہو گا۔

اسلام علی۔ میرا بیان کلام اللہ اور احادیث کے موافق ہے۔
 عدالت۔ بس ٹھیرے ہم بتا دیں صاحب اس کو اکا جو کچھ بیان ہے اس کا کوئی لفظ
 کتب مذکورہ سے یا ہر نہیں پس زیادہ اس سے پوچھنا فضول ہے صرف ان کتابوں
 کی بابت جو کچھ آپ کو پوچھنا ہے اور پوچھ لیجئے۔

پیرمان چند۔ حضور میں نے اسی لئے یہ سوال کیا ہے۔ (قرآن اٹھا کر گواہ سے)
 اچھا صاحب آپ کو کیوں معلوم ہے کہ یہ کلام اللہ ہے۔

اسلام علی۔ اسکی فصاحت و بلاغت خود گواہ ہے کیونکہ اسکی برابر فصیح لکھنا یا
 کوئی سورہ یا آیت بنانا ممکن نہیں۔

پیرمان چند۔ اچھا اب یہ بتا دو کہ جھوٹ بولنا بھی کہیں جائز ہے۔

اسلام علی۔ ہرگز نہیں۔ مگر ان حدیث میں لکھا ہے کہ جھوٹ بولنا بھی بعض وقت
 رو ہے چنانچہ اگر ہم کسی بیمار کو دیکھیں جادین اور دیکھیں کہ وہ مر گیا تو یہی کہنا چاہئے کہ
 وہ مر گیا اور صورت سے اسکی تسلی کے لئے جھوٹ بولنا چاہئے۔ پھر عین الحیات کی

صفوحہ ۲۴۲ میں لکھا ہے کہ سچ بولنا درست نہیں اگر اس سے کسی ایمان والے کا نقص

یا اسکی جان کا خطرہ ہو۔ اور جھوٹ بولنا فرض اور واجب ہو بشرطیکہ اس کے سبب جان و مال

قتل یا قید یا نقصان سے بچ جائے۔ اگر کسی حیدار نے اپنا اسباب میں سونپا ہو

اور کوئی ظالم اسکو مہمے لگے تو ہر فرض ہوتا ہے کہ اپنے پاس اس کے ہونے سے

انکار کر جاوے بلکہ اگر جاہلین تو اس پر قسم بھی کھا دیں کہ اس شخص کی کوئی چیز ہمارے

پاس نہیں۔

پیرمان چند۔ خیر اب یہ بھی کہئے کہ گمان ظن مدعا علیہ ایماندار ہے یا بے ایمان۔

اسلام علی۔ اگر اسکا دل چاہے عورت کو لے اداے نہ ہو تو بوقت نکلح مقرر ہوتا ہے
طلاق یہ یوسے اور نکلح ثنائی بلکہ چار تک کرنا جائز ہے۔

عدالت۔ باہو صاحب بھلا آپ توجہ کرتے ہوئے تھکتے ہی نہیں مگر ذرا ہمارا تو خیال
کیا کرو۔

ہما موہ سنگھ (مدعا علیہم کا باپ) آپ کیوں اتنی اجازت دیتے ہیں۔

عدالت۔ سنے صاحب میں اسوقت بمصعب سب جی ہوں اور آپ سے اور مجھ سے
اگرچہ ملاقات ہی لیکن وہ بمصعب گیر ہے اسکا اسوقت ہرگز پاس نہ ہوگا۔ آپ کے ذیل ہونی سے
کارروائی تحقیقات مقدمہ میں بوجہ واقع ہوتا ہے لہذا بہتر ہے کہ آپ علیحدہ ہی موقوف افوا
ہیں۔

ہما موہ سنگھ (کیا نام ہو کر دلین) اوہ بڑا چوڑا بیروت ہے۔

زیبا ننداز خان۔ آپ ٹھیرے صاحب آپ کو کیا ضرورت ہے دخل کی (عدالت سے)
حضور بیعتہ سوال ہیں سب غیر متعلق بھی تو ہیں بھلا ان سے کیا مطلب۔

عدالت۔ البتہ اسوقت تو سوالات اکثر غیر متعلق معلوم ہوتے ہیں لیکن صاحب اسکی
تو اسواسطے اجازت دیجیے کہ یہ مقدمہ سب سے چار نہ معلوم کون فقرہ کسوقت کام آجائے
(پراپنچند سے) لیکن باہو صاحب آپ کو بھی ذرا اختصار پر نظر رکھنا چاہئے۔

پیر مان چند۔ حضور میں تو ختم اسوسع بہت کچھ دے گذر کر تا ہوں درتو ایک گواہ سے
کم از کم دو دہر جمع کر دیں تب بھی ختم نہ ہوا اگر حضور ایسے ہی اگتاتے ہیں تو لیجئے صرف
ایک دو سوال اور پوچھتا ہوں (گواہ سے) مان صاحب بھلا آپ کا بیان کس اعتبار پر

صحیح مانا جاوے۔

یوں ہی حکم کیا ہے اور یہ آیت اتری یا یٰٰہا النبی لم یحکم ما اهل اللہ لک ج فتنی
 رضات آند ایک ط و اللہ محفوظ رحمہ قد فرض اللہ لکم محله یا ہا کہم واللہ مو لکم
 جسکا ترجمہ یہ ہے۔

اے نبی تو کیوں حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر ہوتا ہی وضاحت دینی
 عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا ہے ہر بان۔ ٹھیکر لایا ہے اللہ نے تم کو کھولنا
 اپنی تمہیں کا اور اللہ صاحب ہر ہمارا اللہ وہی جو سب جانتا حکمت والا۔
 پس دیکھئے کس قدر سخت حکم ہے۔

پیر مان چند۔ بھلا دین پھیلانے کے لئے کیا ہا بیت ہو۔

اسلام علی۔ اسی بابت بھی چند آیتیں عرض کرتا ہوں۔ ایک جگہ تو یہ لکھا ہو کہ
 لا اراہ فی النبی مینی نہ نہیں دین کی بابت میں وان تو تو انا ما علیک ا بلا علی مینی اور
 اگر ہٹ ہے تو تیرا درست پہونچا دینا۔ اور سورہ توبہ ۴۷ آیت میں آیا ہے یا ایہا النبی
 ما یؤ ا لک منہ الذین یؤ علف علیہم طوا و اہم حرم ط دینس نہ صر مینی اے نبی لا اپنی کر
 کافروں سے اور منافقوں سے اور نہ غوی کر اوں پر اور انا نکھانا دوزخ ہی اور وہ بری جگہ
 پہونچے اور سورہ الفحل آیت ۶۶ میں آیا ہے یا ایہا النبی عرض النونین علی القتال ط
 یعنی اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اور سورہ محمد آیت ۴ میں فرمایا ہے
 فاذا قضیتہم الزین لغزو فغرب الزاب ط یعنی سو جب تم بھڑوسکروں سے تو گردین ہیں
 پیر مان چند۔ کیا گوشت خدی بھی روا ہے۔

اسلام علی ان ان ان کیلئے سب مباح ہو مٹ خرد اور سورہ کلکنا حرام ہو۔
 پیر مان چند۔ جب شعہ ہر اپنی عورت سے ناراض ہو دے تو کیا کرے۔

پیران چند۔ حضور ذرا اسکی تشیخ پہنچو گی۔

زباندار خان۔ کیا ہرچ ہرآپ شوق سے پوچھیں۔

پیران چند۔ ہاں صاحب ذرا کسی حوالہ سے فرمائیے۔

اسلام علی۔ سو تاج آیت میں لکھا ہے: وَلَقَدْ نَزَّلْنَا مُوسَىٰ بِكُتُوبٍ مِّنْهُنَّ لِيُظْهِرَ لِقَوْمِهِمْ سُبُحَانَ رَبِّهِمْ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَتَزَكَّىٰ لَكَ وَآخَرُ يَتَزَكَّىٰ لَكَ وَآخَرُ يَتَزَكَّىٰ لَكَ۔

پیران چند۔ کیون جی خدا کے کین اس نعلیان کو پسند کیا۔

اسلام علی۔ اسکی ذات چون چرا ہے ادا و کی قدرت کا بھیکہ کو معلوم پہنچو گی۔

ہزاروں کے اس ستون میں پنا یا بھیدا و سکا پر کسوں۔

پیران چند۔ بھلا صاحب آپ جانتے ہیں کہ خود و ذرت جو کہلاتے ہیں او کو بھی کئی پید اگر تا ہے یا نہیں۔

اسلام علی۔ یہ تو ظاہر ہے او کو کون پیدا کرتا خود تو اولیٰ نام ہی ہے۔

پیران چند۔ بھلا صاحب یہ تو فرمائیے کہ کبھی محمد صاحب نے جھوٹ بھی بولا یا قسم لگا کر بھڑکوا دی تھی۔

اسلام علی۔ کبھی نہیں۔ شاہ بابہ زخشری اور بیضادی اور جلال الدین کے بیٹا کے مطابق خیال فرماتے ہیں گروہ بھی دراصل خدا کے حکم کی تعمیل تھی۔

پیران چند۔ کیونکر ذرا تشہیر فرمائیے۔

اسلام علی۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت نے ماریہ قبطینامی اپنی ایک کنیز کو سنا

فرمانی تھی تب اونکی بیویوں میں سے ایک نے اُس بات کیلئے او کو اولہا تا دیا اسپر

حضرت نے قسم کھائی کہ میں پھر اُس سے صحبت نہ کروں گا۔ لیکن نہ رہ سکے اور کہہ خدا نے

اور پھر لکھا ہے جسے منکھور کھانا نبی زمین میں اور سورہ اخزاب کی آیت ۷۲ وغیرہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

پیران چند سان کیسا بنایا گیا تھا۔

اسلام علی - خَلِقَ الْاِنْسَانَ ضَعِيفًا یعنی انسان بنا ہے کمزور۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خَلِقٌ خَلُوًّا یعنی انسان بنا ہے جی کا پتلا۔ خَلِقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَجَلٍ یعنی انسان بنیے جلد باز۔ اور الْاِنْسَانَ مِنْ رُكْبٍ مِنَ الْاُخْطَاۃِ اَلْبَشَاۃِ یعنی انسان رکب ہے معمول اور چٹا۔ پیران چند سب سے پہلے فلک کیا پیدا کیا تھا۔

اسلام علی - زید بن حاتم کہتا ہے کہ پہلی چیز جو خدا نے پیدا کیا ظم تھا تب خدا نے قلم سے کہا کہ اوسے پوچھا کہ میں کیا لکھوں خدا نے کہا ہر ایک مخلوق کا اصل جو ہو نہو الا ہی تب اوسنے لکھ دیا۔ پیران چند یہ کہ کس اعتبار سے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے رب کے حکم سے ہوتا ہے۔

اسلام علی - مشہور بات ہے چنانچہ ہمارے بزرگ مولانا شیخ سعدی صاحب کا بھی قول ہے کہ بے رند تو کے برگ نہ جنبند درخت۔ اور قرآن مجید و حدیث میں بھی بار بار یہی آیا اور انقرالی بھی محمدیوں کے ایمان کے بیان میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ دنیا میں واقع ہوتا ہے اسکو وہ چاہتا ہے اور وہی سب ماجراؤں کا بند و بست کرتا لیا کہ اسکی سلطنت میں جو کچھ واقع ہوتا ہے کیا چھوٹی بات کیا بڑی کیا بھلا کیا بُرا کیا معرفت و کیا جہالت کیا نافرمانی و کیا نافرمانی سب اسکی عین صلاح اور حکم عین و شیت سے ہے۔ پیران چند کیا بت پرستی وغیرہ بھی سب اسکی طرف سے ہیں۔

عدالت - صوابت و جیسکے چکار سب بڑائی بھلائی کا بانی سبانی ہی ہے پھر کیا ضرورت ہے۔

ادن سے اپنی فرمیں۔

زید سنتے ہی راضی تھا لیکن تمام لوگ اس بات سے تعجبی پوچھ پاچھ کرنے لگے پس اونکا
منہ بند ہونیکے لئے یہ آیت اتری۔ **مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فَمَا أَفْرَضَ اللَّهُ لَهُ مَلِيَّتِي نَبِيٍّ**
اس بات میں جو اللہ نے ٹھیکرادی اوسکے واسطے کچھ مضائقہ نہیں، پس کہئے کہ یہ نہ بنا
ہوا کہ تمہیں حکم نہ پائی۔

پیر مان چند بھلا صاحب یہ لوح محفوظ کیا ہے۔

اسلام علی۔ لوح محفوظ وہ ہے کہ جس سے حضرت آدم نے موسیٰ کو باطن میں خدا کے
مضمون میں لا جواب کیا۔ اوسکی کیفیت یوں ہے کہ ایک وقت موسیٰ نے آدم پر طعن کیا
کہ تو ہی آدم ہے کہ خدا نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح سے تجھ کو حصد دیا۔
مشتون سے سجدہ کرایا۔ باغ عدن میں رکھا۔ مگر تو نے حکم مدولی کی اور نوع انسان
کو زمین پر بھیجا۔ آدم نے جواب دیا تو وہی موسیٰ ہے کہ جب کہ خدا نے نبی ہونیکے لئے تمہارا
اور اوسنے تجھے بارہ تختے دیئے جنہیں ہر پیر کا مفصل احوال ہے یہ تختے پیدائش سے کتنے
برس پہلے لکھے گئے۔ موسیٰ نے کہا چالیس برس۔ تب آدم نے کہا پھر تو مجھ کو اس بات
کی بارہ میں کیوں طعن زنی کرتا ہے کہ جسے خدا نے میری پیدائش سے چالیس برس پیشتر
کتاب میں لکھ دیا۔

پیر مان چند۔ خدا نے آدم کو کیوں پیدا کیا۔

اسلام علی۔ خداوند کریم کو زمین پر اپنا ایک نائب بنانا مستلزم تھا۔ چنانچہ سورہ البقرہ کی
آیت نمبر ۳۰ میں لکھا ہے **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّيٰ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ ط** ترجمہ
”اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب“

یہاں چنید۔ ان ہاں خیر لیکن خدا اس بیان کو مشحج کہہ دیئے۔

اسلام علی ایک دفعہ محمد صاحب کلم کے واسطے اپنے متنبی بیٹے زید کے گھر گئے وہاں زیدی کی جو بیٹی زیب کو دیکھا اور اسکا حسن پسند آیا تو حضرت کا دل اوپر آگیا اور وصال کے خواہش ہوئے مگر جب زیب اور اسکے بھائی عبد اللہ نے محمدؐ سے ناراض ہو کر انکو منع کیا تو خدا کی طرف سے یہ آیت اتری وَكَانَ لِمَنْ يُوْنِ وَلَا يُؤْمِرُ إِذْ قَضَىٰ اللَّهُ رِسْوَاتِهِمْ أَنْ يَكُونُوا فِي الْخَيْرَةِ مِنْ أَمْرِهِمْ مَنْ شِئِنَ اللَّهُ مُرْسِكًا فَقَدْ كُنَّا تَحْتَهَا

مَثَلِ نَسْلَانِ ابْنَيْنِي ط (سورہ احزاب ۳۶ آیت) جسکا ترجمہ یہ ہے کہ

کسی یا نہ احمد اور عورت کا کام نہیں جب اللہ اور اس کا رسول کا کام ٹھہرے کہ ان کو کیا حکام

کا اختیار جو ادیب کوئی بے حکم حاکم اللہ کے اور اس کے رسول کے سوا راہ مجبوراً ہیچ چوک کر

اور اس لئے کہ زید جناب محمد صاحب سے ناراض اور بیگانہ ہو کہہ کہ میں اس بات میں لاپرواہ ہوں
کہ خدا نے آپ مجھے اس مقدمہ میں حکم کیا ہے واذا نقول لا یذکرنا انعم اللہ علیہ وانا عنک متعب
ہر کہ تمہیں ایک نیک و اچھے اللہ و بخشنے والی نصیب کا اللہ متبہ و بخشنے والی انسان ج و اللہ
اچھے ان شخصوں کا خدا تعالیٰ زید سبھا و طو (سورہ احزاب ۳۷ آیت) اس بات کا ترجمہ یہ ہے کہ
اگرچہ انہیں اذ انصر منہن و طو (سورہ احزاب ۳۷ آیت) اس بات کا ترجمہ یہ ہے کہ

جب تو کہنے لگا، اس شخص کو بے پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا۔ ہے

وے اپنے پاس اپنی جہاد کو اور اللہ سے امید تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جو اللہ کو

پاہا ہے اور توڑتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ ڈرتا یا ہے تجھکو۔ پھر جب یہ

تمام کچا اوس صورت سے اپنی غصے پہلے تیرے نعل میں دی تاکہ نہ ہے سب

مسلمانوں پر گناہ کا کھل کر لیا جو روٹوں سے اپنی لے پاگلوں کی جب وہ تمام کریں

اسلام علی - انکے خلاف رستی وغیرہ۔

پیرمان چند - خدا زبردست ہے یا شیطان۔

اسلام علی - خدا کا مطلق ہرہ تو انا ہے۔

پیرمان چند - کیا معلوم ہے کہ شیطان مقبول خدا ہے یا محمد صاحب۔

اسلام علی - لا حول ولا قوۃ الا باللہ توبہ لعنت بر ابلیس ناپاک جناب وہ تورا نہ

و در ماندہ در گاہ ہے وہ نہوتا تو اسکے بندوں کو دوزخ کے عذاب نہوتے۔ البتہ حضرت

رسول اللہ کے مقبول جو فیہن کچھ شک نہیں۔

پیرمان چند - یہ کیوں کہ معلوم ہے۔

اسلام علی - خدا ہر حالت میں اٹکا حامی تھا۔ وحی اوپر نازل ہوتی تھی۔ معجزہ اچھا

اونکو عطا ہوئی۔

پیرمان چند - کیا حضرت ناخواندہ تھے۔

اسلام علی - البتہ۔ لیکن حضرت کے چار معجزے جو حکم خدا نازل ہوتا وہ اسکو لکھتے

رہتے تھے۔

پیرمان چند - شیطان کیوں مقبول نہیں اور محمد صاحب کیوں ہیں۔

اسلام علی - شیطان ملعون و بدکار ہی اور حضرت نیکو کار۔

پیرمان چند - کیا حضرت نے اپنے متنبی سے زبردگی جوہر سے زنا کیا تھا۔

اسلام علی - توبہ استغفر اللہ۔ حضرت نبی کی شان میں کسی کو مذہن کی مجال نہیں

کبھی ایسی گستاخی نہ کیجئے۔ بھلا جبکہ مالک درجہ پان نے اونکے لئے جائزہ کھا اور پیلہ شعلہ

سے پہلے لوج محفوظ میں لکھ دیا تو پھر وہ زنا کس طرح ہوا۔

پیدا کرتا ہوں پھر ایک چٹو کھارانی لیکر مٹی سانی اور فرمایا کہ میں تجھ سے ظالموں نے پیدا ہوں
ظالم کا بدن اور شیطان کے سب ساتھیوں کو پیدا کرتا ہوں۔

پیران چند شیطان کون ہے۔

اسلام علی۔ اول انسان جو پیدا ہوا آدم اور اسکی زوجہ حوا تھی اوکو ایک فرشتہ
نہراہ کیا اسلئے مدائس فرشتہ کے مدن سے نکالے گئے وہ فرشتہ اب تک شیطان
کے نام سے مشہور ہے۔

پیران چند نبی اور رسول کون ہیں۔

اسلام علی۔ حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ۔

پیران چند محمد صاحب کو خدا نے کس واسطے بھیجا۔

اسلام علی۔ دین محمدی پھیلانے اور راہ نیک کھلانے کو۔

پیران چند خدا اور محمد صاحب دوہیں یا ایک۔

اسلام علی۔ دوہیں۔ لیکن خدا کے نور سے ہی حضرت کا خیر ہے۔

پیران چند شیطان کیا کرتا ہے۔

اسلام علی۔ لوگوں کو گمراہ اور گنہگار۔

پیران چند خدا اور محمد صاحب کیا پابستہ ہیں۔

اسلام علی۔ رہنمائی اور نیکو کاری۔

پیران چند نہ مفصل کہو شیطان کیا کیا کام کھاتا ہے۔

اسلام علی۔ جھوٹ۔ چوری۔ زنا۔ شر۔ اغواری۔ تمنا بازی۔ کفر وغیرہ گناہ۔

پیران چند خدا۔

پیرمان چند۔ ہاتھ ناک منہ زبان پاؤں کچھ اسکے ہیں؟
اسلام علی۔ نہیں۔

پیرمان چند۔ مخلوقات کو خدا نے کیونکر پیدا کیا۔

اسلام علی۔ جسوقت اوس خالق مطلق کو مخلوقات کے پیدا کرنیکی خواہش ہوئی تو زبان فیض ترجمان سے کہا ”کن“ صرف اس لفظ کے کہنے سے جمیع مخلوقات کا ظہور ہو گیا۔
پیرمان چند۔ اسکے غلو میں کس قدر عرصہ لگا۔

اسلام علی۔ چھ روز۔

پیرمان چند۔ انسان کی پیدائش کیونکر ہوئی۔

اسلام علی۔ حیات القلوب میں حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ جب خدا قادر مطلق نے جبریل کو زمین پر بھیجا کہ آدم کے پیدا کر کے لئے ایک ٹھنی خاک لے آوے تب زمین نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں اور اسکی دُعا مانگتی ہوں کہ تجھ میں سے کچھ نہ لینا تب جبریل نے خدا کے حضور میں عرض کی کہ زمین نے تجھ سے تیری پناہ مانگ لی تب خدا نے اسرائیل کو حکم دیا۔ اس کے ساتھ بھی زمین نے وہی تدبیر کی تب خدا نے یساکائیل کو روانہ کیا اس سے بھی زمین نے یہی عند کیا اسوقت خدا نے ملک الموت کو یہ کہہ کر بھیجا کہ خواہ خواہ ایک ٹھنی خاک فرولا تو زمین نے اس سے بھی یہی کہا کہ میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں تب ملک الموت نے کہا کہ میں بھی خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ میں سے ایک ٹھنی خاک لیجاؤں پس اس نے زبردستی زمین پر سے ایک ٹھنی خاک لی تب خدا نے ایک چلو مٹھا پانی لیکر وہ خاک سانی مار دیا کہ تجھ سے میں نبیوں اور رسولوں اور ائمہ سب بندوں کو ہمیشہ کے لایق و مدعا شق ہوں

اسلام علی۔ اعمال کے عوض کے لئے تو ایک روز جزا خداوند و خدایان نے علیہ السلام کو مقرب کیا ہے کہ نبی آدم کو جلا شیا رکھا مالک اور دیگر اشیا کو ملک پیدا کی ہیں حتیٰ کہ حیوانات کا گوشت پرست بھی اذ کو مباح ہے پس جس مقام جس جگہ میں جس وقت جو چیز جس قدر جس شخص کو بھی خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی وہی اس کا مالک ہے۔

زباندار خاں۔ عطا فرمائے سے آپ کا کیا مطلب ہو۔

اسلام علی۔ یعنی جس چیز پر کسی کو قابض و ذیل کر دیا یا کر دیا۔

زباندار خاں۔ یہ۔ اچھا بس اپنا چند کیڑن غلط ہو کر الو صاحب جرح کر لیجئے۔

پیرمان چند۔ دیکھو جو بیٹھا کہ خدا میں کیا کیا اوصاف ہیں۔

اسلام علی۔ قادر مطلق۔ قادر۔ جیم و کریم۔ عالم الغیب۔ رب۔ پروردگار۔ غیر متغیر۔ خداوند و الجلال۔ ہمک بزر۔

پیرمان چند۔ پاک ہے یا ناپاک۔

اسلام علی۔ پاک۔ ذات اقدس۔

پیرمان چند۔ مجسم ہے؟

اسلام علی۔ غیر مجسم۔

پیرمان چند۔ عاجز ہے یا غنی۔

اسلام علی۔ خداوند ارض و سما ہے عاجز کیوں ہوتا۔

پیرمان چند۔ کہاں ہے۔

اسلام علی۔ سب جگہ یا فروعاً نظر ہے۔

ہوا۔ کہو خدا کو ماضی ناظر یا کرج سچ کہو نہ گا۔

اسلام علی۔ خدا کو ماضی ناظر یا کرج سچ کہو نہ گا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

اسلام علی۔ مولوی اسلام علیخان۔

منصرم۔ باپ کا نام۔

اسلام علی۔ حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ۔

منصرم۔ عمر

اسلام علی۔ تھینا تیرہ سو سال۔

زباندر ازخان۔ یہ بتاؤ صاحب کرمغلیات کا وجود کیونکر ہوا۔

اسلام علی۔ پہلے سول ذات پاک خداوند کریم خالق مطلق کے احکام کو نہ تھا حتیٰ کہ

زمین و آسمان بھی تھے تمامی موجودات خبر و گل ذرہ و کوہ۔ نیک و بد۔ بھلائی و برائی وغیرہ کا

وجود اسی سے ہوا اور ہوتا ہے۔

زباندر ازخان۔ اچھا قرضہ دلوانا وغیرہ کے اختیار میں ہے۔

اسلام علی۔ ایک قرضہ کیا جملہ حرکات و سکنات خورد و کلان سب اسی کے ارشاد ہیں

میں ہیں اور چونکہ اسی کی قدرت ہے کہ جسکو چاہے پل بھین دولت سے مالامال یا نہایت

اتیکام بادشاہ بنائے اور جسکو چاہے دم بھین محتاج اندیشیت و نابود کرے۔ بلا آئی

رضا مند کسی کیو دم بدن اداؤں کر لگی بھال نہیں۔

زباندر ازخان۔ اچھا کسی پیر کا مالک کوئی کس طرح سے ہوتا ہے آیا اپنے اپنے اعمال

کے معاوضہ کے موافق یا کسی اور طرح۔

پرمان چند۔ حضور سوال سے زیادہ جواب دینے میں گواہ کے رعایتی ہونیکا ثبوت
اور یہ تادمہ ہے۔ البتہ اگر انکو کچھ کہلانا ہے تو پھر اپنے سوال کے جواب میں کہلانیوں
عدالت۔ بیشک۔ اچھا بابو جی تم پھر سوال کر لینا کیا ہے۔

پرمانا بھاس۔ اچھا حضور۔

عدالت۔ بس جی تم بھی ختم کرو اور کیا جج کر دے۔

پرمان چند۔ اچھا حضور ایک سوال اور پوچھتا ہوں۔

پرمان چند۔ کیون جی آپ اور لالہ بریت چند اور اید چند وغیرہ ایک خاندان ہو۔
یا گیک چند۔ ہن۔

پرمان چند۔ اچھا بس۔

پرمانا بھاس۔ دیکھو جی ہیتلاؤ گیک میں وہ ہنسا ہوتی ہے وہ گناہ ہے یا نہیں

یا گیک چند۔ وہ ہنسا بوجہ منتر اور چارن کے گناہ نہیں رہتی۔

پرمانا بھاس۔ منتر کیوں پڑھے جلتے ہیں۔

یا گیک چند ہر ایک کام کے شروع میں ایشو جینہ منتر پڑھنا چاہئے۔

پرمانا بھاس۔ اچھا بس دستخط کر دو۔

یا گیک چند ات لم لیک ^{الو} یا جکک چند بکاتل م ر بھ

زباندار خان۔ اچھا بھلاؤ جی ہمارے گواہ اسلام علی کو۔

بواو (بابر جاگ) کوئی اسلام علی حاضر ہے۔

اسلام علی۔ آتے ہیں میان (اور آہستہ آہستہ اند جا کر عبد السلام کے) یا حضرت علی شکر

منصرم۔ ادھر آؤ جی۔

پر مانا بھاس - آپکو معلوم ہے کہ پریت چند نے زرقضہ کو کیا کیا۔

یا گیاک چند - گیکہ کرنے میں شہج کیا۔

پر مانا بھاس - کیا گیاک میں خربا ہوا قرضہ کا روپیہ بھی واجب الادا ہوتا ہے۔

یا گیاک چند - نہیں۔ بلکہ اوس سے ہزار چند اوسکو ادا ہونا چاہئے حتیٰ کہ پریشورہ اوسکو

سورگ کی سلطنت دیتا ہے۔

پر مانا بھاس - اچھا بس۔

پر مان چند - اچھا جی یہ بتلاؤ کہ گیکہ کیوں کیجاتی ہے۔

یا گیاک چند - اپنے کو سورگ اور دنیا کو فائدہ پہونچانیکے لئے۔

پر مان چند - دنیا کو فائدہ کس طرح پہونچتا ہے اور کیا فائدہ پہونچتا ہے۔

یا گیاک چند - جبکہ گمی دوہ اور مانس وغیرہ آگ میں جلائے جاتے ہیں اور انکی وجہ

سے آب و ہوا وغیرہ کی اصل ہوجاتی ہے جسکے ذریعہ سے لاکھ لاکھ باری وغیرہ کی ترویج ہوجاتی ہے کیونکہ

کارن سے کارن ضرور ہوتا ہے۔

پر مان چند - اچھا یہ کہو کہ پریشورہ سے خوش ہو یا اہنسے۔

یا گیاک چند - اہنسے اور نہ کہو کیونکہ لائیں بھی نہیں چنانچہ شہوہ ماحو۔

अहिंसा पमो धर्मः

پر مان چند - اچھا گیکہ کرنے میں ہنسا ہوتی ہے یا نہیں۔

یا گیاک چند - ہوتی تو ہے گر۔

پر مان چند - بس ٹھیر زیادہ مت کہو۔

پر مانا بھاس - حضور یہ کیا بات ہے کہ گواہ جو داوت بیان کرے اوسکو روک

دیا جاتا ہے۔

ویدانت سنگہ ہوتی ہے۔

پرمان چند اچھاس جاؤ۔

منصرم۔ نو دستخط کرو۔

ویدانت سنگہ (قلم لیکر) ^{الم} वेदान्तसिंह वक्त्रमुख

ویدانت سنگہ باہر جاتا ہے۔

پرمانا بھاس۔ اچھا بلاؤ جی یا ایک چند کو۔

لواد (باہر جا کر) یا ایک چند گواہ پلو۔

یا ایک چند (انداز کر) آداب حضور۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

یا ایک چند۔ یا ایک چند

منصرم۔ باپ کا نام۔

یا ایک چند۔ ایشور۔

منصرم۔ عمر۔

یا ایک چند۔ بیساب۔

لواد۔ کہو پیشور کو حاضر ناظر جان کر سچ کہو گا۔

یا ایک چند۔ پیشور کو حاضر ناظر جان کر سچ کہو گا۔

پرمانا بھاس کیون صاحب جگت کسطح پیدا ہوا۔

یا ایک چند۔ ایک خاص زمانہ کے بعد پیشور کو بنانا اور بگاڑنا ہے جیسے

دوکاندار مسجد کو دوکان کھولنا اور شام کو بند کرتا ہے۔

پیرمان چند۔ اچھا ہوا کسی اور میں بھی وہی مصیقین ہیں یا نہیں۔
ویدانت سنگ۔ نہیں۔

پیرمان چند۔ یہ تو کہو آپ کو بھی اوتھا حایل ہے یا نہیں۔

ویدانت سنگ۔ ضرور ہے اگر اوتھا ہوتی تو نجات ہی نہ ہوتی۔

پیرمان چند۔ بھلا صاحب جو چیز ہوتی ہے اسکا تو نام کچھ ضرور ہوتا ہے مگر جو چیز
نہیں ہوتی اسکا نام بھی کچھ ہوتا ہی؟

ویدانت سنگ۔ جب وہ ہے ہی نہیں تو اسکا نام کہاں سے ہوگا۔

پیرمان چند۔ اچھا اوتھا کوئی چیز ہے یا نا چیز۔

ویدانت سنگ۔ نا چیز ہے۔

پیرمان چند۔ آریہ چند گواہ آپ کا کیا لگتا ہے۔

ویدانت سنگ۔ چھوٹا بھائی ہے۔ خاندان میں ہے۔

پیرمان چند۔ ادب پریت چند۔

ویدانت سنگ۔ رشتہ میں بابا ہوتے ہیں۔

پیرمان چند۔ اچھا وہ اور آپ دوہیں یا ایک۔

ویدانت سنگ۔ دوہیں (پھر سوچ کر) نہیں صاحب ایک ہی ہیں۔

عدالت اور سب حاضرین ہنستے ہیں۔

پیرمان چند۔ اچھا ہنسنا نیک عمل ہے یادیا۔

ویدانت سنگ۔ دیا۔

پیرمان چند۔ گیکہ کرنے میں ہنسنا ہوتی ہے یا نہیں۔

سنگ
سج

پرمان چند (شکراتے ہوئے) کیوں جی یہ جو دنیا میں پافانہ پیشاب کف و بیلو
اور کوڑھ وغیرہ بہت سی بُری بھلی پوتر پوتر چیزیں ہیں وہ سب برہم ہی ہیں۔
ویدانت سنگ نامہ اور کھیانامہ اور خاموش ہوتا ہے۔
عذرا۔ صاحب ایسے سوالات سے معاف رکھئے۔

پرمان چند۔ منسوب بہت اچھا (گواہ سے مخاطب ہو کر) بھلا صاحب یہ تو کہیے
مختلف اشیاء کی جداگنی نظر آنی کیا دہر۔
ویدانت سنگ۔ او دیا یعنی جہالت۔

پرمان چند۔ اچھا۔ اب یہ کہیے کہ او دیا کوئی برہم کا ہی خروہ یا اوس کی طرح ہے
ویدانت سنگ۔ علیحدہ ہے۔
پرمان چند۔ او دیا جیتن ہے یا جگر۔
ویدانت سنگ۔ جڑ ہے۔

پرمان چند۔ اور برہم۔
ویدانت سنگ۔ جیتن ہمدان ہے۔
پرمان چند۔ آئندہ سروپ بھی ہے یا نہیں۔
ویدانت سنگ۔ بتیراگ سہجاندہ سروپ ہی۔
پرمان چند۔ ستاون مزاج ہے یا غیر تغیر۔
ویدانت سنگ۔ غیر تغیر اچل۔ ابناشی ایک سروپ ہے۔
پرمان چند۔ اور کیا کیا صفتیں ہیں اوس میں۔
ویدانت سنگ۔ سرگیہ سرب یا یک۔ تراکار۔ نرغن۔ دیالو نیائی وغیرہ بہت ہیں

جواب دیے جاؤ گھر اور مت (پرمان چند سے مخاطب ہو کر) لو صاحب پوچھیے۔
پرمان چند۔ میں نے صاحب زادہ فریال کر کے۔ کس اعتبار سے کہتے ہو کہ ایک
برحم کے سوا اور کچھ نہیں۔

ویدانت سنگھ۔ یہ دین خود برحم فرماتا ہے۔

॥ ऐको ब्रह्मद्वितीयो नास्ति ॥

یعنی ایک برحم ہے دوسرا کچھ بھی نہیں۔ یا

॥ सर्वविषयमयं जगत् ॥

یعنی سب جگت و مشغولی ہے اور بھی بہت جگہ اس مضمون کے پچھلے پین جیسا کہ

॥ एको हं बह्वः स्याम् ॥

یعنی جگت کے آدین برحم کہتا ہے کہ میں ایک ہوں بہت ہو جاؤں۔ اور پھر وہ
کے برہ دارن آپشن میں رقم ہو کر ہر گرجہ نے جب خیال کیا کہ پچھلے میرے اور کوئی
نہیں اہم آہے کہا اور جو کونہائی سے سرت و آرام اور تفریح نہیں ہوتی
پس دوسرے کی خواہش کی یعنی عورت کی اسلئے بسبب خواہش کے ایک سے
دو ہو گئے جیسے ایک بچے سے دو دال۔ پھر اچھرن دید کے گنڈک آپشن میں
لکھا ہے۔

अग्निर्ब्रह्माक्षरं ब्रह्मसूत्रं सूर्यो विदिशः ओषधिविद्वत्तान्
दाः वायुः आपो हृदयं विश्वमस्य पद्मां पृथिवी ह्येषु सर्व भू

तां तन्मा ॥ †

وغیرہ وغیرہ ہر اسرار چاہیں۔

میں نے صاحب زادہ فریال کر کے۔ کس اعتبار سے کہتے ہو کہ ایک
برحم کے سوا اور کچھ نہیں۔
ویدانت سنگھ۔ یہ دین خود برحم فرماتا ہے۔
یعنی ایک برحم ہے دوسرا کچھ بھی نہیں۔ یا
یعنی سب جگت و مشغولی ہے اور بھی بہت جگہ اس مضمون کے پچھلے پین جیسا کہ
ۥ एको हं बह्वः स्याम् ॥
یعنی جگت کے آدین برحم کہتا ہے کہ میں ایک ہوں بہت ہو جاؤں۔ اور پھر وہ
کے برہ دارن آپشن میں رقم ہو کر ہر گرجہ نے جب خیال کیا کہ پچھلے میرے اور کوئی
نہیں اہم آہے کہا اور جو کونہائی سے سرت و آرام اور تفریح نہیں ہوتی
پس دوسرے کی خواہش کی یعنی عورت کی اسلئے بسبب خواہش کے ایک سے
دو ہو گئے جیسے ایک بچے سے دو دال۔ پھر اچھرن دید کے گنڈک آپشن میں
لکھا ہے۔

ویدانت سنگہ-بیشمار۔

منصرم-بہنے والے۔

ویدانت سنگہ-ضلع تھیمات گراما طدار کانات۔

منصرم-اچھا حلف دیا جاتے۔

بواو-کہو جی پریشور کو مافرا ناظر سمجھ کر سچ کہو گا۔

ویدانت سنگہ-پریشور کو مافرا ناظر جان کر سچ کہو گا۔

پرمانا بھاس چند-کیون جی تمام جگت میں ایک ہی چیز ہے یا مختلف چند۔

ویدانت سنگہ-ایک برہم کے سواے اور کچھ بھی نہیں۔

پرمانا بھاس چند-اوپر جو مختلف اقسام کی جدا گی نظر آتی ہے۔

ویدانت سنگہ-وہ سب جھوٹی اور وہی ہے۔

پرمانا بھاس چند-جگت کی بدایش کس طرح ہے۔

ویدانت سنگہ-وہی پرہم برہم تمام جگت کی جان ہے جب اس نے چاہا کہ

وحدت سے کثرت ہو پس اشکال مختلف کو قبول کیا۔

پرمانا بھاس چند-پریت چند نے نہ فرض نہ کو کیا کیا۔

ویدانت سنگہ-گیہ میں خرچ کیا۔

پرمانا بھاس چند-کیا گیہ میں خرچ ہوا روپیہ قابل روپیہ ہوتا ہے۔

ویدانت سنگہ-ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو حیوانات بھی اپنی جان کے

محض کے مستحق ہوتے۔

پرمانا بھاس چند-اچھا دیکھو اب جب قدر یہ آپ سے دریافت کریں اس وقت

آریہ چند۔ جو اپنے من سے کئے جاتے ہیں اپنا پاپ کرنے سے اونکو معاف بھی کر دیتا ہے۔
 پیران چند۔ اچھا بس۔

تتو اترتھ چند۔ بالوجی انکا تعلق تو ظاہر کر دو۔

پیران چند۔ مان ٹھہریے صاحب ذرا۔ یہ بھی بتائیے کہ پریت چند آپ کے
 رشتہ میں کیا لگتے ہیں۔

آریہ چند۔ رشتہ میں میرے بابا ہوتے ہیں۔

پیران چند۔ اچھا بس۔

منصرم۔ لوجی دستخط کرو

آریہ چند۔ (تم لیکر) آریہ چند بعت خود

عدالت۔ اچھا بلائیے صاحب دوسرے گواہ کو۔

پیرانا بھاس (درخواست اور ٹھاکر) ویدانت سنگ۔

لواد (باہر جا کر آیا وارنڈ) ویدانت سنگ گواہ حاضر ہے۔

ویدانت سنگ (ٹھہرا ہو کر) آتا ہوں صاحب۔

اور اندھا جا کر جھک کر آداب بجالاتا ہے۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

ویدانت سنگ۔ ویدانت سنگ۔

منصرم۔ لکے بیٹے ہو۔

ویدانت سنگ۔ ایشور پریم برہم کے۔

منصرم۔ عمر۔

آریہ چند پریشورہرگز نہیں کرانا بلکہ وہ خود ہی کرتا ہے۔ کیونکہ ٹیک بد فعل کرنے
میں ميو خود فٹتا ہو۔

پیرمان چند کسی شخص کو جو شکہ یا دکھ پہنچتا ہے وہ کون پہنچاتا ہے۔
آریہ چند کسی کو دکھ یا سکھ پہنچاتا اسی کے لئے کسی فعل سابقہ کی مزا یا جزا ہو جو
پریشور پہنچاتا ہے۔ کیونکہ جیوا نے اپنے اعمال کا پھل بھوگئے ہیں مجبور ہیں خود بخود
نہیں۔

پیرمان چند اچھا یہ تو بتائیے کہ جب کسی کے مکان میں چوری ہو جاتی ہے تو چوری
سے جو شکہ یا دکھ مالک مکان کو پہنچتا ہے وہ اس مالک مکان کا کوئی نسل ہو یا کسی
فعل سابقہ کا ثمرہ۔

آریہ چند فعل بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ شکہ یا دکھ اس کے
لئے کسی بڑے فعل سابقہ کی سزا ہے۔

پیرمان چند۔ تو کیا آپ کی رائے میں چور اس کے فعل سابقہ کو جانتا تھا جس کی سزا
دینے کو اس کے یہاں چوری کرتے گئے۔

آریہ چند۔ نہیں چور کو بھلا کیا معلوم۔ سزا یا جزا دینا تو کام اسی منتظم حقیقی
پریشور کا ہے نہ کہ چور کا۔

پیرمان چند۔ تو پریشور ہی نے چور کے ہاتھ سے لئے سزا دلائی؟
آریہ چند۔ (کسی قدر گڑ گڑا جھڑپ سے) بیشک اور کون دلا سکتا ہے۔

پیرمان چند۔ خیر۔ اچھا جی ہر ایک اعمال کا عوض پریشور سب کو بلکہ کام دیتا
ہے یا کسی کو صاف بھی کر دیتا ہے۔

آریہ چند۔ بالکل غیر متیز۔
 پرمان چند۔ بیتراگ ہے یا سداگ۔
 پرمانا بھاس (گواہ سے) ٹھیکروچی (عدالت سے) حضور پر سب سوال جو کئے جانے
 ہیں جلالان سے سوالے تفسیع اوقات کے اور کیا مطلب ہے۔
 عدالت۔ بیشک بابصاحب یہ صفتوں کے سوال تو بالکل غیر متعلق معلوم
 ہوتے ہیں۔

پرمان چند۔ حضور با حق کے وقت معلوم ہوگا کہ کس طرح متعلق اور کس قدر درج ہیں
 عدالت (آریہ چند سے) اچھا جی کہئے۔
 آریہ چند۔ بیتراگ سچا منہ سروب ہے۔
 پرمان چند۔ جگت کو کر چکا یا کرتا ہے اور کرے گا۔
 آریہ چند۔ تینوں حالتیں اوسمیں ہیں۔
 پرمان چند۔ مجسم ہے؟
 آریہ چند۔ غیر مجسم۔
 پرمان چند۔ کہاں ہے۔
 آریہ چند۔ سب جگہ بیاپک ہے۔
 پرمان چند۔ جگت کا منٹ کارن ہے یا اپادان۔
 آریہ چند۔ منٹ کارن ہے بیا گھٹ کا کمال۔ بستر کا جولانا۔
 پرمان چند۔ کوئی شخص جو کسی قسم کا نیک یا فاضل کرتا ہے وہ پریشور کرتا ہے یا
 وہ خود ہی کرتا ہے۔

آریہ چند۔ ان استعداد معلوم ہے کہ ان کے بیان ہمیشہ سچے ہو کرتا ہے اور اس میں وہ سب کچھ کھینچے ہیں غالباً مدعی سے بھی وہ ایسی شے کے لئے قرض لیا ہوگا۔

پیر مانا بھاس۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ یہ بین خراجا سواروپہ قابل طلب رہتا ہے یا نہیں۔

آریہ چند۔ ہرگز نہیں۔ وہ ایسا نیک عمل ہے کہ اس کے لئے تو کچھ اور بطور چندہ دینا چاہئے پیر مانا س۔ بس (پراپنچد سے) جو صاحب جرج کر لیجئے۔

عدالت۔ اس میں کیا جرج کرو گے۔

پیر مان چند۔ حضور بہت کچھ۔

عدالت۔ اچھا پوچھیے۔

پیر مان چند۔ اچھا جی یہ بتائیے کہ اس طرح ملک کی صنعت کس کس علماء و حکما نے بنائی ہے۔

آریہ چند۔ وید میں خود ایشور نے فرمایا ہے اور سوامی دیانند سستی جی وغیرہ ہزارا ملک کا یہی خیال ہے اور یہی عقل میں بھی آتا ہے۔

پیر مان چند۔ اچھا اب یہ کہئیے کہ اس ایشور ملک کے کراتا میں کیا کیا صنعتیں ہیں

آریہ چند۔ صنعتیں تو اس میں بیشا میں نمودار ہوئے چند عام صفات کا ذکر کرتا ہوں۔

تہہ دان۔ قادر مطلق۔ رحیم کریم۔ ملک کا صانع۔ قدیم۔ لازوال۔ مقدس وغیرہ

پیر مان چند۔ عادل بھی ہے۔

آریہ چند۔ ہاں۔

پیر مان چند۔ متغیر ہے یا غیر متغیر۔

پر مانا بھاس - اچھا جی آپ کو معلوم ہے کہ دنیا کی پیدائش ممکن ہے کس طرح پرانی ہے
آریہ چند - حضور پریشور - جیو اور پکا تو یعنی اودہس بیتین پیر توانا دینی قدیم
ہیں باقی جو شیاور اوصاف کمال مختلف کا صانع پریشور ہے -

پر مانا بھاس - بس ٹھیکو - اچھا اب یہ بھی بتائیے کہ جہاں اشخاص کے نیک
بنا خال اعمال کا نتیجہ سزا جزا اور دکھ سکھ وغیرہ کون پہنچاتا ہے -

آریہ چند - وہی جگت کا صانع پریشور پہنچاتا ہے ورنہ اودہس کو معلوم ہو سکتا
ہے کہ جسے کس قدر نیک یا بد اعمال ہیں اور کس قدر اونکی سزا یا جزا واجب ہے -
اور علاوہ اسکے اپنا دکھ اور نقصان خود کس سے گوارا کیا جاسکتا ہے -

پر مانا بھاس - اچھا یہ یہ جو وصول ہوتا ہے وہ بھی اپنے قدر کی امداد سے
وصول ہوتا ہے یا نہیں -

آریہ چند - حضور یہ تو سب جانتے ہیں کہ وہ یہ یہ یہ ایک تنکا بھی بلا تقدیر کہیں سے
ماصل نہیں ہو سکتا اور سولے اسکے بیکار قرض وصول ہو جاتا ہے سب خورد و کھان
یہی سمجھتے اور اوسکو کہتے ہیں کہ تمہارا مقصد بہت زبردست ہے پہلا لیا دیا آگے آگیا اور
جسکا مارا جاتا ہے وہ خود بھی یہی سمجھ کر مبرا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جیسا ہمارا فیصلہ ہو
پریشور کو ایسا ہی کرنا منظور تھا اب کیا کیجئے -

پر مانا بھاس - پریشور کا چاہا کب تک وجود پاتا ہے -

آریہ چند - وہ قادر مطلق ہے اوسکا چاہا خدا غور میں آتا ہے -

پر مانا بھاس - بس ہاں - بھلا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ لالہ پریت چند نے زر
قرض دینی کو کیا کیا -

معا علیہم چودہ ثابت کریں۔

عدالت (پرانا بھاس سے) بیشک بابو صاحب اول ثبوت آپکی جانب سے ہوگا
پرانا بھاس بہت اچھا حضور۔ اس میں ہمارا کیا ہرج ہے۔ جسے دل میں ایک
ہے وہی ایک ہے۔ اچھا جی (درخواست اٹھا کر) بلائیے اول گواہ لاکر آریہ چند کو۔
لواد (باہر ماکر) ارے کوئی آریہ چند گواہ حاضر ہے۔

آریہ چند۔ حاضر ہے صاحب۔

آریہ چند جلدی سے اندا کر سلام کرتا ہے۔

منصرم۔ اچھا جی عطف دو۔

لواد۔ کہو پریشہ کو حاضر ناظر جانکر سچ بیان کر دے گا۔

آریہ چند۔ پریشہ کو حاضر ناظر جانکر سچ بیان کر دے گا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

آریہ چند۔ آریہ چند۔

منصرم۔ باپ کا نام۔

آریہ چند۔ (سوچ کر) میں تو قدیم سے ہوں باپ کون ہوتا۔

تتو آریہ چند۔ حضور ہی جھوٹ۔ برس بیک ہوئے ہونگے کہ سوامی دیانند سنی

جی کے گھر آپکی ولادت ہوئی ہے۔

آریہ چند۔ نہیں اونھوں نے تو مجھ کو سنی کیا ہے۔ پس بہت کر تو پسہ سنی

سوامی دیانند صاحب لکھ لیجئے۔

منصرم۔ عز آریہ چند۔ قریباً دو برس سال۔ (منصرم لکھتا ہے)

سین ششم

دیگر اشخاص تعلق سین ہذا

۱۔ بابو پرکیشک چند (परिष्कार) جج تھا۔ بابو نے چند (निर्णाय) منصف تھا۔

اعاظم عدالت دیوانی میں بتایا، عہد سیمبر ۱۲۷۷ء

فریقین مدعا گواہان و کلاہ حاضرین اور حکام اور اہلکاران عدالت اجلاس میں

بیٹھے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔

نہر نے چند منصرم (چیرا سی سے) چیرا سی لالہ تواتھ چند مدعی اور پرت چند وغیرہ مدعا علیہم کو آواز دو۔

بابو پرکیشک چند۔ آہا آج وہ مقدمہ ہے۔

منصرم۔ حضور۔

عدالت۔ اچھا۔

چیرا سی (باہر جا کر آواز بند) تواتھ چند مدعی اور پرت چند وغیرہ مدعا علیہم کو۔

فریقین مدعا اپنے اپنے وکلاہ حاضر اجلاس ہوئے ہیں۔

عدالت (وکلاہ مدعا علیہم سے) اچھا بلائیے اول گواہ کون ہے۔

پرمانا بھاس۔ حضور اول ثبوت مدعی کا ہو گا اور سکوا پناہ عولی ثابت کرنا

چاہئے۔

پرمان چند نہیں حضور ہمارا مدعو حرن بھرن تسلیم ہے ہکو ثبوت کی کیا ضرورت

ہن جن باتوں سے تردید کی گئی ہو ان سے ہکو قطعی انکار ہے اسلئے جملہ بات ثبوت ذمہ

محرر لکھتا ہے۔

وئے چند (اگرہ چند سے) بابو جی میری جانب سے تو بس لالا سا کچھ چہہ کافی بن۔

اگرہ چند۔ جلی ایک دو اور بھی تو چاہئیں۔

وئے چند صاحب نے تو میں سے ملتا جلتا رہتا ہوں ادب کا نام لے رہا ہوں مگر گواہی کے لئے تو کیا کہوں مجھے کسی اور پر بھروسہ ہی نہیں۔

اگرہ چند۔ دیکھو صاحب گواہ مضبوط لکھانا ایسا نہ ہو کہ وقت پر کام نہ دے۔

وئے چند۔ صاحب میں اسی لئے کسی اور کو طلب نہیں کرتا اور ہے لالا سا کچھ اونکو تو آپ بھی جانتے ہیں کہ مجھ سے کسی طرح غد نہیں ہو سکتا۔

اگرہ چند۔ اچھا اوکو موسا کچھ شاستہ طلب کر لے دیتے ہیں وئے چند۔ ہاں بس ٹھیک ہے۔

اگرہ چند۔ اچھا لکھا دوشی کو۔

وئے چند (محرر سے) نشی جی گواہ لکھ لیجئے۔

نرہج سنگھ محمدر۔ اچھا بتلایئے۔

وئے چند۔ لالا سا کچھ چند موسا کچھ شاستہ۔

محرر لکھتا ہے۔

جولہ محرران درخواست مذکورہ داخل کرتے ادب اصحاب تشرف لیا جاتے

ہیں۔ عدالت سے حسب رابطہ سن جاری ہو کر اور جولہ گواہان پر معرفت بواہ چیرا سی کی تفصیل ہونے کے بعد رپورٹ تعمیل کی گئی۔

دُرنے چنہ۔ اچھا نس بی کافی ہیں۔ اور تھارا تو تحریری ثبوت بھی نہایت مضبوط ہے۔
 (دُر بودہ سنگ مرمر سے) دمنشی جی یہ ثبوت انکا داخل کر دو اور گواہ طلب کرادو۔
 دُر بودہ سنگ مرمر (لیکرا بہت خوب۔
 محرد درخواست لکھتا ہے۔

سنٹے سنگ (کلکال چنہ سے) بابو جی میرا ثبوت بھی لے لیجئے۔
 کلکالچنہ۔ بان مان لاؤ۔
 سنٹے سنگ (بستہ سے نکالکر) یہ تو لیجئے تحریری ثبوت مہا بیہ پور بان اور
 گوتم پرکاش وغیرہ۔ اور گواہ تو مرزا ایک لالہ نوتیا پستہ پستہ ہیں۔
 کلکالچنہ (بعد غور کے کشاے چنہ سے) دیکھو دمنشی جی گواہ تو طلب کرادو اور یہ
 تحریری ثبوت اوسیکے ماتھے سے داخل کرادینگے۔
 کشاے چنہ محرر (لیکرا) اچھا حضور۔
 محرد درخواست لکھتا ہے۔

زباندار از خان (اکیان خان سے) کیون صاحب آپ کیا ثبوت دینگے۔
 اکیان خان۔ جناب تحریری ثبوت تو یہ لیجئے بائبل اور قرآن شریف اور
 چند حدیثیں۔ اور گواہ حضرت اسلام علی ایڈسٹر کو سچینترم کو طلب کر لے دیتا ہوں۔
 زباندار از خان۔ ایک آدھ گواہ اور بھی ہو تو بہتر ہے۔
 اکیان خان۔ اڈھ کو بتلاؤں۔
 زباندار از خان۔ اچھا خیر جانے دو (کو ادیگ محرر سے) منشی جی لکھ لو اور طلب
 کرادو اور یہ کتابیں بھی داخل کر دو۔

پیریت چند بستہ سے دیا اور تیار تھو پرکاش نکال کر لیجئے۔

پرمانا بھاس (پیریت چند سے) دیکھ گواہ آکے مغز اور بے تعلق ہوں۔

پیریت چند جناب بس ہی نامکن ہو۔ اب کہئے تمام بہان سے تو ہمارا تعلق ٹھیکرا۔
ایسے گواہ کہاں سے لاؤں۔

پرمانا بھاس۔ بیشک خیر کچھ ہوں لیکن ایسے تو ہوں کہ جس پر بالکل بھروسہ ہو۔

پیریت چند۔ جناب یہ تو پریشور کے فضل اور حضور کے کرم کا پر تو ملی ہو کہ اگر
راستہ چلتے کو بھی طلب کرادو گے تو ممکن نہیں کہ تعیل مکمل سے غد کرے۔

پرمانا بھاس، یہ تو صحیح مگر پھر بھی گواہ ہو شیا ما در تجربہ کار ہونے چاہئیں
جو جرح میں نہ بگڑیں کیونکہ باو پران چند گواہوں کے بہت لگتے لیتے ہیں۔

پیریت چند۔ اسی تمہد کھیناکہ سب جرح درج کرنی بھول جائیگا۔

پرمانا بھاس۔ مان بس ہی چاہئے۔

دور نے چند (ایکانت سنگ سے) آپ بھی گواہ اپنے طلب کرادیجئے صاحب۔

ایکانت سنگ (بستہ سے چند کتب نکال کر) لیجئے صاحب بہنو تو تحریری ہو جس
دور نے سنگ (لیک) کیا ہے۔

ایکانت سنگ۔ چارہاں مدعات اور شک ترے وغیرہ کئی شاسترین
دور نے چند اچھا۔ اور گواہ۔

ایکانت سنگ۔ ایک تو ناستک چند و دویم لاال بودہ چند۔ بس۔

دور نے چند۔ اور بھی کوئی ہے۔

ایکانت سنگ۔ بس صاحب اور کسی پر محکمہ اعتماد نہیں۔

اچھے بھلے کی قتل خطا ہوتی ہے۔

دور نے چند۔ واقعی جناب صاحب بھی تو آج چکر لگائے۔ اور اس وقت تو بگل
دوسے کو بچ سمجھ رہے ہیں۔

زباندار خان۔ کیونکہ جناب بعض نمبر کو نہایت ہی ہنزدہ اور قوی ہے۔

کھلکال چند۔ خیر صاحب یہ باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی اب کچھ ثبوت کا فکر کیجئے۔

پیریت چند۔ ان صاحب یہ فرمائیے کس کس ثبوت کی فرصت ہے۔

پرانا بھاس۔ سب باثبوت اپنے ہی ذمہ ہو گا۔ ہر ایک نمبر کو ثابت کرانا پڑے گا۔

پیریت چند۔ ادھر ہو۔ کیونکہ جی میں کیا بات ہے۔

پرانا بھاس۔ بات کیا ہے عدالت کا ضابطہ ہے یا گھر پر داکیمنٹ۔

پیریت چند (سوچ کر) اچھا نشی ہی میرے گواہ تو آپ لکھ لیجئے۔

استیارتھ سنگھ محرز۔ بولئے۔

پیریت چند۔ ایک تو لا آریہ چند۔ دویم لا اویڈاٹ سنگھ۔ سویم پٹت یا گیگٹ چند

بس اور کیا کریں گے۔

استیارتھ سنگھ بہت اچھا لیجئے ابھی طلب کرتا ہوں۔

استیارتھ سنگھ درخواست لکھتا ہے۔

پیریت چند۔ ادباً بوجی تحریری ثبوت ہمارا دیا اور استیارتھ پرکاش ہوا اسکو

بھی داخل کرا دیجئے۔

پرانا بھاس۔ ان ضرور نشی ہی جلد ابھی لیکر داخل کرو۔

استیارتھ سنگھ۔ اچھا حضور (پیریت چند سے) لاؤ جی کیا ثبوت ہے۔

تو اتھ چند بہت خوب۔

تو اتھ چند اوہ بیک چند جاتے ہیں۔

ہاس سنگ (ایک ہرکارہ معاطیم سے) جناب۔ مہاک۔

بیریت چند۔ ان سناؤ تو کیا کر مژدہ ہے۔

ہاس سنگ۔ حضور کے اقبال کی برکت سے اول عاویں ہی مخالفوں کو بُری بنی

ہے۔ پر ان چند ناک چڑھا کر فراتے ہیں ”جہاں مجھ سے آسمند زمین ہرگز وکالت نہ ہوگی۔“

کوئی اور ذلیل تلاش کرلو“ خود لالہ تو اتھ چند کہتے تھے ”میرے بھی جواس باختہ ہیں“ اب

بُری حالت میں زمین پر پڑے نظر آتے ہیں دیا پاؤں پوٹی ہو۔ کچھ گھسکر بدن پر لگایا جاتا ہے،

شاخیش آگیا ہے اوہ بیک چند عجیب حالت میں ہو۔ ازہ تردد و انگیر سے سفر میں ایک

تہلکا پڑ رہا ہے

بیریت چند اول ہی دلمین خوش ہو کر، ان۔ توخیر۔

تہلکا سنگ (دوسرا ہلکارہ) جناب یہ بھی واضح ہے کہ میرے کچھ غلام کی ہی کوششوں

اور جرات کا نتیجہ ہے۔ قدیم کانگواڑ ہوں۔ وقت پر بھی جو کئے والا نہیں۔ ایک مرتبہ پاڑ کو

بھی تو اولٹ کر زمین پر ڈال سکتا ہوں۔ بڑے بڑے سنگ ل اور اچھے اچھے گیانی گیانی

میرے قدم رکھتے ہی زلزلہ کھاتے اور تھرا مڑ جاتے ہیں۔ کھاتے ہیں نہ سوتے ہیں پیچھن

ماتے اوزار زار رو تے ہیں۔ ادا بھی تو اول ہی حملہ ہی میری جانفشانی اور جرات سے

تو زمانہ واقف ہے۔

آگیاں خان۔ ان مان ہم جانتے ہیں خیمانی پر سکی قدر دانی فرمائی جاو گی۔

بابو پرانا بھاس۔ صاحب اس تو یہی جوابی ہی اسی طرح کی ہوئی ہے کہ

بلیک چند۔ جی مان یہ تو ٹھیک ہی۔ غور پا ہے۔ بھلا اگر ضرورت ہوئی تو بھائی
استوت کہان لینے جاو گے۔ دیکھتے رہ جاو گے۔

تو ارٹھ چند۔ پھر آپ ہی فرما دیں کہ کس کو طلب کرانا چاہئے۔

بلیک چند۔ کچھ دیر سوچ کر، میری رائے میں تو لالہ کھنچت چند اور لالہ جنت چند
دونوں بھائی آتے ہیں وہی بہت صفت موصوف ہیں۔ اور اگر چہ میں تو وہ دونوں ایک ہی
مگر صاحب تاہم تعداد میں تو وہ ہونے چاہئیں۔

پر مان چند۔ مان مان وہی جی وہی اس کدھ کی ضرورت نہیں یہی دونوں مناسب ہیں۔
تو ارٹھ چند۔ مگر ان سے اپنا تعلق ظاہر کیا جاوے گا تو پھر کس کام کی گواہی ہوگی
پر مان چند۔ اسکی کو کچھ پردہ نہیں۔ جناب وہ عدالت کے نزدیک مستبر اور باوقار ہیں
اور کوئی ان سے جھوٹ تو کہہ لو انہی نہیں ہی۔ علاوہ اسکے باپ کی شہادت بیٹے کے
مقدمین قانوناً جائز ہے۔

تو ارٹھ چند۔ خیر آپ کو اختیار ہے۔

پر مان چند۔ (گیان سنگھ عن ستیا سنگھ محرم سے) منشی جی ان دونوں صاحبزادوں
آپ کی جانب سے (تو ارٹھ چند کی طرف اشارہ کر کے) شہادت میں طلب کرادیجئے۔
ستیا سنگھ محرم بہت اچھا۔ ابھی درخواست لکھ دیتا ہوں۔
لکھ کر داخل عدالت کر آئے۔

بلیک چند۔ اچھا بس چلئے۔

تو ارٹھ چند۔ مان۔ اچھا صاحب اجازت ہے۔

پر مان چند۔ ان بس تشریف لیجائیے۔ الٹا بیچ پر مدد گواہان جلدی چلے آنا۔

یعنی پانی جو کمرے کو نہیں ڈبو تا سکی پی و برہ کی کدہ اسی پانی کی پرورش کی ہوئی ہے
پس اسکو شہم آتی ہے۔ آپکو بھی ہر طرح سے اگلی دلاری ہی کرنا چاہئے۔ اور جسے تو وہ
کچھ ہی کہہ دیا کرو۔ دیکھئے بابو پرانا بھاس و غیرہ مخالف کس نہر شور سے نئے نئے منہ کو
گمانٹھ رہے ہیں۔ آپکو بھی کمرہ بست چست رکھنا چاہئے۔ ایسے کرنے ل سے کلام نہ کیا کرو
وہ بین کیا چیز۔

پیر مانچند۔ اچی آپکے خیالات کہاں ہیں۔ میں تو آپکا اونیزا نکاتا بعد ہوں۔ بھلا
مجموعہ کس طرح درگند ہے ہر طرح اور ہر حال میں موجود اور شہمیک ہوں۔ اچھا انھیں
سے دریافت کرو کہ آج تنقیر قائم کرانیکے وقت کس قدر کوشش اور جانفشانی ہوئی۔
کوئی دقیقہ باقی چھوڑا گیا؟ مگر صاحب میں سچ کہتا ہوں واقعی اسوقت تو میری طبیعت
از صفا اسید اور سوگوا تھی۔ مان اسوقت تو ضرور کچھ بناب کے قدم کی برکت کا اثر ایسا
غالب ہوا ہے کہ میرا دل بھی باز میں چست ہو گیا۔ بلکہ اب تو یہ کہتا ہوں کہ دیکھا جاوے گا بھلا
خیر اب اس جھگڑے کو جانے دو کچھ ثبوت و ثبوت کا فکر اور شورہ کر دو گواہوں کی زیادہ تعداد کی
تو کچھ ضرورت نہیں لیکن جو ہوں مغز اور قہر ہوں۔

تو اتر تھ چند۔ ہمارے ذمہ کیا ثبوت ہے تحریر کیل دستاویز اور یافتنی سہلان وغیرہ
سے تو کیا کواٹار ہی نہیں۔

پیر مانچند۔ جناب یہ تو سچ ہو کہ بار ثبوت ذمہ دار علیہم ہی ہے اور یہ بھی یقین ہو کہ اپنی
طرف سے شاید کسی ثبوت کی ضرورت بھی نہ ہو مگر تاہم تردید ہی گواہ ایک دو اگر موجود ہوں
تو فوراً بوقت ضرورت کام آ جاویں گے۔ اسلئے احتیاطاً کہتا ہوں کہ ضرور آئیکو گواہ طلب
کرادو بس زیادہ نہیں۔

حکروں کی طرح جاتی مہر آئی گلے میں ہاتھ ڈال کر رونے لگا۔

بیک چینہ پیار سے آنسو پونچھ کر، کیوں مت کر کیا ہوا۔ ایسے کیوں گھبراتے ہو۔
تو اترتھ (چکیاں لیتا ہوا اور سانس ڈال کر، تیرکسی نے سچ کہا ہے ”مال بد کا
شہرہ کیے نیامین منہ برادر آتش ناکھیا“ ہمیشہ کے عنایت فرمے۔ قدیم کے پند
بابو پران چند صاحب جنھوں نے بلاغرض تا ج تک پڑھایا پڑھایا لڑایا۔ اب ایسے وقت
میں میر بھی جواب دیتے ہیں۔ علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔ اب کہئے کہاں جاؤں۔ کس کو اپنا
بناؤں۔

پیراچینہ (کھیا نا بول کر) صاحب بیدلو۔ شاہاش جو حرجا آپ کے خیالات کو میں نے
تو جناب یہ لفظ صرف اس غرض سے کہہ دیا تھا کہ یہ مقدمہ اب ہو گیا ہے مقدمہ اسکی
پیردی میں کیس طرح نیا وہ خیال ہوا اور ساداتی نہ سمجھا جاوے۔ نہ کہ میری یہ غرض تھی کہ جو
آپ کے ذہن میں آئی۔ بھلا مجھ سے کہیں بٹا جاتا ہے۔ اسکی حاجت میں میں بھی تو شریک
ہوں۔

بیک چینہ۔ اہی صاحب۔ واہ یوں تو ہے ہی۔ بھلا کہیں ناخن اور مانس بھی علیحدہ
ہوتے ہیں۔ یہ کوئی بات ہے۔ یہ ہمارے لالہ (تو اترتھ چند کی طرف اشارہ کر کے ہمیشہ
کے ایسے ہی دل کے کچے میں خدا ہی میں گھبرلاتے ہیں۔ گرد آؤں کو بھی انکی تسلی و تشفی
کی باتیں ہی کہنا چاہئے۔ خصوصاً جبکہ آپکی باب سے ہتھ نہ اسیدی ہو تو انکی زندگی ہی
محال ہے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ کسی فارسی کے شاعر نے کہا ہے۔

چوب را آب فروئے نیر و حکمت پیت

شہر مدارد خرد و بدن پرمدہ خویش

تو آرتھ چند۔ ہانصا صاحب دقتی تھتہ ہے۔ میرے بھی بدن میں اس وقت سے
دھن میں رہا کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ دیکھئے کیا ہو۔

پیر پانچند ہو کیا جناب اکی مرتبہ تو قطر کی سیانی کی ائید نہیں۔ تمہارے ساتھ کون اپنی
بھی آبرو کھوے۔ صاحب کوئی داد کیل کر لیجئے۔ اب مجھے اس تقدیر میں پروی نہوگی۔

تو آرتھ چند کچھ تو پہلے ہی سے حواس باختہ اور غلطان چچان تھا اس لفظ کا سننا
تھا کہ غم کش تھا کہ دھرتی سے زمین پر گر پڑا دم چڑ گیا۔ بازو میں ضرب آئی۔ اسکے گرنے کے
دھمکے نے دیا کے دل چوٹ لگائی۔ چٹ سے اوٹھ کر دوڑی آئی۔ ٹھہرا ڈرنے لگی ہوئی۔
بانوں دلبے اور ہوا کر نیکی ٹھیرائی۔

ویا (پانچند سے) اے پنا دشمن کے حمل کی آگ سے جکا دل خوفزدہ اور بے قرار ہو گیا
شیرین گفتاری کے پانی سے تسکین دینا اور دھیرج بندھانا ہی پر مدد مہم ہے سخت اور
خونخاک لفظ جو خود اپنے آپ کو بڑے گتے ہیں بے دہ دوسروں کو کیسے بولے جاتے
ہیں۔ دیکھئے کسی حیرت ہے کہ گرب لا آرتھ چند اور چوٹ میرے پردے میں گر گئی ہے۔
اب اٹھا دکھ کیونکر کروں (ایک باندی سے مخاطب ہو کر) بہو سٹ دقتی تو کیسی باندی
ہے۔ خدا کے شر لا ایک چند کو تو آواز دے۔

سٹ دقتی (دوڑ کر) لا ایک چند! کچھ خبر بھی ہو۔ آپ کے شر کے دشمنوں کا بڑا
حال ہے۔

بیک چند۔ یائیں! کیا ہوا

یہ کہتے ہیں لا ایک چند فوراً دوڑ کر پاس آئے۔ زانو پر رکھ کر جپ پانچند
چکر کا۔ اور سوا دھپاے کی ہوا بھولی تب تو آرتھ چند نے آنکھ کھولی ہوش آئی۔

۱۰۔ سارے دنیا کے لوگوں کو جاننا کہ

۱۱۔ اسلام کی

۱۲۔ شکر چینیٹر

۱۳۔ Christianity

۱۴۔ پانچواں جاس چند

۱۵۔ ہریت چند کا دل

۱۶۔ کمال چند (کلیکال)

۱۷۔ سننے سنگ کا دل

۱۸۔ دُر نے چند (دورنہ)

۱۹۔ اگرہ چند (اگرہ)

۲۰۔ زبانہ دارخان

۲۱۔ پانچویں اجلاس سے باہر کر

۲۲۔ آئے اور اپنے اپنے ثبوت کی سر کر کے

۲۳۔ پانچویں اجلاس سے باہر کر

۲۴۔ متواتر چند

۲۵۔ پانچویں اجلاس سے باہر کر

۲۶۔ ہر دہ اپنے تئیں قائلہ و قائلہ کیا

۲۷۔ جاپی آجنگ کوئی دیکھی

۲۸۔ باندا و سودہ کا

۲۹۔

۳۰۔

تخصیات ناشک نامک

دوم

سین خیم

اشعار نامک متعلقہ سین ہذا

۱۔ ایکانت سنگر (एकांत)	۱۔ ستوارتھ چند (सत्त्वार्थ)
۱۰۔ ونے چند (विनय)	۲۔ بیک چند (विवेक) مٹی کا دست
۱۱۔ اگیان خان (अज्ञान)	۳۔ کتھنچت چند (कथंचित)
۱۲۔ آریہ چند (आर्य)	۴۔ جنٹ چند (जिनमत)
۱۳۔ ویدانت سنگر (वेदान्त)	۵۔ پراٹ چند (प्रमाण) وکیل می
۱۴۔ یالیک چند (याज्ञक)	۶۔ گیان سنگر عن ستیا رتھ سنگر
۱۵۔ سویتا مبر سنگر (सोताम्बर)	(विज्ञान) सत्त्वार्थ) پرانیکا عمر
۱۶۔ ناستیک چند (नास्तिक)	۷۔ نیریت چند (विप्रीत)
۱۷۔ بودہ چند (बौद्ध)	۸۔ سنسے سنگر (संशय)

نہ برنود کہندی ہر دگر ان پند

ۛ

متحیات ناشکناک

حسین ایک مقدمہ الہی کے پیرا میں ہوا ایک ست کی آنا داند بحث آر کے
سچ اور جوٹ کے غرٹ کھٹے کا امتحان کیا گیا ہے

حصہ دوم

مصنف پٹت رکھب داس صاحب تاملن نقیب ملک کانہ ضلع سہا پور

جسکو

سب فرائض جناب باہوسو چھان صاحب کیل عدالت نصفی دیوبند
خانم الملک بہاری لال وی نکے۔ جے بند شہری مصنف تاملن
ناول فٹاؤ ہر وائل بونی و ہفت جاسر و غیرہ و مترجم بھیر ہی نیرا شک
جین ویراگ شک و بھیر ہی نیتی شک و چاکا نیتی درپن و غیرہ نے

بہ نظر آئی

پیش کشین بڈ شہرین ہتھامشی ریشا چھوٹا

۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء

نیز کہ اگر بختیگر کیسے ایک سو دو ختم ہوا ہے جس میں چار سو تین سو چار سو پانچ سو

(۸) مینول آف روٹن آردو - جو اردو
 خوان اصحاب اپنی مدد زبان کو انگریزی حروف
 میں لکھنا پڑھنا سیکھنا چاہیں اور مخفی بلا لاء
 اور سستا دروین ہفتی میں اس کتاب سے
 بخوبی آسکتا ہے قیمت طر
 (۹) ختیری دوامی - قیمت ۷۰
 (۱۰) تشریح المساحت حصہ اول یہ
 کتاب علم مساحت میں بیال ہر قاعدہ و
 اتلیدی شہوت بھی دیا گیا ہے قیمت ۹۰
 (۱۱) تحقیقات ناشک نامک حصہ اول
 حصہ دوم زیر طبع قیمت ۷۰
 (۱۲) مہاشانی سیتا جی کا بارہ اسرود
 زبان بھاشا - یہ بارہ اسرودی راہیں کا
 انتخاب اور نہایت دلچسپ تر مضمون اور
 خیر ہے - قیمت ۱۰
 (۱۳) سدا مان چتر منظوم - قیمت ۷۰
 (۱۴) انمول قاعدہ - چاہے جس
 مہسوی کے کسی ماہ کی پچیس دن نصف
 سے بھی کم میں چیتے ہے زبان پر لکھ لینے کا
 قیمت ایک روپیہ - مگر کتب مشتمل ہلا
 کہ از کم میں بد پی کی کتب کے خریدار کو مفت
 ان کتب میں سے کم از کم دو روپیہ کی قیمت کے
 خریدار کو محض دو روپے و خرچہ دہی بی معاف اور
 تین روپیہ سے زائد کے خریدار کو اسکے علاوہ
 انمول قاعدہ بھی مفت - پانچ روپیہ سے زائد
 کے خریدار کو اس سب کے علاوہ کچھ لکھن بھی
 حسب مقدار خریداری دیا جاتا ہے -
 (۱۵) جادو اثر سرمد و انجمن
 دنیا میں کون کیا شخص ہے جسے اپنی انگلیں میں

نقص آ جانے سے آدمی بکھا ہو جاتا ہے غریبوں
 اور جواد میں ہر روز سے معاف کرنے کے لئے
 سرمد یا انجمن کے مینول کو مینول اور انجمن
 کے بکھر چلے سے کام لینا ہو - نہیں بلکہ شخص کو
 لکھا میں اب اسکے غایہ روزہ دہا کے جاتے ہیں
 لہذا اپنے بھلے بھالے اہل ملک کو کوٹھن
 کی لاگت میں طیار ہونے اور انگریزوں کے
 بول بکھلے داسے سروں پر پانا بیت سادو
 قاتلے و لکھنیتہ بہ مادو اور سرمد جو صفت
 آشوب چشم - لکھو - دھند - تاریکی - نہ تیار نہ
 جانا - بھولا خیار - غامض و غیرہ جادو امر انجمن
 کے دو کرنے میں ہستی سے بڑی قیمت (سولہ
 سولہ روپیہ گوکہ) پر فروخت ہوئی ہے سروں سے
 کہیں فرور چھو کہے تیار کر کے بہت ہی کم قیمت
 پر فروخت کرنے اور ملک کو ناحق لٹنے سے بچانے
 کا بار بعض بنیال بددی لہنے سر پر یا ہے اور
 مینول اور مختار جن کو مفت بھی دیا جاتا ہے
 بیچ اور دست آ لکھوں میں سرمد ہر حرف
 کتابے کتابے لگائے رہتے سے بیانی بہت
 پڑھنی جو ضعیفی میں بھی بصارت کم نہیں ہوتی
 اور چشم کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ ضعف
 کی وجہ سے اگر چشم کی عادت ہو گئی ہو تو جادو
 یا زیادہ کے متعارف استعمال سے چھوٹ جاتی
 اور غیر جادو امر انجمن سے انگلیں بہت محفوظ رہیں
 سرمد ہر حرف - بیانی و جادو امر انجمن
 ہر حرف - برای بیانی چشم و لکھنیتہ
 ہر حرف - برای بیانی چشم و لکھنیتہ
 خرچ محمولہ ایک وغیرہ ہر حرف در ان کو کم از کم
 دو روپیہ کا سگٹ نہ والو کو معاف اور انجمن میں

نیز کہ اگر بختیگر کیسے ایک سو دو ختم ہوا ہے جس میں چار سو تین سو چار سو پانچ سو

(۱) ہنومان چتر ناول

ہیسا کہ ہوتے کے بہت سے قدیم سیدہ رازدوں کے
 کھو لئے والا ہر قسم کے مورت فائدہ داری کی
 تعلیم دینے والا۔ ہر شکل اور ہر طرح کے اصحاب کو
 اپنی جلدوبالی سے نیک راہ پر چلانے کے لئے سچا
 رہنما۔ اسرار ناول نویسی کا دینیہ محاورات کا گنجینہ
 اخلاق کا سہل ایک تواریخی و اخلاقی ناول جس
 میں ہشاد و نصیحت کے ہم سنگ پیغامبران زبان
 سنسکرت مصنف شری سوامی رومی کشن آپا
 کے آثار و دست کے نامی والا ہنومان کی پائی
 مان انجمن کی حریٹ بھری داستان اوستی
 دیدار کے نصیب ہونے کی جسم مورتیں ہر جہن گندے
 دلی راقون کا فوٹو۔ اور اس کے پیارے شوہر
 یون گیار کی ہے اعتقاد چن کی ہوجہ ہر قسم
 افسانہ شایعہ کے دیوتا ہنومان کی اپنی
 پیدائش سے لے کر (جیم کڈلی) اور سچی شجرات
 جو کہ ریاست نمان کے نیک کے عجیب و غریب
 الفاظ میں لکھنے لکھنے کے لئے ہیں۔ اس
 ناول کے پڑھنے والوں پر ایمان و ایسی
 نفسی کثرت و ہر انون کے شاعرانہ لہجہ کا
 اور انہیں ستمور انکا دھان کی اہمیت بخوبی
 مکن مانگی۔ اس میں ہر قدر مہذب و عورت
 و علم و عزم و مہذب و عزم سے بھی کام لیا گیا
 اور جہاں جہاں سے فٹ نوٹ و کراؤن کی
 توضیح بھی حسب ضرورت بخوبی کر دی گئی ہے۔
 قیمت علاوہ محصول اک حصہ اول صرف ۵
 حصہ دوم ۱۲ حصہ سوم زیر طبع
 (۲) ویجا ہنومان چتر ناول

ناول مشہور بالا کے واقعات تواریخی مشہور
 باز میں (دھانمان ہمنوی) وغیرہ کا لفظ اگر
 مختصر الفاظ میں اودھانا ہو تو اسے ملاحظہ فرمائیے
 قیمت اردو ارناگری ٹائپ ۳
 (۳) ہرقت جو اہر۔ ہیکتاب صد ایک
 معانی مختلفہ علوم نادرہ و تجربات ذاتی کا
 عطر ہے۔ اس میں علم طب کے کارآمد پچھلے و شری
 تقریری شکے۔ اس پر بھی لکھ دھانمان حضرات بطریقہ
 اہل رنگ و اہل ادب کے (اس کتاب نو سرتی و ترجمہ
 سا کو فلسفہ ترجمہ پرست شری (دو چھپس الجواب)
 مصنف سوامی شنکر جاپارہ۔ مکمل کے نسخہ بغل
 و فصلی۔ دو چھپ علی شعبات و انعامی حل طلب
 سوالات و سسے اور دیگر نہایت ضروری و کارآمد
 جانتے قابل باتیں ہر جہن۔ قیمت اس ناول
 ہر جہن ہر جہن فیروز رفاد عام بہت قلیل رقم
 گئی ہے یعنی علاوہ محصول اک حصہ اول ۵
 حصہ دوم ۵ حصہ سوم زیر طبع
 (۴) یہیں مراگ شتاک اردو۔ اس میں
 دنیا کی بے باقی کے عجیب و غریب موثر الفاظ میں دکھا کر
 اخلاق کی تعلیم دیتی ہے۔ قیمت اردو
 (۵) بھرتہر علی حصہ جلیں و میراگ شتاک
 اوصاف متذکرہ بالا۔ قیمت ۲
 (۶) بھرتہر علی حصہ جلیں شتاک اردو۔ ہیکتاب
 علم اخلاق میں بہت سی چیز۔ قیمت ۱
 (۷) چانک چینی و پرین اردو۔ اوصاف
 متذکرہ بالا قیمت ۲
 (۸) اصحاب اپنی عزیز اولاد کو علم اور نیک خلعت
 بنانا چاہتے ہیں اور انہیں اپنے بچوں کو کم سن
 سنان انون شہرہ بالا کتاب کی تعلیم کرنی چاہتے

نہ نے سفر تفتیات سنا ہے۔

نمبر ۱۔ کوئی اشیاء باصفات مخلوقات کا اصل ہو یا نہیں اور اس کا نام نقصان اجتماع تفریق نفی
پیدائش منشاء اور قیود ہونا وغیرہ سب ہی مانجا ہوتا ہے یا کیا۔

نمبر ۲۔ زوطلوبہ علیہ پریت چند نیکی میں مرجع کیا یا نہیں اور اگر نیکی میں خرابی اور قیود کا پورہ
قابل وصل ہوتا ہے یا نہیں۔

نمبر ۳۔ جگت میں انواع مختلف اشیاء جو نظاتی ہیں ان سب کی صلیت ایک برہم ہی ہو یا کیا
اور آیا ادنیٰ وعدا علیہ دونوں بھی ایک ہیں یا دو۔

نمبر ۴۔ تمامی جزو کل خالق کوئی خدا اور باصفات ہے یا نہیں اور جو حکایت کائنات کی مخلوق ہیں کیا
نمبر ۵۔ جو چیز کسی قبضہ میں داخل ہیں ان کی باخصوصیت تقدیر و قیود کے وہی اسکا ایک کھانا یا کچھ

نمبر ۶۔ ہر ایک قوم اور مذہب کے مقتداؤں کے ہر حالت میں کرم ناش ہو سکتے ہیں یا نہیں اور
عدا علیہ کا وہ کرم بھی ناش ہو گیا یا نہیں کسی دوسری اسکو قیود کا کرنا ہوتا۔

نمبر ۷۔ کیا اس جسم میں بھی ایک جسم سے دوسرے جسم میں جو یہ اسکا جزو عدا علیہ بھی
کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو گیا ہے۔

نمبر ۸۔ آیا تمام اشیاء دنیا میں ایک ہی ہیں یا نہیں اولین میں آمد رفت وغیرہ جملہ
حرکات صرف خواب و خیال ہیں یا کیا۔

نمبر ۹۔ جو اشیاء لفظ بلفظ پناشن ہوتی ہوئی اپنی جگہ دوسرے جسم کو پیدا کر جاتی ہیں یا کیا
نمبر ۱۰۔ کیا دعویٰ مدعی میں ضابطہ کا سدھائی عدالت بھی کا عدم ہے۔

نمبر ۱۱۔ آیا پرتھوی آپ تیج باقوسے عیسٰی کوئی جیو دیتی ہے یا نہیں چاندن کے وقت
وقتاً مقدار مناسب پر جمع ہو بلنے سے ہی طاقت دانائی ذخیرہ علامات لوح پیدا ہوتی

ہے۔

بعد سند تفتیات کے مدد سیر متعلم واسطے فیصلہ کے مقرر ہوئی اور
فریقین کو اپنا اپنا ثبوت پیش کرنے کی ہدایت کی گئی۔

کوئی اور بھی شکل ہے (وکلادعا علیہم سب ہستے ہیں)
 پیرا پنچند۔ حضور و نون طرح خیال ہر دو دعا علیہم کا غلط ہے برقت مبارک نہ ملو تم جاؤ
 عدالت (تعجب ہو کر) اچھا پھر بھی نمبر آئین ہی اسکی بحث بھی دخل ہو سکتی ہے
 علیہ دفعہ تصحیح قائم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔
 پیرا پنچند۔ نہیں حضور اسکی بھی علیہ دفعہ تصحیح یہ ہونی چاہیے کیونکہ ہم تمہارا نسخہ پیش کرتے ہیں
 عدالت۔ اچھا ہاں آیا ہیج ہوا سو بھی علیہ دفعہ لکھ سیکے (اگرہ منہ سے نکلے) کہوں تو جی
 اگرہ چند۔ بہت اچھا حضور علیہ دفعہ میں اور یہ ہوا بیت پر کلی
 عدالت۔ اچھا تو اسطرح لکھ دیوں کہ جہاں اشیاء لفظ لفظ خود ناشنوتی ہوئی اپنی
 جگہ دو۔ سے مجھس کو پیدا آجاتی ہیں یا قدیم مستقل ہیں۔
 پیرا پنچند۔ نہ میں تو یہ دوسری بات آگئی
 عدالت۔ تو اسطرح لکھا جاوے
 پیرا پنچند۔ بس حضور قدیم اور مستقل کے لفظ اور دیکھیے۔
 عدالت۔ تب۔ اچھا اب تیسویں قوفانونی ہے کہ یاد دہی میں میں مضابطہ کارروائی
 لے لے می کہ اندر سے۔ دیکھو اسطرح لکھا جا سکتا ہے کہ آیا یہ دعویٰ آپ تح یا تو سے
 شیعہ بھی کوئی بیوہ یہی پیرا نہیں عیارسن کے وقتا فوقتاً مفدا مناسب پر جمع ہونے
 سے اپنی طاعت و مانائی، غیرہ ملاقات روح پیدا ہو جاتی ہیں
 دوسرے مسئلہ۔ حصہ اسکا ایک بندہ تو گیا لکھا یا بلا خصوصیت مقدمہ من قبضہ
 کے اعتبار سے ہی کہانی اسی پہ کاماک ہوتا ہے یا کسی اور طرح
 عدالت۔ نہیں اسکی کیا ضرورت ہے سب آگیا اول خبر ثابت ہو جائیگا تو پھر یہیہ اعمال
 ماننا پڑیگا اور ملاہ اسکے نتیجہ مبرہ میں آجی گئی ہے۔
 دوسرے مسئلہ (میں) تھیک تو ہے (بظاہر) خیر بھی مضمون کی اسے ہو۔
 عدالت۔ اونٹنوں کا بھی ڈھیر لگ گیا۔ چھا تو شنی جی اب یہ جو نتیجہ فریقین
 کو پھر سنا دو اور مقدمہ میں نایہ قطعہ مقرر کر دو۔

کر دے اور دماغ علیہم بھی دونوں ایک ہی ہیں یا دو۔

عدالت (مشکر اگر) بیشک یہ تو بہت ضروری ہے۔ اب لیجئے نمبر چہارم میرے خیال میں اول مولوی زباند از خان کا جواب لیجئے۔ اور دین تنقیح قایم کیجوادے تمامی خبر و کل کا خالق کوئی خداوند با صفات ہے یا نہیں اور جملہ حرکات و سکنات اس ہی کے حکم سے ہوتی ہیں یا نہیں۔ اور نمبر پانچ یہ کہ جو چیز سطح سے کسی کے قبض میں آگئی وہی اس کا مالک ہے یا کسی مقدّر وغیرہ کی خصوصیت سے کوئی کسی چیز کا مالک ہوتا ہے اور نمبر ۶ یہ کہ ہر ایک قوم اور مذہب کے مقدّر آدمی کے ہر حالت میں کرم ناش ہو جاسکتے ہیں یا نہیں۔

پیرمان چند۔ حضور اس میں اتنا اور بھاد بھیجئے کہ دماغ علیہ کا۔ ہر کرم بھی ناش ہو گیا یا نہیں کہ جسکی وجہ سے اسکو قرضہ ادا کرنا پڑتا

عدالت۔ بیشک ٹھیک ہے اب نمبر ۷ سنئے۔ گویا اس ہی جنم میں بھی جیو ایک جسم سے دوسرے جسم میں بدل جاتا ہے اور دماغ علیہ بھی کسی دور بہ جسم میں منتقل ہو گیا یا نہیں۔ اور نمبر ۸ میں یہ بحث معلوم ہوتی ہے کہ آیا امام اثنی عشریہ اہل ایک سرور ہیں یا نہیں اولین دین آدم و نوح وغیرہ جملہ حرکات و سکنات خواب و خیال میں یا کیا اور نمبر ۹ میں ایک انت سنگد کا جواب دعویٰ ہے اور سکایان تو خلافت تنقیح نمبر ۷ کے آپ کو تسلیم ہی ہوگا۔

پیرمان چند۔ نہیں حضور ہرگز نہیں ہم سے دونوں خلاف ہیں۔

عدالت۔ کیون آخراک تو قبول کر دے۔ اسے تھائی بہ تو موٹی بات ہے اگر نتیجہ ثابت ہوگئی تب تو انتہینین اور اگر نہ ثابت ہوئی تو لامحالہ انتہینین ہوگا یا

پرمان چند بیشک

عدالت۔ اور کیا خالق مانتے ہو۔

پرمان چند۔ ہرگز نہیں اس سے بھی انکار ہے۔

عدالت۔ اچھا تو یوں لکھ دیں کہ کوئی جگت کا صانع یا خالق ہے یا نہیں۔
زباندار از خان۔ نہیں مضمون ہمارا خالق کا نمبر علیحدہ ہونا چاہئے اور نہ کر کے جوڑی
پرمان چند۔ بیشک علیحدہ ہی ٹھیک رہیگا۔

عدالت۔ بہت اچھا تو لیجئے یوں لکھے دیتا ہوں۔ کوئی ایشور یا صفات دنیا
کا صانع ہے یا نہیں اور جہاں انتظام نفع و نقصان۔ اجتماع تفریق۔ فوجی پیداوار
ہنس اور خزا۔ قرضہ دلوانا وغیرہ وہی انجام دیتا ہے یا کیا۔ اور نہ صرف تنقیح طلب معلوم
ہوتا ہے کہ زیر مصلوبہ گیہ میں خرچ ہوا یا نہیں۔ اور ایشور نے حیوانات اور زمین
دولت وغیرہ بھی گیہ کے لئے پیدا کئے ہیں یا نہیں۔

پرمان چند۔ میری رائے میں پیدا کر نیکی بحث تو تنقیح اول ہی میں طے ہو چکی
اور یہ امر کہ زیر مصلوبہ گیہ میں خرچ ہوا یا نہیں۔ اس وقت تنقیح طلب ہوگا جبکہ پہلے
جہد امر طے ہو جاوے کہ آیا گیہ میں خرچ ہوا قرضہ کا روپیہ قابل وصول ہوتا ہے
یا نہیں۔

عدالت۔ او۔ بیشک یہ تو اہم بات ہے واقعی ہنرے مغالطہ کھایا۔ اچھا نمبر
سویم تو بہت صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملکیت میں مختلف اشیاء جو نظر آتی ہیں
ان سب کی مصلحت ایک برہم ہے یا کیا۔

پرمان چند۔ لیکن اس قدر اوڑھادیا جاوے تو زیادہ موزوں ہو جائے

الٹی ہر ذرت بھی چھین نکالتے ہیں تو اب لاچار ہو کر بغرض چارہ جوئی حضور کی عدالت میں آیا ہوں آخر صداقت کا گھنٹہ ٹوٹا ہی جاتا ہے۔ اب حضور کو اختیار ہے۔

عدالت۔ بیشک یہ بھی صحیح اسے دریافت کیا کہ کہیں نادہشتی تو اب انکی جوابی سے ظاہر ہے۔ اور ہمارے کیا اختیار ہے صاحب ہم تو جو امر ثابت ہو گا اس سے ہرگز درگزر نہ کریں گے۔ اچھا صاحب اس میں تنقیح قائم کر لیجئے (مثل ہاتھ میں لیکر) منبر اول تو میری رائے میں یہ ہونا چاہئے کہ زرتہ عویہ کے دلو نے میں ناظم کامل کی خواہش ہے یا نہیں۔

پیران چند نہیں حضور اس کا ثبوت تو کسی طرح بھی نہیں ہو سکیگا۔ پیرانا بھاس۔ کیون حضور کیون نہیں ثابت ہو سکتا۔ پر تنقیح سے نہیں تو انو مان وغیرہ سے تو سب سے ہو جاوے گا۔

پیران چند۔ جناب انو مان میں بھی دھرمی ہمیشہ پرستہ ہوتا ہے اگر دھرمی پرستہ نہ ہو تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ساتھ کی سیدھی کسی جگہ کیجاتی ہے۔ یعنی جب تک کوئی ناظم کامل ہی ثابت نہیں تو خواہش کسی ثابت کیجاوے گی۔

عدالت۔ تو اچھا یوں لکھ دیں کہ ہر ایک شخص کے نیک و بد اعمال کے فوق قرضہ دلو نے کا انتظام جگت کے صلئے کے اختیار میں ہے یا نہیں۔

پیران چند۔ واہ حضور آپ نے خیال نہیں فرمایا کہ تو صلئے کے وجود سے ہی انکار ہے پس ہی تنقیح طلب ہے اگر کوئی صلئے ثابت ہو جاوے تو یہ تو خود ہی قبل کرنا پڑے گا کہ قرضہ دلو نے وغیرہ کا جمل انتظام اس ہی کے اختیار میں ہے۔

عدالت (عجب سے) اچھا تو آپ صلئے کو بھی نہیں مانتے؟

درب نہین ہر۔ انھیں چار دن چیزوں کے مقدار خاص پر جمع ہو جانے سے ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے جسکو جیو بولتے ہیں۔ پس جس گھرنے میں جسوقت جیو جب قاعدہ مذکور پیدا ہو گیا اس گھر کی تمام چیزیں بلحاظ قبضہ کے اسکی ملکیت سمجھی جاتی ہیں ورنہ کوئی چیز کسی موروئی نہین اور نہ مقدہ یا ایشور کوئی چیز ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ جو چیز جسوقت کسیکے قبضہ میں آگئی وہی اسکا مالک ہے۔ لہذا ہمارے ہاتھ آیا ہوا زر مطلوبہ ہمارا ہی ہے۔ دعویٰ بجا ہے۔

عدالت (انگراٹنی لیکر) ادہ غضب۔ مقدمہ کیا یہ تو مہا بھارت کا بھی با دا ہو گیا۔ میری تو طبیعت ابھی سے اگتا گئی۔ عجب کیفیت ہے کہ تحریر وکیل دشاؤز اور وصولیابی زر شد عویہ سے تو اقبال گراؤ کی ادائیگی سے انکار کا ایسا ڈھنگ نکالا ہے کہ آج تک سننے میں نہیں آیا (اؤھر آگے اٹھا کر) لالہ تو اتھ چند آپکی عادت تو مقدمہ بازی کی تھی تم کیوں ایسے جنال میں پڑا کرتے ہو۔

تو اتھ چند۔ حضور اتمی تالبدار کا خاصہ تو یہ نہین مگر لوگ نادہندی اور بے ایمانی سے دیے بھی مجھے خاموش نہین رہنے دیتے اور دو ایک آدمیوں نے تو اپنی آپ کو میرے اور بابو پران چند صاحب کے نام سے شہور کر رکھا ہے اب فرمائیے کہ حضور اگر ایسا نہ کیا جاوے تو ہزار ہا آدمیوں کو دھوکا ہوا اور کمال حضرت پہونچے اور خصوصاً اس تسک کے بارے میں تو آج تک بندہ طلب و تقاضا کرتا رہا لیکن مدعا علیہم سامنے جعفرین دریافت کیجئے کہ جبکہ انھوں نے ایک خر مہرہ ادا نہ کیا بلکہ وہ نقل کر اٹھا جو کہ تو نال کو ڈانٹے۔ اس احتمال سے کہ ہمارا کیا ہو سکتا ہے اور کیا کر سکتا ہے

(۳) جواب سنسے سنگدہ معاملہ

نمبر۔ ہر ایک قوم اور پیشے کے آدمی کی ہر حالت میں صرف دل صاف ہونیکی وجہ سے کرم نش ہو کر نجات ہو جاتی ہے پھر ہم تو آدمی کے پیدا ہونے اور بچے و حرم کے مستفیدین۔ ضرور ہے کہ ہمارے دل کی صفائی سے وہ کرم کہ جسکی وجہ سے قرضہ ادا کرنا پڑتا ناٹ ہو گیا ہو۔

نمبر۔ اس جنم میں بھی ایک جسم سے دوسرے جسم میں جیو بدل جاتا ہے پس کیا معلوم ہے کہ قرضہ لینے والا اور دینے والا جیو بھی کسی دوسرے جسم میں بدل گیا ہو لہذا ایسی حالت تہذیب میں بالاکمال تحقق کے دعویٰ کرنا یا ڈگری دنیا حق تلفی ہو۔

(۴) جواب اونے چندہ معاملہ

دنیا کی تمام اشیاء نرت اجل ایک سروپ ہیں باعتبار اسکے کہ جیو بھی ایک دنیا کی چیز ہے وہ بھی نرت ایک سروپ قرار پایا۔ پس کوئی کسی کو دینا نہ لیتا ہے یہ جمیع حرکات جو نظر آتی ہیں صرف وہم کی باتیں ہیں دراصل ہلکا کچھ وجود نہیں جیسے معاملات خواب۔ پس دعویٰ فضول ہے۔

(۵) جواب ایمان سنگدہ معاملہ

نمبر۔ ملک کی تمام چیزیں لحاظ فطرت و دانش ہوتی ہوتی اپنی جگہ دوسرے مجس پیدا کرتی جاتی ہیں۔ چونکہ جیو بھی لحاظ ملک کی چیز کے ایسا ہی ہے پس دینے والا مدعی اور لینے والا معاملہ دونوں حسب قاعدہ مذکورہ بعد اس لحاظ دانش ہو گئے شخص غیر کا شخص غیر پر دعویٰ کرنا محض جوقونی ہے۔

نمبر۔ پرتھوی۔ آپ۔ تیج۔ دایو یعنی خاک و آب و آتش اور باد سے علیحدہ اور کوئی جیو

جو نظر آتی ہے سب وہم خیال کی باتیں ہیں جو عبادِ دین یعنی جہالت کے پس چمکے
دینے والا مدعی اور لینے والا مدعا علیہ دونوں ایک ہی ہیں تو دعویٰ کرنا اور گری
دینا سب فضول ہے۔

عدالت (تعجب ہو کر) عجیب غریب جواب دعویٰ مرتب ہوا ہے۔ ایجاد و سراپا ہو۔

(۲) جواب اگیان خان مدعا علیہ

نمبر۔ ذرہ سے لیکر آفتاب اور زمین سے لیکر آسمان اور فرد سے لیکر کل مخلوقات کا خالق ہی
ایک عالم الغیب قادر مطلق عادل رحیم کامل خداوند کریم ہے۔ بلا او کی مرضی کے کوئی
شے کسی طرح سے حرکت کر نہ سکتی تھی تو انہیں۔ پس اس عادل بے مثال کو مدعا علیہ سے
ہنوز مدعی کو کچھ دلوانا منظور نہیں ورنہ تک ممکن تھا کہ امتک ادا نہ کیا جاتا۔ دعویٰ کرنا
سرا سر ہے ایمانی اور خدا کی قدرت پر حملہ کرنا ہے۔

نمبر۔ اسی خالق پروردگار نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ جسے کہ دیگر کائنات
اسکی ملک میں اودھ اور نکالنا ملک ہی۔ پس جو چیز خواہ سیطرے کے سیکے قبضہ و دخل میں
آگئی اسوقت وہی بلاسی خصوصیت کے اسکا مالک ہی کیونکہ وہی اعمال کی
جزا و سزا کے لئے تو ایک رزق خاص مقرر کیا گیا ہے۔ اور نواب سے چلے کہیں روح نے
کوئی فعل کیا تھا جسکا ثمرہ ہووے۔ پس دعویٰ ہر صورت سے ٹمس ہونا چاہئے۔
عدالت۔ انکا اور بابا پرانا بھاس چند کا تو مضمون قریب قریب ملتا ہوا ہے۔

پر مانا بھاس چند۔ نہیں حضور فرق ہو یہ قانع بتلاتے ہیں اور ہم صانع اسی
طرح سے اور بھی فرق ہے۔

عدالت۔ خیر نشی جی اور بیان تحریری پڑھو۔

عدالت۔ اچھا کیا دعویٰ ہے۔
 پیران حیدر تک جبری شدہ کی بنا پر دعویٰ ہے مدعا علیہ نے باوصف
 تقاضا و شواہد پر کیا۔
 عدالت (دکلا مدعا علیہم سے) آپکا کیا جواب ہی کیا کچھ قسط وغیرہ چاہتے ہیں۔
 دکلا مدعا علیہم اپنا جواب دعویٰ داخل کرتے ہیں اور نرم جواب دعویٰ
 ہر ایک کا عدالت کو پڑھ کر سنا ہے۔

(۱) جواب پیرت چند مدعا علیہ

نمبر۔ دیکھ کے کل انتظامات فوجی پیدائش لفع نقصان۔ سزا جزا۔ دیکھ دیکھ اور داکستہ
 وغیرہ کا مستطعم کل ہی سرگینا رمان دیا اور سرگینا پر مشورہ ہے اور وہی ہر ایک
 کے مشجہا شجرہ کرم بھل کے موافق قرضہ دولہ نے اور دولہ نے کا مالک ہے۔ اکی مری
 بدعت کسیکو معلوم بھی نہیں ہو سکتا کہ کسیکے مقدر کے موافق کسیکو کیا کسوقت او
 کس قدر دینا ہے یا لینا پس اس قادر مطلق کی خواہش نے ہنوز مدعا علیہ کو مدعی کے
 قرضہ کے ادا کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا اور نہ بلا اختیار و انکار ادا کرتا۔ لہذا دعویٰ ٹھس
 ہونا چاہئے۔

نمبر۔ اسی اثبوت و بگت کرتا ہے حیوانات کا گوشت دلہست بھی لگیہ کے لئے برا ہے۔ تو
 انسان کا روپیہ تو لگیہ کی واسطے لازماً سے ہے۔ چونکہ مذکورہ بھی ہمارے لگیہ میں
 خرچ ہوا پس ایسے نیک کام میں خرچ ہوا روپیہ ہرگز قابلِ دلہستی نہیں۔ مدعی اس کے
 طلب کرنے کا مستحق ہے۔ جیسا کہ حیوانات اپنی جان کے۔ دعویٰ معی فضول ہے۔
 نمبر۔ تمام حیوان میں ایک برہم کے سواے اور کچھ بھی نہیں۔ یہ مختلف انواع و اقسام کی جانیں

اپنے جوابدہی باور مانا بھاس کو دکھاتے ہیں۔

پیریت چند (یا بواگرہ چند سے) جناب ذرا ہمارا جوابدہی بھی ملاحظہ فرمائیے۔

اگرہ چند۔ اجمی جناب باوجود صاحب کا جوابدہی تحریر کیا ہوا ہم کیا دیکھینگے۔

پیر مانا بھاس چند (پیریت چند سے) بھائی صاحب آپ کے جوابدہی میں ایک نمبر پہنچے بڑھایا ہے۔

پیریت چند کیا۔

پیر مانا بھاس۔ یہ گزند قرضہ گیہ میں خرچ ہوا ہے۔ پس مدعی اس کی داپہی کا مستحق نہیں رہا جیسا کہ حیوانات اپنی جان کے۔

پیریت چند (خوش ہو کر) واہ بالوجہ وکیل بھی آپ اس عدالت میں آیا کی ہیں۔

پریشک چند (بعد کارروائی متفرق) لاڈھی مقدمات نمبری

نمرے منصرم (شل ہاتھ میں لیکر) چپراسی۔ آوار دو متوارنھ چند مدعی ونسے گے
و پیریت چند واو نے چند ایک انت سنگو داگیان خان مدعا علیہ کو۔

عدالت کیا ہے آہیں آج تنقیح ہے؟

منصرم۔ حضور۔

بواو چپراسی بابہ اگر مدعا علیہم کو آواز دیتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ مد اپنے وکلہ
کے عدالت میں حاضر ہوتے ہیں۔

عدالت (پر ان چند سے) مدعی کی جانب سے شاید آپ وکیل ہیں۔

پیر مانچند (سلام ایک) حضور۔

مجھ کو اول لالہ پریت چند نے کہہ دیا ہے اسلئے محبوبی ہو۔ کیون آپکے بابو ورنے چند
کیا کہتے ہیں۔

ایکانت سنگ۔ آنکو تو انکا نہیں۔ لیکن آپ ہو جانے تو بہتر تھا۔
پر مانا بھاس چند۔ تو کیا مجھ کو آپ علیحدہ سمجھتے ہیں۔ میں آپکی بھی ہر طرح سے
کوشش کر رہا ہوں۔

ایکانت سنگو مانا ہے۔

اُونے چند بابو اگرہ چند کے پاس مانا ہے۔

اگرہ چند۔ آئیے۔ آج سب کے سب کیسے تشریف لائے۔

اُونے چند۔ آپکو معلوم نہیں کہ تو اتھ چند نے ناش کی ہو۔ آج اُسی پٹی ہے
جو ابد عویٰ تحریر کر دیجئے۔

اگرہ چند۔ واہ بہت جلد خبر لی۔ اچھا کیا جواب دو گے۔

اُونے چند۔ یہ کہ تمام اشیاء انت ایک سروپ ہیں۔ نہ کوئی کسی کو دیتا ہے
نہ لیتا ہے۔ یہ سب خیالی باتیں ہیں۔

اگرہ چند۔ خوب اچھا نئی طرز کا جواب سوچا۔

اُونے چند۔ جناب پانچون مدعا علیہم کا ایسے ہی نئے نئے طرز کا جواب عویٰ لکھو۔
اگرہ چند۔ اچھا منشی نرج سنگ انکا وکالت نامہ اور جواب عویٰ لکھ لو۔

اکیان خان بھی مولوی زباندار خان کے پاس جلتے ہیں اور اُونکے محرر
بکوا دیگ سے جواب عویٰ کی نقل لیکر کھکال چند کو دکھلاتے ہیں۔

اگرہ چند وکیل اُونے چند۔ ورنے سنگ وکیل ایکانت سنگ بھی اپنے

اگیا نخان - جناب ہکو تو آپکے اوپر نیگری ہو۔
 کلکال چند - صاحب کیا کہوں ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ سننے سنگد و کانت
 لکھ گئے ہیں۔ اسوجہ سے لاچاری ہو گئی۔ اگر دو گھڑی پہلے آپ تشریف لاتے تو
 مجھے کچھ عذر نہیں تھا۔

اگیا نخان - واہ جناب میں تو آپ کو اپنا سرپرست سمجھتا ہوں آپ نے ہی تو مجھے
 پرورش کیا۔ اب کہیئے کہاں جاؤں۔ برائے خدا سنئے سنگد کو کہہ دینا کہ کسی اور
 کو کر لینے۔

کلکال چند - بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے۔ ہمارے پٹے کو بتا لگتا ہے مگر تم
 کیوں ہو۔ مولوی زباندر از خان کو کوئل کر دو۔ وہ میرا دوست ہے اور مجھ سے زیادہ
 ہوشیار ہے اور میں بھی ہر طرح سے مدد کرتا ہوں گا۔ مجھ کو تو تمہارا خود خیال ہے۔ اور جاؤ
 جوابتوی اون سے لکھو لاؤ مجھے بھی دکھا دینا۔ اگر ضرورت ہوگی گھٹا بڑھا دیا جاوے گا۔

سین چیارم
 اور اشخاص متعلقہ سین

۱۔ اگر چند - اونے چند عامل کا وکیل | ۳۔ بکوا دیگ - زباندر از خان وکیل کا محرر
 ۲۔ زرنج سنگہ - اگر چند وکیل کا محرر | ۴۔ پرکیش چند - جج اعلیٰ

احاطہ عدالت دیوانی میں

ایکانت سنگد (بابو پرانا بھاس سے) بابو جی آپ کو تو میری طرف سے پردی کرنی
 ہوگی۔
 پرانا بھاس چند - بھائی پردی تو میں سب کی طرف سے کرنے کو موجود ہوں مگر

سنشے سنگہ۔ بان حبشہ شہ ہی۔

کلکال چند۔ تو کیا ادائیگی کا عند کرو گے۔

سنشے سنگہ۔ یہی تو زیادہ فکر ہے۔ میرے جی میں تو جواب دہی کرنے کی بھی نہیں

تھی۔ مگر سب دعا علیہم کا یہی مشورہ ٹھہرا۔ خیر مہنے تو سوچ کر جواب دہی کی یہ شکل نکالی ہے کہ بیکہر حالت میں جیو کو مکوش ہو سکتی ہے تو ضرور ہے کہ ہمارا وہ کرم کہ جسکے

اُدے سے ہکو قرضہ دینا پڑتا ناںش کو پراپت ہو گیا ہو کیونکہ ہم اتم کل اور سچے جرم

کے اپڈیشک ہیں۔ پس ہم پر دعویٰ کرنا بیجا ہے۔ اور نمبر دویم یہ کہ اس جنم میں ایک

جسم سے دوسرے جسم میں جیو کسی دیو وغیرہ کی حرکت سے بدل جاتا ہے پس کیا معلوم

ہے کہ قرضہ لینے والی روح بھی بدل گئی ہو۔

کلکال چند۔ اسکا ثبوت کیا۔

سنشے سنگہ۔ شبہ پران یعنی سہ بگیا کا بچن۔

کلکال چند۔ عرضید حویٰ دیکھ کر ان تنک بھی تو غصہ کا ہو گیا اب تک کیا

وہ کرم تاںش نہ ہوے ہو گئے اور اگر نہ ہوتا تو ضرور دل میں مینے کی بد بھ ہوتی۔ اچھا

منشی کشاے چند انکا دکالت نامہ لکھ لو۔

کشاے چند محر دکالت نامہ لکھا ہے اور سنشے سنگہ استخار کے گھر کو

جاتا ہے۔

سنشے سنگہ کے جانیئے بعد الیان خان بابو کلکال چند کے مکان پر آتے ہیں

کلکال چند۔ کیون صاحب آپکے اوپر ناںش دایر ہے اور آپ ایسے بیٹور کہ خبر بھی

نہیں لی۔

(ظاہر) لا آریہ چند کے یہاں گیا تھا۔

پیریت چند۔ کیوں؟

مایا چار سنگ۔ دو برہنوں کو مین نے اپنی مکت آریہ کئے اور ساج مین نام لکھو دیا۔
پیریت چند۔ بیٹا ہمارے نزدیک تو برہن اور آریہ دونوں برابر مین (بھیچا رنگ
کو ساتھ دیکھو) اور یہ آپ کے دوست بھی شامل تھے؟

بھیچا سنگ۔ (جسے مایا چار سنگ اور اسکے گھر سے ابھی ہلا کر لایا تھا) جی ہاں
مین بھی گیا تھا۔

پیریت چند۔ تم آگے آپیش مین کس طرح ٹھہرے۔ دونوں تمہارے تو مخالف
بھیچا سنگ۔ صاحب مخالف ہونگے تو کچھ والد سے ہونگے۔ اور بھچہ تو عا ہے
بظاہر کچھ ہو لیکن درپردہ بڑی مہربانی ہی میری پرورش کے لئے آپ کے ملازم بننا
کو علیحدہ تنخواہ دیتے ہیں۔

پیریت چند۔ اچھا بیٹا اب رات زیادہ گئی ہے اور مکان کو چلیں۔

سب اپنے اپنے مکان کو جاتے ہیں۔

سنے سنگ۔ صبح اٹھو باجو کلکال چند وکیل کے مکان پر جاتا ہے۔

کلکال چند۔ آئیے تشریف لائیے آپ تو کچھ فکر نہ معلوم ہوتے ہیں۔

سنے سنگ۔ جناب بہت بڑا فکر ہے۔ تو اتھ چند نے ناش کی ہے۔ کہا آپ کو

معلوم نہیں؟ تم سبکی خبر بھی لیتے ہو!

کلکال چند۔ صاحب پہلے ہی کیوں خفا ہوتے ہو مجھے معلوم ہے اور مین

پانچ مدعا علیہ مین یکم مارچ مقرر ہے۔ بھلا تمک جیتری شدہ ہے یا کہ نہیں۔

بھرم مٹی - خیر دکھایا جاوے گا۔

سب آرام کرتے ہیں۔

اُونے چند بھی اپنے مکان پر پہنچتا ہے۔

انا چار سنگہ (اسکا لڑکا) لالہ جی آج تو بہت انتظار دکھلایا کہ ان سے ہے۔

اُونے چند - توار تھ چند کی تلاش کا مشورہ تھا - بڑی زبردستی جواب دہی پر آمادہ کئے۔

انا چار سنگہ - اور کیا اقبال کا ارادہ تھا !

اُونے چند - ہاں کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ - لیکن اب یہ خرابی رہی کہ علیحدہ علیحدہ جواب دہی کرنی پڑیگی۔

انا چار سنگہ - کیوں !

اُونے چند - وہی ہماری اذنی کی مخالفت - اب تو توار تھ چند کے معاملہ میں مصلحتاً جمع ہو گئے ہیں۔

انا چار سنگہ - نیز تم تو بابو پرانا بھاس کو کیل کر دینا۔

اُونے چند - اذکو تو پریت چند نے کر لیا ہے۔ اب کون غصہ میں پڑے تیار بن پر دیکھا جاوے گا۔

سب سو تھ ہیں - پریت چند بھی پرانا بھاس کے مکان سے اپنے گھر کو

واپس آتا ہے راستہ میں مایا چار سنگہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر پوچھتا ہے۔

پریت چند - بیٹا اس وقت کہان سے آتے ہو۔

مایا چار سنگہ (دلہن) ان سے صاف بات کس طرح بتلائی جا سکتی ہے

سکی راے جوابدہی کی قرار پائی ہے۔ اب معاملہ عدالت کے ہاتھوں آن پڑا۔ غلام
روپیہ کے بات سہنے کا بڑا فکر ہے۔ آپس میں تو ہم لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ اب
غیر اہلوان سے مقابلہ ہے۔

بھجیا رسنگہ۔ میر فکر کی کیا بات ہے جو کچھ ہو گا دیکھا جاوے گا۔

ایکانت سنگہ۔ بھائی آخر اسکا کچھ انتظام بھی تو کرنا چاہئے۔ ہمارے بڑے
دوست لالہ پرانا بھاس کو تو پہلے سے پریت چند نے وکیل کر لیا ہے وہی زیادہ
ہوشیار تھے۔ اب لالہ در نے چند پر نظر ہے۔ میر فکر ہے کہ انکو کوئی نہ جائے۔

بھجیا رسنگہ۔ نہیں جی ایسا کیا ہے اور میں بھی اب تداخل کیوں کرنا ہے صبح ہی
انکو مطلع کر دینا چاہئے پس پھر فراغت۔ خود وہ فکر کرینگے۔ باقی پھر دیکھا جاوے گا۔

ایکانت سنگہ۔ ہاں بس یہی چاہئے۔ میں تو یہی کہتا ہوں کہ میری تو بھلی مہربانی
گزر گئی۔ جو کچھ کوشش ہو من تھا ہے لے کر جاؤ اچھا اب آرام کرو۔
سب سوتے ہیں۔

سنئے سنگہ اپنے مکان پر پہنچ کر اپنے اٹکے اچھا رسنگہ کو آواز دیتا ہے اور کوڑا
کھنڈا کر اندر جاتا ہے۔

اچھا رسنگہ (اپنے باپ سے) کیا مشورہ رہا۔

سنئے سنگہ۔ کم غبتوں نے جوابدہی کی ٹھیرائی ہے۔

اچھا رسنگہ۔ خیر جی بچوں راہ سو بچوں راہ

بھرم مٹی (زوجہ) دیکھئے کیا ہووے۔ لاسیابی کی امید تو کم ہی ہے۔

سنئے سنگہ۔ کیا کریں۔ اول زبان دیکھتے تھے کہ کثرت رے کے پاس نہ ہونگے۔

ایکانت سنگہ۔ مدالاو جی جگا۔

مدالان سنگو دیچا رسنگ کو جگا کر لائی ہے۔

ایکانت سنگہ (دیچا رسنگ سے) کیون بیٹا تم شام سے سو جاتے ہو کیا ہمیشہ ایسے ہی بے فکر سویا کرو گے۔ جھلانن سنگ تو ابھی کم عمر ہے۔

مدن سنگہ جناب ہکو پچو نہ سمجھے آپ ارشاد فرادین کیا ہے۔ جھوٹے طیل سے ہمارا وہ لحاظ و رعیت کہ دنیا بھر کے غریبے امیر فقیر و بادشاہ۔ رسول پیغمبر سخی شیوم

اور سراسر وغیرہ ہمارا دم بھرتے ہیں۔ خصوصاً میرے پانچ بھائی تو مشہور عام ہیں۔ وہ کون ہے کہ اودن سے خون نہیں کھاتا اور اپنے سینہ کو اونکا نشانہ نہیں بناتا۔

بعض بعض نکتہ چین اور عیب بین اگر یہ درپردہ میری عداوت اور مذمت بھی کرتے ہیں لیکن وہ بھی ڈرے مدن کہہ کر نکالتے ہیں۔ علاوہ ازیں جب سنا ہے ہو جاتا ہوں ان

سے بھی نہ کہ دینی کراتا ہوں میرے خلاف اُن کو نے کی مجال برہما اور اندر کو بھی نہیں ہوتی۔ غرض تین لوگ میں میری دہائی ہے رحمت سے میسوی میں بھر شٹ کئے ہیں۔

کہان تک کہوں یوں سمجھئے کہ اگر میں نہ ہوں تو مہکت نہ ہو۔

ایکانت سنگہ (بچار کر) شاباش بیٹا تمہاری غرور از ہو کر بھکو تو فسکراس تھا کہ بڑے بھائی کا ہے۔

دیچا رسنگہ۔ کیون ہم کیا کچھ کم میں آپ کے قدم کی برکت سے قریباً تمام جہان پر میری حکومت ہے۔ جب میں سر چڑھتا ہوں تو والدین کا خون رہتا ہے نہ حاکم کا۔

صرف میری ہی بولی بولی جاتی ہے۔ فرمائیے کیا تشویش ہے؟

ایکانت سنگہ۔ تمہیں خبر نہیں تو ار تھ چند نے ناش کی ہے۔ آج اُسکا مشورہ تھا

نہیں ہے۔

اگیان خان (غوش ہو کر) واہ واہ رہا۔ جا بجان اسوقت تو اسطو کو بھی مات کر دیا بفضل خدا جسکی ایسی نعمان زبان الہیہ ہو اسکی ہمیشہ ہی فتح ہو۔

انیتی سلیم۔ کیون حقیقت میں ہے بھی تو اسطرح۔ پچھلے کرم اپنی افعال تو کوئی ہوسکتے ہی نہیں ہیں جسکی وجہ سے انسان کو دنیا میں آکر الٰہ اسباب ملتا ہے جتنا جس کی بیکورل گیا رہی اسکا مالک ہو جاتا ہے۔

اگیان خان۔ اسوقت یہ تجویز تمہاری غلی از بصارت نہیں۔ خیر آپ کے سوال آرام کیجئے۔ صبح ٹھیک ہو جاویگا۔

سب سوتے ہیں۔

اودھرا یکانٹ سنگہ گھر پر ہو چکا ہے اور دروازہ بند کیہ کر آواز دیتا ہے

ایکانٹ سنگہ۔ بیٹا مدن سنگہ۔

کامنا (زوجہ یکانٹ سنگہ) مدرا۔ ذرا دروازہ کھول دینا۔

مدرا باندی دوڑ کر دروازہ کھولتی ہے اور یکانٹ سنگہ اندر پنگ پر بیٹھتے ہیں۔

کامنا۔ کہئے آج کہاں کی سیر اڑا کر آئے کادھی ہات گدڑ لئی تب بھی جھسکا لڑہو

ایکانٹ سنگہ۔ میں تو تمہاری قسم کہیں نہیں گیا اتوار تھ جند کی ناش کے

مشورہ میں دیر ہو گئی۔ لڑکے کہاں ہیں؟

کامنا سوتے ہیں۔ اتریشنا پنکھا کرتی ہے۔ مدن سنگہ تو روتا رہتا بھی بڑا ہے

اس کجبت مدرنے ایسا سر چڑھا یا ہے کہ کسی منشا ہی نہیں مگر بالا بھی اسی نے ہے۔

چھوٹی بہن اشکنا بھی اوسکے ساتھ خوب کھیلی ہے۔

انیتی بیگم - ابا بہت اچھا طرز ہے۔ ایسے ڈھنگ رب العالمین کے فضل و کرم سے سوچتے ہیں۔ اور کیون نہیں وہی اپنے بندوں کا شکاٹ ہی میری رکا میں تو اسکے لئے لاکھ لاکھال چند کو وکیل کرنا چاہئے وہ بہت ہوشیار مٹھے جاتے ہیں اور آپ سے ملاقات بھی رکھتے ہیں۔

اگیان خان - ہاں وہ بھی ہوشیار ہیں۔ دوچار روکار سے مشورہ کر کے بعد میں دیکھا جاوے گا۔

سب آرام کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد انیتی بیگم اگیان خان کو بگاتی ہے۔

انیتی بیگم - سو گئے یا جاگتے ہو۔

اگیان خان - کیوں کیا بات ہے۔

انیتی بیگم - میں اسی فلزین سلطان و بیچان پڑی تھی۔ آج نیند بھی نہیں آئی یہ دعا کرتی تھی کہ حسد ادھ دن کرے کہ مدعی پر بالخصوص اسکے قرضہ کے ہمارے چڑ کی ڈگری ہو۔ پڑے پڑے ایک جواب بھی سو جا ہے جو پسند آئے۔ بس یوں سمجھئے کہ اسوقت خود رب العالمین کی بعبادت ہوئی ہے۔

اگیان خان (چونک کر) ہاں جلد سنائیے کیا سوچا ہے۔

انیتی بیگم - تمام ایشیا و دنیا کی صرف انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور اس ہی کو اٹھا مالک قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ حیوانات کا گوشت و پوست بھی انسان کی ملکیت ہے۔ پس جسوقت جو چیز خواہ کسی طرح سے کسی کے قبضہ و اختیار میں آگئی اسوقت بلا خصوصیت کسی نیک و بد اعمال وغیرہ کے وہی اسکا مالک ہے جب تک کہ وہ اسکا انتقال نہ کرے۔ پس جو روپیہ ہمارے قبضہ میں آگیا اسکا مالک ہم ہیں مدعی تھی پوری

ہوتا ہے اور غضب خان بیٹا اور انتی بیگم زوجہ استقبال کرنی ہے۔
 انتی بیگم۔ کیون صاحب آج تو چہرہ پر کچھ آثارِ ملالت کے نظر آتے ہیں۔ تشریف
 بھی دیر بعد لائے۔ خیر تو ہے۔

اگیان خان۔ خیر کیا۔ تواتر چندے جو ناش کی ہے اس ہی کے مشورہ
 میں دیر ہو گئی۔

انتی بیگم۔ آپ نے تو کبھی کچھ فکر کیا نہ تھا۔

اگیان خان۔ کیا کیا جاے آخر معاملہ عدالت کا ہو گیا ہے۔

غضب خان (تلوار نکال کر) مجھے تو بتلائیے کہ آپ پر ناش کی ہے ابھی اسکا
 سر لاکر حاضر کرتا ہوں۔

ہنسا (اگیان خان کی لڑکی) مجھے تو بتلائیے ابھی اسکا کلیجہ چاٹ جاؤں۔
 اگیان خان۔ بیٹا جلدی کیوں کرتے ہو ابھی اسکا وقت نہیں ہے۔ وہ ہمارا
 کر ہی کیا سکتا ہے۔

انتی بیگم۔ خیر کچھ ہی ہو روپیہ تو اسکو ہرگز ادا کرنا چاہئے۔ کاہلی کو چھوڑ کر
 ہاتھ پیر ضرور رکھانے چاہئیں۔ بہت مردان مرد خدا۔

اگیان خان۔ نہیں رویہ کیا۔ مشورہ میں بھی جوابدہی ہی کرنی قرار پائی ہے
 انتی بیگم۔ کس بنیاد پر جوابدہی ہو گا۔

اگیان خان۔ بہت چند نے ایک بہت اچھا نیا طرز نکالا ہے۔ یہ کہ خان سلطان
 جو تمام حرکات کا فاعل اور منتظم اسکی خواہش ہنوز قرضہ ادا کرنے کی عہد پٹی والے
 کیونٹ ادا کیا جاتا۔

پہل ہے پس اسکا انتظام بھی اس ہی کے دست قدرت میں ہوا۔ اس سہرگدے کے بجز کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کوئی شے یا مال کس کا حق یعنی تقدیر کا پہل ہے۔ تو ایسی حالت میں عدالت کی تجویز پر احتمال عن تعفی کا ہے۔

پیرانا بھاس چند۔ واہ واہ بھائی واہ۔ ارے بھتیہ میں میرے شیر۔ بس ماؤ نخ ہے۔ اب تم بے فکر ہو جاؤ میں خود جواب دہی کر دینگا۔

پیریت چند۔ ایک نمبر اور بھی خیال میں آتا ہے۔ یعنی یہ کہ تمام دنیا میں ایک برہم کے سوائے اور کچھ بھی نہیں۔ یہ انواع قسم کی چیزیں جو نظر آتی ہیں سب وہم اور خیالات کی وجہ سے ہے۔ پس جبکہ مدعی اور مدعا علیہ دراصل دونوں ایک ہی ہیں تو دعویٰ کرنا اور گری دینا وغیرہ جملہ کارروائی سبھا اور فصول ہے۔

پیرانا بھاس چند۔ دونوں جواب بہت معقول ہیں۔ دیکھو بحث کے وقت کیسے دھڑے اڑاتا ہوں۔

پیریت چند۔ تو جناب وکالت نامہ لکھو اور بجئے۔

پیرانا بھاس چند۔ جلدی کیا ہے۔ تاریخ پر لکھا جاوے گا۔

پیریت چند۔ نہیں صاحب مجھ اور بھی اندیشہ ہے کہ آپ کے پاس پرچہ میں سے جو آدھا آپ کو اس سے انکا نہ ہوگا۔ سب ادا میں بھروسہ ہی میں نہ رہا اور سب پہلے تب ہی کو وکیل کرنا چاہیے۔

پیرانا بھاس چند۔ اچھا منشی اس تیار ہو سکے گا وکالت نامہ لکھو۔

وکالت نامہ لکھو اگر پیریت چند گھر کو جاتا ہے۔

پیریت چند وغیرہ کے چلے جانے کے بعد اکیان خان مجلس رے میں داخل

پیریت چند۔ باوصاحب اسوقت آپ کو ایک تکلیف دینے آیا ہوں۔
 پرمانا بھاس چند۔ فرمائیے کیا ہے۔ آپ تو کچھ فکر مند معلوم ہوتے ہیں۔
 پیریت چند۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پتو تارچہ چند نے صحر کیا ہے۔

پرمانا بھاس چند۔ جی ہاں میں معلوم ہو گیا میں بھی تو اپنے دل میں کہتا تھا کہ یہ
 غیر وقت کا آنا کیسا۔ باوصفیکہ عرصہ ہو گیا شکل بھی نہیں دکھلاتے ہیں۔ سچ ہے آپ
 لوگ مطلب کے دوست ہیں۔ مجھ کو معلوم ہے اس نانش کا احوال انہیں تو شاید آپ
 پانچون بھائی مدعا علیہم میں اور بابو پراچند مدعی کے وکیل ہیں۔ رجسٹری شدہ تھکد
 کی بنا پر درخواست ہے اسکا کچھ فیصلہ و فیصلہ کر دو اور کیا۔

پیریت چند۔ نہیں جناب جواب ہی کرینگے ہم پانچون نے مشورہ کیا تھا۔ جوابی
 کی رائے قرار پائی ہے۔

پرمانا بھاس چند۔ ہوں۔ کوئی رسید بنائی ہوگی۔ کہ میں جل میں نہ بھنس جاؤ
 زانہ نازک جو ایسا کرنا۔

پیریت چند۔ نہیں صاحب رسید کو تو جل سنگر نے کہا بھی تھا کہ میں بنا سکتا
 ہوں مگر تنہے بھی خطرو کی وجہ سے پسند نہ کیا۔ بلکہ ایک نیا ڈھنگ نکالا ہے سنگر
 میراں ہو جائیے گا۔

پرمانا بھاس چند۔ وہ کیا ہے صاحب۔ فرمائیے۔

پیریت چند۔ ہم چاہتے ہیں کہ مدعی سے اس مرتبہ ہم اپنے اصلی بروصہ کا ہی فیصلہ
 کر لیں اور پچا جواب ہووے ایمانی نہو۔ یعنی یہ کہ تمام دنیا کا صلہ پریشوہو اور
 وہی نیک و بد افعال کا عوض دینے والا ہے اور روپیہ حاصل ہونا بھی چونکہ کسی کرم

تمام اوسی کا ہے۔

ایکانت سنگہ - خیر صبی راے ہو۔

پرپریت چند - اچھا اب رات بھی زیادہ ہو گئی جلسہ برخواست کیا جاوے۔ مگر اس معاملہ کو ساو آتی بھکڑ کوئی صاحب غفلت نہ کریں۔

سب جاتے ہیں رستہ میں جاتے ہوئے بابو پرانا بھاس کے مکان کے دروازے پر بیٹھ چکے پرپریت چند نے تینوں سے کہا۔

پرپریت چند - لو صاحب بندگی ہم تو ابھی اس کام کو انجام دیکر جیتے ہیں۔ لاہر پرانا بھاس ہمارے بہت بڑے مہربان اور درویش تھے کہیں میں تو انھیں کے ذمہ بوجھ بھاڑ لے جاتا ہوں۔

ایکانت سنگہ - خوب کیوں صاحب بڑھکا وکیل تو آپ چھانٹ لینگے اور ہم کیا کریں گے۔ خیر جائے۔

پرپریت چند - نہیں صاحب وہ بڑے لائق آدمی ہیں اگرچہ وکیل تو ایک ہی طرف سے ہو سکتے ہیں مگر مشورہ وغیرہ میں سب کو مدد دے سکتے ہیں۔

ایکانت سنگہ - ان دن ویسے تو بڑے غلیق اور بچارے سب پر مہربان ہیں اور لطف یہ ہے کہ کچھ تو اتھ چند سے انکی روز رزل سے ہی اعلیٰ درجہ کی مخالفت ہے اور پرانا چند اور انکا مقابلہ بھی ہمیشہ رہتا ہے۔

ایکانت سنگہ وغیرہ جاتے ہیں اور پرپریت چند پرانا بھاس کے مکان میں جاتا ہے۔

پرانا بھاس - آہ لاہر پرپریت چند صاحب آئے تشریف لائے کیسے مزاج تو خوش

ہم سب کا ایک مضمون اور شریک ہونا غیر ممکن ہے اور ایک دوسرے کی رائے کے خلاف ہی نہیں بلکہ اسکو توڑنا ہے پس جواب یہی سب کی علیحدہ علیحدہ ہوگی۔
اُونے چند۔ کیوں جی ایسا نہیں ہو سکتا کہ بیان تحریری تو ایک ہی گزرا جائے
اور سب کا مضمون علیحدہ علیحدہ نمبر ڈالکر لکھ دیا جاوے۔

پیریت چند۔ جی ہاں ایسا بھی ہو جاتا جو اپنے گھر کی عدالت ہوتی۔ ایک
تو کہتا ہے کہ ایشو صلہ ہے دوسرا خالق بتاتا ہے تیسرا دونوں کو غلط ٹھہراتا ہے۔
پھر کہیں اب جواب بھی ہو سکتی ہے۔ اس جلد سے جو ہماری ایکٹائی کی اصل غرض تھی
وہ ہو سکی غیر لیکن اب بھی اور دیگر جملہ کارروائی میں ہم سب کو بالاتفاق اور ہمدرد
رہنا چاہئے۔ اور ہاں اب بھی ایک بہت بڑا عظیم فائدہ ہوگا اس جلد سے پہنچ جائیگا
وہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے جدا جدا اور مختلف جواب جو گزریں گے ان میں سے
ایک کا اثبات اگر ہو سکے تو دوسرا اسکے خلاف خود بخود ہی ثابت ہوگا۔ مثلاً اگر عدالت
کی۔ میں فیہم ہوں، اشیاء کا نہ ثابت ہو انو ضرور ہے کہ غیر قیدیمانے کی پس ایت
ہم سب کو اس باتفاق کرنا اور اس پر زور دینا چاہئے۔ کیونکہ مطلب تو دشمن کو زبردستی
ہے اور اب مدعی تو بالکل ہی لاپوارا و مجبور ہوگا۔ ہر ایک بات میں اس کے اقبال کرنے
میں ایک کا جواب صحیح ہوتا ہے اور انکار کرنے میں دوسرے کا

اگیا نجان۔ بیشک۔ اب دیکھو مدعی ہمارے خرچہ کی ڈگری سی پیکر کہاں جاتا ہے۔
ایکانت سنگ۔ ہاں جناب خرچہ کی ڈگری تو سب کی شایعات رہنی چاہئے چلے
کوئی کامیاب ہو۔

پیریت چند۔ نہیں صاحب کچھ لوٹ تھوڑا ہی ہے سب کا جواب قطعی منظور ہوگا خیر۔

سُنئے سنگہ۔ صاحبِ مین تو اس سے بھی اتفاق نہیں کرتا اول تو میری رہے
میں جواب دہی کرنا ہی بچا ہے۔

پیریت چند۔ ہاں صاحب آپ کیوں جواب دہی کی صلاح دیونگے آپ صل
میں سانشی مدعی ہیں۔ آپ کو مدعا علیہ کہنا تو مفضول ہی ہے۔

سُنئے سنگہ۔ نہیں نہیں تو اتنے چند سے میرا تعلق نہیں ہو البتہ جوابات مقول
ہے اسکو تو ماننا ہی پڑتا ہے۔ اور میری جواب دہی کی بات سو روپیہ اسکا سچا ہر
کہ نہیں۔

پیریت چند۔ خیر صاحب۔ یہ تو کثرتِ رائے سے طے ہو گیا کہ جواب دہی ہونی
چاہئے۔

سُنئے سنگہ۔ اچھا صاحب اگر جواب دہی کیجاوے تو مقول تو ہو ایسا نہ ہو کہ خواہ
خواہ ہنسی ہو۔ یہ آپ کے تمام جواب تو ہماری رائے میں ٹھیک ہیں نہیں۔
خیر میں اگر جواب دون بھی تو مطرح کہہ سکتا ہوں کہ ہر ایک قوم اور پیشہ کے آدمی
کے ہر حالت میں کرم ناش ہو کہ صرف دل کی صفائی سے نجات ہو سکتی ہے پھر ہم تو
اُنم نقل اور مذہب کے شخص میں غرور ہے کہ ہمارے دل کی صفائی سے ہمارے
اُس کرم کا ناش ہو گیا ہو جس سے ہم کو قرضہ دینا پڑتا ہے اور دوسرے یہ بات ہے
کہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں جیو با ہم تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے پس ممکن ہے کہ قرض
لینے والے جیو کو کسی نے تبدیل کر دیا ہو۔ ایسے مذہب کی حالت میں بلا کمال عقیدت
کے دعوے کیسے ہو سکتا ہے۔

پیریت چند۔ سائنس اُنکر اور گردن ہلا کر اس جی یہ معلوم ہو گیا کہ جواب دہی میں

ٹھیک نہیں ہے۔ نہ اسپر کچے کامیابی کا بھروسہ ہی مبیا کر آپ فرماتے ہیں ایسا
 ایشور خالق یا مصلح ہرگز بھی ثابت نہ ہوگا اور نہ کوئی جیو یا شنبہ شنبہ کرم وغیرہ
 کوئی چیز بن پھر انکے بھل کہاں ہونگے۔ ہاں البتہ اگر ایسے ڈھنگ پر چلنا منظور
 ہے تو میں بتلاتا ہوں۔ حقیقت میں جیو کوئی چیز نہیں صرف آب و خاک وغیرہ
 ملکر ٹیٹیں ٹکتی ہو جاتی ہے یعنی جس جگہ جس مکان میں یہ چیزیں جن اتفاق سے پیدا ہو سکتی
 ہیں جن ہو جاتی ہیں وہاں ابک جانتے والی طاقت پیدا ہو جاتی ہے جسکو روح
 بولتے ہیں۔ اور اس گھرنے کی تمام اشیاء اسکی ملکیت ہو جاتی ہیں۔ ورنہ کوئی
 چیز کسی موروثی نہیں اور نہ کوئی ساتھ لاتا ہے اور نہ لیجاتا ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوا
 کہ جو چیز جسکے قبضہ میں آگئی وہی اسکا مالک ہے۔ لہذا ہمارے ہاتھ آیا ہوا مدعی کا
 زور غالب ہمارا ہی ہے۔ مدعی اسکا مستحق دہی ہرگز نہیں۔ یا یہ جو اس سے بھی
 زیادہ مضبوط ہے کہ دنیا کی جمیع اشیاء لحظہ لحظہ خود ناش ہوتی ہیں اور اپنی جگہ
 ویسی ہی دوسری کو پیدا کر جاتی ہیں۔ ایسا ہی جیو بھی ہے۔ لہذا جس جیو نے قرضہ
 لیا تھا اور جس سے لیا تھا دونوں اسی لحظہ محبت وعدہ مذکورہ نیت ہو گئے پس
 ہر دعویٰ کرنا بیجا ہے۔

آؤئے چند۔ واہ جناب آپ نے ہی کیا پتھر ڈالے۔ وہ جب کا نام تو اتھ چند ہی
 ایسے ایسے غیورون کو تو پھونک سے اور دیتا ہے بھلا کہیں انتہا (غیر قدرت) ثابت
 ہو سکتی ہے۔ ہاں بلکہ اسکے خلاف اس طرح کہ تو ٹھیک ہے کہ دنیا کی تمامی اشیاء
 نت ابناشی ایک سروپ ہیں۔ نہ کوئی کسیکو دیتا ہے نہ لیتا ہے۔ یہ سب کچھ
 نظر آتا ہے وہم کی باتیں ہیں جیسے معاملات خواب۔

پریت چند - سنئے - ہکو روپ لینے اور تنک لکھنے سے اور کچھ نہینے سی
 تو انکار ہی کرنا چاہئے - بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جب دنیا کے کل انتظامات داد و ستد
 فوٹی پیدائش - سزا و جزا - دُکھ و سکھ - نفع و نقصان - دولتندی و افلاس وغیرہ
 کا منتظم اور صالح ایک پریشور ہی اور وہی شہد اشہد کہ مون کے پھل کا کہ جسکے ذریعہ
 سے جو دھن پانیکا ستی ہو سکتا ہے جتنے والا اور انکے موافق دینے اور دلایا
 ہے - اسکے بدون کسی معلوم بھی نہیں ہو سکتا کہ کسی کیسکے اعمال کے موافق کیا
 اور کس قدر دینا یا لینا ہے - پس اس منتظم کامل کی خواہش نے ہنوز ہکو کچھ مدعی کا
 قرضہ ادا کرنے کو مجبور نہیں کیا ورنہ بلا اختیار انکار ادا کرتے یا ش فصول ہے -

اگیا ن خان - شاباش - لاؤ ہاتھ لاؤ بھائی واہ خوب سوچی - واقعہ میں
 یوں ہی ہونا چاہئے - اس سے اپنے اصلی بریکاسی دعویٰ نرین - روپیہ کیا اسکو
 تو جان بچانی مشکل ہو جاو گی - خدا قادر مطلق ہر اسکے حکم کے بغیر واقعی طور پر ایک نہ
 نہیں حرکت کر سکتا - تمام عالم کو عدم سے بہتی من لانیوالا اور اسکا انتظام کرنے والا
 وہی ہے -

پریت چند - بس جناب خدا کا خالق ہونا ثابت نہ ہو سکیگا -

اگیا ن خان - واہ جناب تو کرسی جوابدہی - اگر خدا خالق نہیں تو اور کیا ہے -

پریت چند - اچھا خیر دیکھا جاو گیگا یہ تو کچھ بات نہیں -

پریت چند (ایکانت سنگھ سے) کیوں صاحب آپ بھی داد دیجئے - ابو
 ہے نفع کہ نہیں -

ایکانت سنگھ - بھائی صاحب بڑا مہینے یا بھلا میوے نزدیک تو یہ جوابدہی کی

مگر یہ فرمائیے کہ جواب کیا دیا جاوے۔ جواب کوئی معقول ہونا چاہئے۔ حربہ ستری شدہ تمسک ہو۔ ایسا نہ ہو کہ آبرو بھی جاے اور ڈگری بھی ہو۔ لیکن ہاں یہ بات اچھی ہے کہ اندون صدر اعلیٰ صاحب چھ مین اور والد صاحب کی اونکے یہاں آمدورفت بھی بہت کچھ ہے۔

ایکانت سنگہ۔ غیر یہ تو غنیمت ہے۔ لیکن کچھ جواب بھی کاغذ بھی آپ ہی ایجا کیجئے اس فن مین آپ کو اچھی شوق ہے۔ سب سوچتے ہیں۔

پیریت چند (بعد تھوڑی دیر تک غور و تامل کے گردن ہلا کر) آہ آہ۔ اوہو اونڈ! نو صاحب یا تو کچھ خیال مین آتا ہی نہیں تھا اور سوچا تو ایسا سوچا کہ آج تک ایسا انوکھا اور ملارڈ جواب عدالت مین کسی نے نہ دیا ہو گا اور لطف یہ ہے کہ دعویٰ سے اقبال بھی اور انکا بھی۔

ایکانت سنگہ۔ دیکھو صاحب ایسا نہ ہو کہ دو مخالف باتیں کہنے مین علف دروغی کا جرم ناپید ہو۔

پیریت چند۔ نہیں صاحب۔ کچھ بات ہے۔ ہم کچھ سودا کی غھوڑا ہی ہیں۔ وہ ایسا طرز ہے کہ کبھی ہم پر دعویٰ ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نیکیا کہ جواب مین بھی جواب دہی کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ کیسا رویہ اور کیسا فیصلہ۔ اب تو معاملہ معن کا ہو گیا ہے اور ہماری اسکی مخالفت تو پہلی ہی جاتی ہے۔ پس اس سے اپنے اصلی بروہہ کا ہی نہ فیصلہ کر لیں۔ دیکھو تو جواب کو سنکر ہی کیسا چکر اوڑھے۔

ایکانت سنگہ۔ تو بھائی صاحب بتائیے گا بھی اس طرز کو یا تشریف ہی کرتے رہو گے۔

ہے اُکی کیا سبیل ہی آخر روپیہ تو اٹکا سچا ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ روپیہ
اٹکا حسبِ حصہ رد ادا کر دینا چاہئے۔

ایکانت سنگہ۔ کیا خوب صاحب اگر یہی رائے تھی تو مشورہ ہی کی کیا ضرورت
تھی۔ ہمیں تو کلامِ نہیں روپیہ بیشک اٹکا سچا ہے گرجینے کو کسکے پاس ہی۔ اور
پھر جب اس نے نالش کر دی ہے تو ہم بھی کیوں تو لکین اب تو عداوتِ ٹھیکر گئی
ہماری رائے میں تو ضرور جواب دی جونی چاہئے۔

سنسے سنگہ۔ بھالی سیدل گوارا نہیں کرتا کہ اس قدر رقم سے ایک بے جرم کو
ایک عنت جواب دیدیا جائے باقی رہا یہ کہ عداوت۔ سو عداوت بھی اس سے
ہماری کیا ہے جس کا فرض ہوتا ہے آخر وہ کچھ تو سبیل اپنی کرتا ہی ہے۔

اگیا نخان۔ یا سیدی کاہلی کی باتیں کرتے ہو آخر کچھ مردانگی بھی پابھئے۔ مرد
کہلاتے ہو جس نے اپنے اوپر چڑھ لیا اسکا کیا ڈر اور کیا رحم۔ کیا کہون عداوتی انگریز
ہے اور کچھ کر چیخینرم (غریب عیسیٰ) نے جھگور روک رکھا ہے۔ ورنہ بقولِ اسلام مل
ابتک کبھی کا قتل امودی قبل الاذیہ ہو گیا ہوتا۔ خیر جواب دی تو ہم ضرور کریں گے۔
ہست مردان مرد خدا۔ کیا تواتر چند کے آگے ہم عاجزی کریں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا
اُونے چند۔ اجی عاجزی التجا کا تو ڈر نہیں مگر اب کچھ بے موقع معاد ہو گیا ہے۔
وہ ہم سے کاوش رکھنے لگا ہے۔ ایک مرتب اسکا مزورنگ دینی چاہئے ورنہ اسکا
حوصلہ بڑھا دیا جائے۔ اب سچی نالش کی ہی پھر جھوٹی کرنے کو آدہ ہوگا۔ مرنا تو ہے ہی
کتنے کی موت کیوں مرین۔ آئندہ اختیار

پیریت چند۔ اچھا صاحب جو بندہ اس کے یہ تو طے ہو گیا کہ جواب دی کرنا چاہئے

اتفاق (اندھا کر) حضور اب وہ خود در دولت پر حاضر ہیں اور اندھ آنے کی اجازت کے خواہاں ہیں۔

اکیان خان۔ اچھا خیر چونکہ وہ آگئے ہیں چلے آؤں۔

اتفاق باہر آکر کھڑا ہوا ہے سب جانتے ہیں اور بوجہ آداب سلام کے بیٹھتے ہیں۔ پیریت چند کہیے جناب ہم سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ جو اس قدر نفلی کا باعث ہو جناب میں اگرچہ ہم سب میں باہم کسی ہی مخالفت ہو لیکن حکمت عملی اور عقلمندی ہر کام میں ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں سب ایک ہو جائیں۔ تو اتھ چند ایک زبردست دشمن ہے اسپر فتح پانی بہت ہی مشکل ہے۔ ہاں البتہ اتفاق وہ چیز ہے کہ اس کی بدولت بڑی بڑی مشکلین آسان ہو جاتی ہیں۔ اور تلوار کا راز اب نہیں رہا۔

اکیان خان (جرات سے) جناب گستاخی معاف آپ ہی نے منہ دیا یہ مسلمان وغیرہ کا فقر و ڈال رکھا ہے ورنہ اپنی تو ہر دم ہی صلاح اور کوشش ہو کہ سب ایکم ایک ہو جائیں۔

پیریت چند۔ آپ کا تو خیال اور طرف چلا گیا۔ خیر ان باتوں کو جاننے دیجئے اور مطلب پر آئیے۔

لیکھنانت سنگھ۔ ہاں تو آپ ہی شروع کیجئے اندھون تقریر کا ہنر آپ ہی کی ذات میں بڑھا ہوا ہے۔

پیریت چند۔ بہت اچھا۔ ہاں صاحب پیشتر یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ انجام کار اس جلسہ کا کثرت راسے پردہ لگے گا اور وہی ہم کو منظور کرنا پڑے گا۔ اب آپ سب اصحاب اپنی اپنی راسے آنا دانا ظاہر فرمائیے کہ لالہ تو اتھ چند نے جو نالیش ہم پر کی

پریت چند۔ صاحب تصویرات آپ کی طرف سے تو اطمینان تھا لیکن یہ سمجھ کر اگیان خان کا یہاں آنا دشوار معلوم ہوتا ہے وہ بہت مفرد آدمی ہیں مہین پلنے کا ارادہ کیا ہے۔

اوتے چند۔ ہم تو جناب پر پڑھتے ہی حاضر ہیں۔ واقعی اگیان خان کا خیال ہلکوبھی تھا یہی ذکر کرتے آرہے تھے۔

اس طرح باتیں کرتے جلتے ہوئے اتفاق کو اتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ ملے یا نہیں۔

اتفاق۔ جناب ملے تو صحیح مگر یہ ملاحظہ کر کے سکرلے تلوار پر ہاتھ دھریں طرف بھی ذرا غصہ سے دیکھا۔ لیجئے یہ جواب لکھا ہے۔
پریت چند لیکر پڑھتا ہے۔

مجھ کو مشورہ کی کچھ ضرورت نہیں تلوار سے کام لیا کرتا ہوں ستورہ میں مبتلا ہوتا ہے اور بحث کی بنیاد کفر ہے۔ پس من خدا و دکریم کا بھر دے سنا ہے
سب تیغ پر ملادہ اذین مخالفوں کے مکان پر جانکی اپنی عادت نہیں؟

پریت چند۔ لو صاحب دیکھا اب کیلئے کیا مصلح ہے۔
اوتے چند۔ اچھے آنکے خیالات فاسد ہیں اب ارادہ کر کے آئے ہیں چلو تو یہی ایک انت سنگ۔ خیر اگر اتفاق کو ہرا لے لیجئے یہ بہت ہوشیار اور کاٹنے والا ہے
پریت چند۔ بیشک درست ہے اتفاق تم بھی۔

سب اگیان خان کے مکان پر پہنچتے ہیں۔

پریت چند۔ اتفاق دیکھو تم ذرا جا کر خیر کر دو مگر ہوشیاری سے۔

لیجاؤ اور عہد ہی آؤ ہم منتظر ہیں۔

اتفاق پر چپ لیکر جاتا ہے اور اونے چند کے مکان پر جا کر چپ دیتا ہے۔
اُونے چند (رقعہ پر حکر) میں ابھی سنسے سنگ کو ہرا لیکر اُنکے پاس حاضر ہوتا ہوا
اتفاق میان سے سنسے سنگ کے پاس جاتا ہے اور اُنکو بھی پر پڑتا ہے۔

سنسے سنگ (پڑ حکر) اُونے چند نے کیا کہا ہے۔

اتفاق۔ صاحب یہ فرمایا ہے کہ وہ آپ کو ساتھ لیکر ابھی وہاں جاویں گے۔

سنسے سنگ۔ اچھا تو اُنکے نے پر میں وہاں ضرور جاؤں گا۔

بعد پر یہ لکھنے کے اور اتفاق کو بھیجنے کے پر پریت چند و ایکانت سنگ میں
اس طرح گفتگو ہوئی۔

پریت چند۔ پرچہ تو لکھ دیا مگر دیکھئے میان آوین یا نہیں۔

ایکانت سنگ۔ اور تو طے آویں گے لیکن اگر کیاں خان کا خیال ہے۔

پریت چند۔ بیشک صاحب وہ تو بڑے بیٹے آدمی ہیں وہ ہرگز نہ آویں گے۔

ایکانت سنگ۔ تو پھر کیا کریں چلو اُن کے مکان ہی پر چلیں۔

پریت چند۔ بہت اچھا و میں چلے اُونے چند و سنسے سنگ کو بھی ساتھ
سے ساتھ لے لینگے۔

پریت چند و ایکانت سنگ باتیں ہیں۔

پریت چند و ایکانت سنگ (راسخون سنسے سنگ اور اُونے چند کو اتے

سوے دیکھ کر) تسلیم جناب

اُونے چند تسلیم صاحب کہئے ہم کو ملو اگر کہاں کو چلے۔

پیریت چند ہے تو ٹھیک۔ کسی کا قول ہو کہ بچوں مل گئے کچھ ہاں سے جیتے
آؤں نہ لاج۔ مگر کہیے کیا تجویز کریں۔ آخر سب کا اکتھا ہونا ضرور ہے۔

ایکانت سنگہ۔ تجویز کیا ہے۔ یا تو چوآن کے مکان پر علیین یا آگمہوہان بلوہین
پیریت چند۔ اچھا توہیان ہی بولتے ہیں۔ پر پر لکھے دیتا ہوں۔

پیریت چند تینوں کے نام ایک رتھ لکھ کر ملازم کو بچاتا ہے۔

بدھوا بواہ ملازم (دوڑتا ہوا حاضر آکر) حضور کیا حکم ہے۔

پیریت چند۔ دیکھو یہ پر پر ہمارا لالہ ورنے چند و سنے سنگہ و اگیان خان کے
پاس بھیجاؤ۔

بدھوا بواہ (ہلکی زبان سے) اچھا۔

پیریت چند۔ کیوں سست کیوں ہو گیا۔

بدھوا بواہ۔ حضور غمخویش ہیں تو کچھ غم نہ ہیں لیکن میری قسمت کی خوبی یا
شاید اسوج سے کہ حضور اس ناچیز کی قدردانی اور پرورش فرماتے ہیں میرے سب
معا حب مجھے ملی حد اور قدرے کاوش۔ کھتے ہیں اسلئے چکچکاتا ہوں۔

پیریت چند (قلم لب پر رکھ کر) اؤ ہو بیشک تم ہمارا پیارا ملازم ہے ہم تم کو ایسی
جگہ بھیجنا نہیں چاہتے۔ اچھا دربان کو بھیجاؤ جب تک وہ آؤں تم درباری کرو۔

بدھوا بواہ باہر جاتا ہے اور اتفاق سے کہتا ہے کہ بھائی جلد ہی جاؤ سرکار
مکاتے ہیں۔

اتفاق (اندازاً) حضور کیا حکم ہے۔

پیریت چند۔ دیکھو جی یہ رتھ لالہ سنے سنگہ و او نے چند و اگیان خان کے پاس

بیریت چند اپنے مکان پر بیٹھا ہے اور ایکانت سنگہ آتا ہے
ایکانت سنگہ۔ جناب کو تسلیم۔

بیریت چند۔ تسلیم آئے آئے آپ سے تو بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی
کہئے آپ کا مزاج شریف۔

ایکانت سنگہ۔ یار مزاج فدا کیا پوچھتے ہو اندون حواس باختہ ہیں۔ لیکن
مجھ کو آپ کی طرف سے حیرت ہو کہ آپ سب طرح مطمئن اور لا پروا معلوم ہوتے ہیں۔
بیریت چند۔ کیوں کیوں۔ یہ کہئے خیر تو ہے۔

ایکانت سنگہ۔ کیا تمہیں اطلاع نہیں آئی۔ تو اتنے چند نے جو ناش کی ہے
آپ نے کیا فکر کیا ہے۔ میرے نزدیک آپ بڑے لا پروا معلوم ہوتے ہیں۔ بھائی
مجھے تو ایسا فکر ہو رہا ہے کہ غیرت خور مجینوں میں بھی لہنیں لگتا۔ کہاں سے
دیگے اندون تو باوامی ہو رہے ہیں۔ عدائین اُنٹی ہیں۔ بھلا کہئے تو کیا صلاح
بیریت چند۔ یار کہتے تو ہو سچ مگر باواؤرہ چند کے یہاں گمبہ کا سامان تھا اُنکی
کا نو بار اور ہر وقت کے شراب سے ہنے میں مجھ کو کچھ خیال نہیں رہا ورنہ بھلا کہیں ایسی
مہم خلیفہ سے بے فکری ہو سکتی ہو۔ لواچھا پہلے اس ہی کا مشورہ کرتے ہیں۔ بھلاؤ سزا
کیا کرنا چاہئے۔

ایکانت سنگہ۔ بھائی ہم تو آپ کو اپنا سرگروہ سمجھ کر اسکی چارہ جوئی کے لئے آئے ہیں
بیریت چند۔ صاحب یہ تو سب آپکی مہربانی ہو لیکن پھر بھی اپنی رلے تو ضرور
دینا چاہئے۔

ایکانت سنگہ۔ پھر تو یوں کیجئے کہ سب کی رائے لیجئے۔

میں بھیگر جو چاہے سو کہنا۔

اگیان خان۔ اچھا جی لاؤ اطلاع لکھدین۔

لو آدمین دیتا ہے۔ اگیان خان وصولیابی سن لکھا اور بیدار سنگی ملازم و
سٹرورغلان صاحب لاٹ پادری کی گواہی لکھا کر سن واپس دیتا ہے۔

سین سوم

اور اشخاص متعلقہ سین ہذا

- | | |
|--|--|
| ۱۔ جبل سنگ۔ معا علیہم کا ایک بیان پہچان والا | ۱۳۔ مڈر۔ ۱۔ کا ماروجہ ایکانٹ سنگ |
| ۲۔ بدھو اچواہ۔ ہریت چند معا علیہ کا ملازم | ۱۴۔ اتر مٹیا |
| ۳۔ اتفاق۔ ہریت چند کا دربان | ۱۵۔ آسکتا۔ انریٹا کی |
| ۴۔ پایا چار سنگ۔ ہریت چند کا لڑکا | ۱۶۔ ڈورنے چند۔ ایکانٹ سنگ کا ذیل |
| ۵۔ پرمانا بھاس۔ ہریت چند کا وکیل | ۱۷۔ بھرم مٹی۔ سنے سنگی معا علیہ |
| ۶۔ استیارتھ سنگ۔ پرمانا بھاس وکیل کا محرر | ۱۸۔ ابیچار سنگ۔ سنے سنگ کا لڑکا |
| ۷۔ آنتی بیگم۔ اگیان خان معا علیہ کی زوجہ | ۱۹۔ کلکال چند۔ سنے سنگ کا وکیل |
| ۸۔ غصہ بٹان۔ اگیان خان کا لڑکا | ۲۰۔ کشاے چند۔ کلکال چند کا وکیل |
| ۹۔ ہنسا۔ اگیان خان کی لڑکی | ۲۱۔ انا چار سنگ۔ آونے چند معا علیہ کا لڑکا |
| ۱۰۔ زبانداز خان۔ اگیان خان کا وکیل | |
| ۱۱۔ مڈن سنگ۔ | |
| ۱۲۔ بھیچار سنگ۔ مڈن سنگ کا بڑا بھائی | |

کلام کو تبدیل کر کے اسکی قدرت کچھ گھٹا دے یا بڑھا دے۔ اگر کوئی کہے
کہ خدا کے کلام میں اسطرح یا اسطرح کی بات چاہئے وہ بے موقعہ بڑبانا ہے
کیونکہ خدا کی خاصیت سے کون واقف ہے مگر وہ آپ . . .

بواد (گھنا کر دلیں) تو باہ تو باہ چھی چھی الف لیلہ کی غنچوڑوں کو نہ بیچ مان
لین گسیکو انگلی ہی حقیقت کیا معلوم ہر مین کب تک ان غنچوں کو سنو گنا
(آواز سے) حضرت اگیان خان صاحب !

اگیان خان۔ یہ کون ہے ؟

بواد۔ جناب میں بہت دیر سے میٹھا ہوں اور اب جانا ناگتا ہوں ایک آپ کے
نام کا سن ہے وہ نے لیجے۔

اسلام علی۔ تسے کہ نہیں دیا تھا کہ ٹھیر جاؤ ابھی وعظ ہو رہا ہے بڑے
بیہودہ ہو۔

بواد۔ آپ نے اس وفد کا مضمون نہیں دیکھا حسین حسن نہ لینے کی ضرورت تھی ہے
اسلام علی (آنکھیں سرخ کر کے) بس چپ بیٹھے رہو بگو مت۔

پادری صاحب۔ ذرا ٹھیرے صاحب گرم مت ہو جائے۔ (بواد سے) مان
صاحب کیا سن ہے ؟

بواد۔ لاالہ الا انت محمد چند نے ناش کی ہے

اسلام علی۔ دیکھو جی ہمارے سنے بھی لالہ لالہ کہتا ہے (تو اوپر ہاتھ رکھ کر)
کیا ہماری ذوالفقار کہیں چلی گئی۔

پادری صاحب۔ بھائی صاحب ذرا ٹھیرو یہ گھر کی حکومت نہیں اپنے گھر

ہے وہاں پر تشریف لیگے ہیں اور میں بھی وہاں ہی جاتا ہوں۔ کیسے کیا کام ہے؟
 یو او۔ چلے میں بھی آپکے ہمراہ چلتا ہوں۔ لاہور آتے تو اتھ چاند نے اونپر نالش
 کی ہے اوکی اطلاع لایا ہوں۔

اسلام علی (رضہ میں بھر کر) اوہ سپر نالش کیا سچ ہی نالش کی ہے۔
 یو او۔ جی ہاں یکم پانچ مقرر ہے۔
 اتنے میں دو نوں گرجا گھر میں پہنچ گئے۔

اسلام علی (یو او سے) ذرا ٹھیر دو وعظ ختم ہونے پر کچھ کہنا۔
 یو او لاچار ہو کر ٹھٹھا ہے اور وعظ ہوتی ہے۔

اس عزیز انسان پر فرض ہے کہ اپنے ایام زندگی میں گناہ کی معافی پانے اور
 ماقبت بخیر ہونے کی تدبیر کریں۔ اس کے لئے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ کوئی آدمی
 شریعت کے کاموں سے استیجاز نہ کرنا جائیگا۔ یعنی کوئی شخص ایسی نیکو کاری
 سے قصداً ان کی عدالت میں راست بار نہیں ٹھیرے گا کہ خدا صادق القول
 کی شریعت کے بموجب کوئی شخص گناہ سے نہیں بچ سکتا ہے ایس کی ہی ہم
 لوگوں کی حقیقی حالت ہے پس ہر کوئی ایسا مناس اور واسطہ بالفرد چاہے
 کہ جسے ہمارے تصور اور گناہوں کی سزا اپنے اوپر لی اور سزا ادا تھا
 چکا ہو۔ ویسا ہی مناس اور واسطہ خداوند عسیٰ سچ ہے لہذا جو کوئی یقین
 کر کے اسپر اپنے تین بالکل چھوڑ دیوے اور اپنی راستبازی کے لئے صرف
 اسکی کامل رہتی پر تکیہ کرے وہی نجات ضرور پادے گا۔ پہلے ہی چلے گئے کہ جیسے
 خدا کا کام ہے ویسا ہی اسکو مان لین۔ مخلوق کا کیا مقدر ہے کہ اس

لواد۔ بہت اچھا۔

ناستک چند (شاگردوں سے) دوستو انوس کی بات ہو کر میو کر م اور پت
اور پاپ یا نرک سورگ وغیرہ کے جھگڑے میں پڑ کر انسان ناحق اندریوں کے بٹے
کی انواع لذات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ دراصل اگر دیکھئے تو نہ کوئی جیو ہے نہ کرم
نہ پت نہ پاپ نہ دوزخ نہ بہشت پھر کیوں ایک محض سودے خام (پر لوک) کے بھر دہ پر
کھانا پینا لالچ رنگ اور جینون کے وصال کو ترک کریں اور طرفہ یہ کہ مد جہالت
میں شمار ہوں دیکھو شاستر میں لکھا ہے کہ لے سند نہ بتر کی دھارک نہ بجا عمدہ کام
بھوگ کی لذت پیدا کرنے والی شراب پی۔ اور کا سو دین شکتی کا ایجا وں ہارا مانس کھل
کیونکہ پر تھوٹی۔ آپ۔ تھج۔ بایو لکر جتن شکتی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے۔ بھو۔ گرو وغیرہ
سے شراب۔ اور مکت جتنا دکھائی دیتا ہے اتنا ہی ہے ترک یا سورگ کہیں
نہیں ہیں پس ہر طرح کی لذات اور خواہشات لطیفہ سے محروم رہنا عجیب اور وجہ
اعلیٰ کی جہالت ہے۔

لواد۔ لو صاحب پہلے اطلاع لکھ دیجئے۔

ایکانت سنگہ بان بہت اچھا۔

ایکانت سنگہ سن لیکر اچھا اعلیٰ لکھ کر ناستک چند اور سو اچھا چار سنگ
کی گواہی کر اگر بوا گودا پس دیتا ہے۔ بوا د جاتا ہے۔ راستہ میں اسلام علی کو
باتے ہوئے دیکھ کر پوچھتا ہے۔

لواد۔ کیون صاحب آپ کو معلوم ہے حضرت اگیان خان کہاں بیٹھے؟

اسلام علی۔ آج کہیں باغ کے گرجا میں لاٹ پادری صاحب آئے ہیں انکا غلط

ہے۔ ظاہر چراغ کی ٹوکی مانند اس ہی طرح تمام چیزیں مختلف طبقہ میں
جانے والی ہیں۔ جیو یعنی روح بھی ایسے ہی ہر اس واسطے کر نوالا جیوا اور چلتا ہے
اور اس کے نتیجہ جھو گئے والا جیوا اور چلتا ہے اور جیسے اور چیزیں دودھ مٹھائی
وغیرہ کھانکے لالین ہیں ویسے ہی گوشت ہی اور جیسے دودھ بانی وغیرہ مینے
کے لئے بن دی ہی شہر اب بھی مینے کے لالین ہے نہیں کچھ بُرائی نہیں ہر
ہوا۔ صاحب بھکودیر ہو گئی ہے کُنکے گھر پر بھی بن ہو کر آیا ہوں۔ آپ بھکونا ستاک چند
کا پتہ بتلا دیجئے وہاں ہی چلا جاؤں گا۔

ہو دھ چند۔ حقیقت میں آپ دیر سے آئے ہیں اچھا بیٹا سوا اچھا چار سنگد جاؤ بھو
اپنے تاپا صاحب کے مکان پر چھوٹاؤ۔

ہوا اور سوا اچھا چار سنگد ناستاک چند کے مکان پر جانے ہیں اور پہونکر دونوں
نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

ناستاک چند۔ کیسے آئے۔

ہوا۔ لالا ایکانت سنگد کے نام کا ایک سن ہو۔ یہ کہلکسن ایکانت سنگد کو دیتا ہو۔
ناستاک چند۔ (ایکانت سنگد) کیا کسی نے ناست کی ہے؟

ایکانت سنگد۔ جی ہاں وہ میں نہیں۔ لالا متواتر چند آتو ناست کا شوق ہوا ہو۔
ناستاک چند۔ بھائی۔ لوگ بڑے بیوقوف ہیں۔ نہیں سمجھتے کہ روپیہ اگر کسی کے پاس
موجود ہو تو ناست کیوں کر ادا ہے اور سچ پوچھو تو شاستر پر دھ کا حکم ہو گئے۔ یہ سب جھگڑے
مہی کرتے ہیں۔ خیر دیکھا جا دیگا۔ مگر کیا ہے (ہوا سے) بھائی ذرا ٹھیر جاؤ اپنی پیش ختم
ہونے پر اطلاق لکھ دیجئے۔

اُس نے چند اطلاعاتیاتی تحریر کر کے اور سانگھ چنڈ و نادان سنگ لپٹے ملازم اردلی کی گواہی لرا کر بوا کو واپس دیتا ہے۔

بواو (سن واپس لیکر) اگیان خان کا پتہ کیا ہے؟

اُونے چند اگیان خان کو ابھی کہنی بانے کے گر جان میں جھوڑ کر آیا ہوں۔

بواو جاتا ہے اور بواو سنگ لپٹ کی کوٹھی پر پہونچ کر دور سے سلام کر نیلے بس۔

پوچھتا ہے کہ یہاں لالہ اکیان سنگ بھی ہیں۔

بواو سنگ (گردن اٹھا کر) بھیا ابھی تو تھے اور اب پھر آیا چاہتے ہیں شاید

بھائی ناستک چند کے یہاں چلے گئے ہیں۔ اٹھا دل تو ہر وقت یہاں ہی رہتا ہے

مگر بھائی صاحب کا بھی اشتیاق بہت کچھ ہے اکثر زبان بھی چلے جاتے ہیں۔ ذرا

بیٹھ جاؤ۔

بواو ٹھیکہ گیا بواو سنگ شاستر کا مطالعہ کرتا ہے۔

”جگت میں ریتیک درت جھن جھن میں دوسرے درت کو اچھا ہوا سوئیٹس

کو پراپت ہوتا ہے۔ پرکش دیب سنگھ کی نائین ایوٹم سٹو جھن تھائی

ہیں۔ جیو بھی اس ہی ہے اس واسطے کرنا اور ہے بھوگتا دوسرا ہے اور

مانس بھی جیسے اور بتو دودھ ٹھائی آدک کھانیکے لئے ہیں ویسی ہی ہے

اور ایسا ہی شراب بھی دودھ یا مانی کی مانند پینے کے لئے ہے۔ امین کچھو

نہیں ہے“

ترجمہ

دنیا میں ہر ایک چیز ملنے ملنے دوسری چیز کو سیدھا کرتی ہوئی خود فنا ہوتی جاتی

کھنڈ نے مین کتا پاپ ہوتا ہے۔

عورت - مہاراج میرے ہاتھ بہت غلیظ ہو رہے ہیں بنا دھوئے کیسے ہاتھ لگاؤں
سفید پوش - ارے ٹور کھ شیر ریشہ صی اچھی ہے یا اہنا معلوم ہوتا ہے کہ تو
اشنان بھی بہت کیا کرتی ہوگی۔ اشنان کرنے میں مہا پاپ ہوتا ہے۔ ہم
تجکو اپیش کرتے ہیں کہ اشنان کرنا بالکل تباہ مے کیونکہ اس میں بہت جیوؤں
کا گھات ہوتا ہے اور ہکوپاس لگی ہے جو کچھ بزخون کا دھوون رکھا ہو تو لاؤ۔
عورت - مہاراج مجھے تو ایسا پانی آکھو پلاتے ہوے گھن آتی ہے کہو تو اچھا
پانی لاؤں۔ پر ہاتھ دھوئے بغیر کیسے لاؤں۔

سفید پوش - اچھا تو ہم تیرے یہاں آ جا رہی نہیں لیتے۔ تو بڑی پاپی ہے۔
اور چلے گئے۔

بواد یہ تمام باتیں سن کر اپنے دل میں کہتا ہے کہ یہ شخص تو بڑا غلیظ ہے اسے
سرھنڈیوں کو بھی مات کر دیا۔ پھر ظاہر میں کہتا ہے۔

بواد - اہی مہاراج سنسے سنگ کا پتہ بھی کچھ معلوم ہے۔

سفید پوش - بھائی وہ تو ہمارے او پاسے میں لینگے سیدھے میں چلے جاؤ۔

بواد او پاسے میں جاتا ہے اور سنسے سنگ کو سن دیتا ہے۔ سنسے سنگ لکھنا
لکھ کر منتر پڑھاؤ جتر سنگ کے وقت ظرا کر بواد کو دیتا ہے اور بواد جاتا ہے۔

بواد (لوکر) کیون جی حضرت اور تے چند کہاں ٹینگے ؟

سنسے سنگ - بھائی اول تو سا کھید چنڈ کے یہاں ورنہ کیا پلٹ سنگ کے مکان پر

بواد سا کھید چنڈ کے مکان پر جاتا ہے اور وہاں پر اونٹنے چند کو سن دیتا ہے۔

ہریت چند من پھیل لکھرا اور دُر بودہ سنگ باغبان و نصیب سنگ کی جواسوقت وہاں موجود تھے گواہی کرا کر چراسی کو دیتا ہے اور چراسی جاتا ہے۔ اور استہین ایک شخص سفید پوش آراستہ صوت کھراؤن پر چڑھے ہاتھ میں کرستل لئے بھے کو ایک اشرف کے گھر میں جاتا ہوا دیکھ کر دعا علیہم کا پتہ دریافت کرنے کے لئے اسکے پاس جاتا ہے۔

سفید پوش (اندر جا کر ستورات سے) دھرم بردہ
ستورات (کھڑے ہو کر اور ہاتھ جوڑ کر) ہا ہا جی جی کچھ بھوجن تو اسوقت ہے
نہیں۔ پر اکھن تو رکھا ہے دو دن کا ہو گیا ہے۔
سفید پوش (جوبنی سے) اچھا دی لاؤ۔

عورت (حیرانی سے) مہاراج کیا اکھن تیری بھی کھاتے ہیں۔ دیکھو بھوتی سوت
میں یہ لکھا ہے کہ اکھن میں چچ اندی جیو پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہیں۔
سفید پوش (اٹا موکر) مائے اس ہی واسطے تو کہا ہے کہ عورتوں کے
روبروت سانس نہ چھایا اپڈیش دینا بھی نہیں چاہیے اور عورتوں کو ٹیڑھا نا تو کدہ
نہیں جیسے بد نمونہ اس پڑھنے کا ہی کارن ہے جو بھکوشردھان نہیں ہے اور یہی
بھی دوش لگاتی ہے۔ اسے مٹو کھ اکھن کھانے میں پاپ تیری کو کیسے ہو سکتا ہے
اسکو تو گرہتی ملے دیا ہے۔

عورت - اچھا ہا ہا جی آپ کبیں سوچی سچ یا اکھن لاتی مہلن۔
یہ لکھتا ہے کہ اکھن لائے واسطے ہاتھ جوئے کو تیار ہوا کر فوراً وہ شخص ہل اٹھا۔
سفید پوش - اے یہ کیا کرتی ہے ہاتھ مت دھونا تو نہیں مانتی کہ پانی کے

پاگیک چند۔ شاید ایسا ہو۔ اچھا دیکھو میا ہنسک پر شاوا کو اپنے چچا کے
باغیچے میں بیٹھنا دو۔ وہاں دونوں ہونگے۔

ہنسک پر شاوا بوا دچراسی کو لیکر جاتا ہے اور باغیچے میں پریت چند اور آریہ چند
دونوں بیٹھے ہیں۔

بوا (سن لاہ پریت چند کے ہاتھ میں دیکر) لیجئے ایک آپ کے نام کا سن ہے
پریت چند سن کو پڑھ کر تعجب ہوتا ہے اور آریہ چند اونکے چہرے پر افسوس کے
آئینہ دیکھ کر پوچھتا ہے۔

آریہ چند کیسا ہے؟ کیسا سن ہے؟

پریت چند کچھ نہیں بتواتر چند نے تسک کی نالاش کر دی ہے۔

آریہ چند۔ کیا تو اترا چند کو اس قدر وصل ہو گیا کہ آپ پر نالاش کی ہے۔ اول تو
آپ نے اپنے حصہ کا روپیہ ہی کیوں نہ ادا کر دیا جو یہ جھگڑا ہی نہ ہوتا۔

پریت چند۔ بھائی دیدین تو سب کچھ گرانہ فون تو کورے باوا جی ہو رہے
ہیں۔ بے کسے پاس۔

آریہ چند۔ خیر اگر اس قدر حیرانی اور افسوس کی کیا بات ہے اب اگر جھگڑا ہے تو جھگڑا

ہی ہے ہمارے سب شاگردوں میں بہت اتفاق ہے اور سب آپ کے نمک پروردہ

ہیں اور صدر اعلیٰ صاحب سے بھی ہنسنے رسم ڈال ہی رکھی ہے گو وہ شاید حکومت کے

گھنٹہ میں کچھ خیال مانتین کرتے۔ لیکن کچھ آنکھوں کا ناظر ضرور کریں ہی گئے۔ مگر

ذرا میں انصاف پسند جو کچھ دل میں آتا ہے سو ہی کرتے ہیں۔ خیر دیکھا جاوے گا اس پر

اطلاع تو نگہ بند ہے۔

لواد۔ اور یہ پریت چند وغیرہ کہاں ٹینگے۔
 ویشے سنگہ۔ پریت چند کو تو میں ابھی یا گیا یک چند کے مکان پر چھوڑ آیا ہوں بلکہ
 چلے جاؤ۔

لواد جاتا ہے اور یا گیا یک چند کے پاس پہنچا کہتا ہے۔

لواد۔ یہاں لالہ پریت چند آئے تھے کہاں ہیں؟
 یا گیا یک چند۔ بھئی ابھی تو اوٹھ کر گئے ہیں۔ کچھ آجکل ہمارے حیار اد بھائی لالہ
 آریہ چند پر زیادہ کرم ہے۔ مابا دیان ہی گئے ہونگے۔
 لواد۔ کیوں آپ کے اوپر تو بہت زیادہ ہریان تھے۔

یا گیا یک چند۔ بیشک گر بھائی تم جانتے نہیں کہ آجکل زمانہ ہی کچھ ایسا ہے۔
 اول اول تو بھائی صاحب نے اور اوٹھنوں نے بھی ہماری خوب برورن کی لیکن
 اب دونوں ہماری بھگینی پر آمادہ ہیں جیانی میان تک تو بھگلو۔ باد کہہ رہے ہیں کہ یہ
 میں جو انات کا جانا جائز نہیں حالانکہ وید کے چند احکام اس بارہ میں مستمور
 و معروف ہیں اور انکے گرو سوامی دیانہ جی نے بھی اپنی مصنفہ کتاب سنیا پوجیکا
 طبع اول میں اسکو جائز رکھا تھا۔

لواد۔ خیر اچھا جی یہ بتلاؤ کہ وہ کہاں ٹینگے میں تو ان سے واپس بھی نہیں
 یا گیا یک چند۔ کیوں! بھائی صاحب تو آپ کا بہت کچھ دم بھرتے ہیں ہر
 وقت آپ کو یاد کیا کرتے ہیں۔

لواد۔ یہ بیشک میں بھی سنتا ہوں لیکن دراصل وہ محلو نہیں پہچانتے اور میں
 اوٹھو نہیں جانتا میرے نام کا کوئی اور شخص ہوگا۔

۶- یا گیک چند
۷- آریہ چند- یا گیک چند کا
چھبازاد بھائی

چهار اوجھائی

۵۔ دُر پودہ سنگہ | بَیرت چَندکی

۱۔ تعصب سنگہ

۱۱۔ سفید لومش ایک تہی سنسے سنگ

مدعا علیہ کے گرو

۱۲۔ منتشر مرثاد [سنے غلو کا قہر]

۱۳۔ خیر شکر { حسن کے عکواہ

ہواؤ میں اسی کا سن کی قلیل کرنا

ازل ہی میرا اسی لالہ انجمن سنگد کے مکان پر آواز دیتا ہے

لو او (آواز بلند) لالایکانت سنگ صاحب۔

کامنا (اگانت سنگ کی روح) بیٹا شے سنگ دیکھو کوئی تمہارے لالا کو آواز دیتا ہے۔

وہ شے سنگ (اندر سے) کون ہے بھائی !

لواد سرکاری چیرا سی سمن ہے ایک ایگانت سنگ کے نام کا۔

و شے سنگ (باہر آکر اوسین دیکھ کر) او۔ بے ایمان نے ناش کی ہے !

ایچا جی۔ لار۔ لار بودہ سنگ کی کوٹھی۔ یہ لیگے ایتنا تک پنڈ کے مکان پر۔

۱۳ کایا ٹیک شکر۔ ونے چند عاقل کا

ایک عظیم

۱۵۔ سائیکھ چنید۔ ونے چنید کا دوسرا

محمد علی

۱۶۔ نادان شکر۔ فتنے حید کا ماز ادری

۱۴- اسلام آباد - ۷ اگست ۱۹۷۱ء

جڑا بجائی

۱۸- سید و شکر۔ اگمان خان

کامل لازم

۱۶- میٹر ورنڈلارن - لائٹ ماوری

کی غفلت کرنا

سو میں ادا نہیں کیا بلکہ ہر طرہ کی بخش و ازیت مدعی پر آما وہ ہے چنانچہ

۳۰۔ نومبر ۱۹۶۷ء بروز طلبہ خیر و انکار مد علیہم سے بنا و نجاست اندر حدود

عدالت کے پیدا ہوئی۔ لہذا مدعی مستدعی داد رسی ذیل کا ہے۔

ڈگری مبلغ ^{۱۲۳۲۲} ^{۶۸۸۶} اصل و مبلغ ^{۶۸۸۶} سود کل مبلغ ^{۱۲۳۲۲} کی

حق مدعی بنام مد علیہم مرسود دوران و آئندہ و خرچہ عدالت اس بیان سے

صادر فرامی جاوے کہ مد علیہم نہ کو کل زید طالب اندر سیاد معینہ عدالت کے ادا

کریں در صورت خلاف ورزی کے جاہد مکفول یا ایک کافی جزو اسکا نیلام

کرایا جاوے۔

تادم علم و یقین میرے معین عرضید عونی کا مدعی متواتر چند مدعی

موجود ہیں جو متواتر چند مدعی ^{۱۲۳۲۲} ^{۶۸۸۶} الرقوم یکم دسمبر ۱۹۶۷ء

بابو پران چند بعد کرنے اپنے دستخط کے عرضید عوس کو عدالت میں داخل کرتے

ہیں۔ بڑے منصرم عدالت میں بنام مد علیہم جاری کرتا ہے۔ جو اچھرا سی واسطے

تفصیل کے لیکر جاتا ہے۔

سین دوم

آؤر اشخاص متعلقین لہذا

۱۔ گامنا۔ ایکانت سنگو مد علیہ کی زوجہ ۴۔ ناسیک چند۔ بودہ سنگو کا بیٹا

۲۔ ورتے سنگو۔ ایکانت سنگو کا بیٹا ۵۔ بھائی و ایکانت سنگو کا دوسرا بیٹا

۳۔ بودوہ سنگو۔ ایکانت سنگو کا ۵۔ سوا چھ چار سنگو۔ بودوہ سنگو

ایک ہم مجلس کا بیٹا

ایکانت سنگو کی بیوی

بجلی جاتے ہیں وہ روپیہ سے قطعی جواب دیتے ہیں اب کیا کریں۔ کثیر رقم کا معاملہ ہے چپ ہو کر مٹیا نہیں جاتا۔ بلکہ صاحب الٹا دھکتے ہیں۔

پرمان چند۔ دستاویز ہے آپ کے پاس؟

تو اتھ چند۔ مان لایا تو ہوں۔

پرمان چند۔ تو فکر کیا ہے لائے ابھی ناش و ایر کر دوں۔ خود روپیہ دیگے نہیں بااید اولیام ہو جاوے گی۔

تو اتھ چند منک بستہ سے نکال کر دیتا ہے اور پرمان چند پڑھتا ہے۔

ہمکسنے سنگو پربت چند و اچانک سنگو دانے چند

اکیان نال میران ہنموہ سنگو قوم خود پستی کی تمہیں گریز

جو کہ ہے سلع یا پھر نارا محسوہ یا س دیوہ کو، جسے سلع و ہنر اسی

بھتر دیوہ ہوتے ہیں پاس سے لار تو اتھ چند سیر لالہ اچانک چند

قوم ہستار کہ سکن ضلع نبات گڑ کے نقد بطور قرض لے میں لہذا قرا

کر تہین کہ مبلغان نہ کو روند مطلب سود بحساب فیصدی اگر تو

ماہواری کے دین مکرور کو ادا کرینگے اور نا ادا سے جہانم مذکور کے

در و بست عاید و عزت و توقیر اپنی واقعہ موضع شیر پور کی مثال

تسک نہ امین مغل و متفرق کرے ہیں کسی دوسرے جگہ

انتقال اسکا میں کریں گے لہذا یہ چند مکہ بطریق تسک لکھیں

کیم گت سہ ماہ

پرمان چند
اچانک سنگو
اوسے چند
اکیان خان
وہی صاحب
نہاں

سین آؤل

اشخاص نامک تہذیب سین

- | | | | |
|---------------|---------------|---------------|---------------|
| ۱- ستون سنگ | ۱- ستون سنگ | ۱- ستون سنگ | ۱- ستون سنگ |
| ۲- پیریت چند | ۲- پیریت چند | ۲- پیریت چند | ۲- پیریت چند |
| ۳- پیریت سنگ | ۳- پیریت سنگ | ۳- پیریت سنگ | ۳- پیریت سنگ |
| ۴- پیریت سنگ | ۴- پیریت سنگ | ۴- پیریت سنگ | ۴- پیریت سنگ |
| ۵- پیریت سنگ | ۵- پیریت سنگ | ۵- پیریت سنگ | ۵- پیریت سنگ |
| ۶- پیریت سنگ | ۶- پیریت سنگ | ۶- پیریت سنگ | ۶- پیریت سنگ |
| ۷- پیریت سنگ | ۷- پیریت سنگ | ۷- پیریت سنگ | ۷- پیریت سنگ |
| ۸- پیریت سنگ | ۸- پیریت سنگ | ۸- پیریت سنگ | ۸- پیریت سنگ |
| ۹- پیریت سنگ | ۹- پیریت سنگ | ۹- پیریت سنگ | ۹- پیریت سنگ |
| ۱۰- پیریت سنگ | ۱۰- پیریت سنگ | ۱۰- پیریت سنگ | ۱۰- پیریت سنگ |
| ۱۱- پیریت سنگ | ۱۱- پیریت سنگ | ۱۱- پیریت سنگ | ۱۱- پیریت سنگ |
| ۱۲- پیریت سنگ | ۱۲- پیریت سنگ | ۱۲- پیریت سنگ | ۱۲- پیریت سنگ |
| ۱۳- پیریت سنگ | ۱۳- پیریت سنگ | ۱۳- پیریت سنگ | ۱۳- پیریت سنگ |
| ۱۴- پیریت سنگ | ۱۴- پیریت سنگ | ۱۴- پیریت سنگ | ۱۴- پیریت سنگ |
| ۱۵- پیریت سنگ | ۱۵- پیریت سنگ | ۱۵- پیریت سنگ | ۱۵- پیریت سنگ |
| ۱۶- پیریت سنگ | ۱۶- پیریت سنگ | ۱۶- پیریت سنگ | ۱۶- پیریت سنگ |
| ۱۷- پیریت سنگ | ۱۷- پیریت سنگ | ۱۷- پیریت سنگ | ۱۷- پیریت سنگ |
| ۱۸- پیریت سنگ | ۱۸- پیریت سنگ | ۱۸- پیریت سنگ | ۱۸- پیریت سنگ |
| ۱۹- پیریت سنگ | ۱۹- پیریت سنگ | ۱۹- پیریت سنگ | ۱۹- پیریت سنگ |
| ۲۰- پیریت سنگ | ۲۰- پیریت سنگ | ۲۰- پیریت سنگ | ۲۰- پیریت سنگ |

احاطہ عدالت میں باجو پیران چند وکیل کے پاس

تتوارتھ چند مدعی معہ بیک چند بیٹھا ہے

تتوارتھ چند - باجو اور باتین تو ہوئیں سو ہوئیں گرانہ نوان ایک نیا نیا پیش ہے اسکی نوکچہ تیر کیجئے

پیران چند کیا ہے ؟

تتوارتھ چند - جناب سن وہو سنے سنگو پیریت چند وغیرہ کا زمرہ ہے جبکہ آپ

ہیثمیات ناشک نامک

مفتی مولانا
محمد رفیع الدین صاحب دہلی

خلاصہ کتاب

لالہ محمد رفیع الدین نے اپنے ترقی کی ناشک بنام لکھنے سے سب سے پہلے
چھاپا نہ ہو سکا۔ اس نے چند ڈاکٹران خان مدعا علیہم بعد ازاں منشی
نیر کیشک چند جج ماتحت۔ معرفت بابو پیراٹ چند بی۔ اے۔ ال۔ ایل۔ بی۔
وکیل و ایر کی اور ہر پانچ مدعا علیہم نے ایک سے طرز سے معرفت بابو پرانا بھاسا
وغیرہ وگھار کے بلوچہ و علیحدہ جوابدہی کی عدالت نے بعد تحقیقات اور باحاشہ وغیر
کاف کے دعویٰ معی کو ڈگری کیا جسکی کل کارروائی کی نقل حرفت بحرف ہر ناظرین
اسے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

تہنیت

پر یہ دراندون بھکواپنے ایک مہربان یعنی بابو سورجھان صاحب وکیل خلع المصدق
 لاؤ خوشوقت اسے صاحب بیس قصبہ کھنڈ خلع سہا پور کی معرفت ایک مقدمہ تازہ اور
 دلچسپ فیصلہ کی خبر ملی ہو کہ جسکی خوشی اور غمی کے قلب سے افسر کو شاہی مرگ ہو چکا
 کا احتمال ہو۔ بدینہ میرے ایک صاحب لالہ پریم سنگھ نے بھکواپسرا مادہ کیا ہے کہ میں
 اسکو اپنے دوستوں اور جہاد نصف نرا چون تقسیم کروں اور ناظرین و شائقین کو
 فائدہ پہونچاؤں اور اپنے کو اس قدر شادمانی کی ناتوانی کے صدر سے بچاؤں۔ اگرچہ میرا
 دوسرا مہربان قتل چند فرماتا ہے کہ اسے یہ یقین ہے کہ کیا خیال محال ہی یہ نعمت تو ایسی
 لازوال باکمال ہو کہ اگر ایک عمر بھی اسکے تقسیم کرنے کی کوشش کیجاوے تاہم سر
 میں سے جب بھر بھی کھٹنا نا آگ میں باغ لگانا ہے۔ مگر ساتھ ہی اسکے منہ سے یہ بھی نکلتا
 اور تاکید ہو کہ میرے لیے ذخیرہ بے پایاں اور بضاعت فیض رسان زبان کی منبع بیغایت
 سے لگانا اور نیز لگانا کو بھی محروم رکھنا شرط مرا لگی اور عرض انسانگی، داخواہی سے کہیں
 دور ہے اور خست لاشانی و ظیانت و بے ایمانی میں داخل ضرور پس بہر حال میں
 ایسے خزانے بے بہا اور معدن لاشتنا کو مذہب و اس ناقص تحریر کے سر دست لاشا دیا ہی
 بہتر اور اسب سمجھتا ہوں خواہ میرے صاحب اول کی رائے معقوب ہو اور درست
 اور خواہ مہربان ثانی کا فرماتا سجا ہوا اور درست لہذا اب ناظرین قدر دان اور شائقین
 سخن داران کی خدمت بابرکت میں بعد بخیر و نیاز زارش اور التجا ہے اور انکی بزرگانہ
 دعا ماننا نظر سے امید کمال ہو کہ اس بھیند و بھیر کی ناقص تحریر کی اور عبارت کی
 نازیباں وغیرہ کی شکایت کو وہ گذاشت فرما کر اصل مطلب بے غرضانہ کو بشرط پسند
 قبول فرماوے جسکے خلاف۔ اور اگر کسی موقع پر پہوسے نادانستہ کوئی لفظ سخت
 یا کہ یہ لگا کر متن عبارت میں ہو جاتا ہے، واقع ہوا ہو تو اسکو محظوظ میری آواز ادا نہ
 تحریر کے سرورک سمجھیں گے اور معاف۔ جینا کہ کوئی لفظ ایسی تو ملی زبان میں کسی
 معنوں ضروری سے آگاہ کہے تو اسکا طرز کلام اور نامزد فی سخن متروک سمجھی جائیگی
 اور ناقابل یادداشت۔ اور جیسا کہ کسی غریب لگانا کا صدق دل سے پیش کیا ہو جس
 حیثیت یا کہ وطعام قدر دانوں کے نزدیک منیت شمار ہو تب اور ڈھال کی پٹیل
 وغیرہ برکتیں وغیرہ کا تعاقب دا گذاشت۔

الراحمہ۔ بھیند کترین کھنڈ اس خلع المصدق لالہ محل میں ساکن قصبہ کھنڈ خلع سہا پور

آؤ منتہیات ناشکناٹک

جسین ایک مقدمہ عدالتی کے پیرامین ہر ایک مت کی آزادانہ
بحث کر کے سچ اور جھوٹ کے کھوکھلے کا امتحان کیا گیا ہے

حصہ اول

مصنفہ پڈت رکھب داس صاحبہ من قصبہ چکراہ منضہ شہر

جسکو

حسب فرائض خلیفہ برصغیر بھان صاحبہ کیل عدالت منصفی دیوبند
قادم الملک بہاری ملال دی سلسلے سے دیوبند منضہ ہائی
اسکول بلنہ شہر مصنفہ ہنولان چتر ناول دھنت جواہر وغیرہ
دسترجم بھرتہری معین دیراگ شتک بھرتہری نئی شتک
پانک نیتی درپن وغیرہ نے

بد نظرائی

مطبع بن پرکاش بلنہ شہرین بلتہامنشی ہریشا طبع کرایا

۶۱۸۹۹

جواہر داس

